اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ (جہنم) سے بچاؤ۔

(پ ۲۸، سورۃ تحریم آیت نمبر ۶)

موجودہ اختلافی مسائل

کی وضاحت

ندائے الحق

مفتی جلال الدین احمد امجدی

اہتمام: ڈاکٹر مظہر شاہ

صراط مستقیم پبلیکیشنز

0333-8173830

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (پ ۲۸، سورۃ التحریم، آیت نمبر ۶)

اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ (جہنم) سے بچاؤ۔

موجودہ اختلافی مسائل کی وضاحت

(کتاب اللہ اور احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں)

نداء الحق

مصنفہ

مفتی جلال الدین احمد امجدی

اہتمام محمد مظہر شاہ

[illegible] ضلع مردان (صوبہ سرحد)

صراط مستقیم پبلیکیشنز

جامع مسجد رضائے مصطفیٰ [illegible] پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

نام کتاب .... نداءُ الحق

مصنفین .... مفتی جلال الدین احمد امجدی (انڈیا)

////// .... ڈاکٹر مظہر شاہ (صوبہ سرحد)

زیرِ اہتمام .... شیخ محمد سرور اویسی

پروف ریڈنگ .... محمد نعیم اللہ خاں قادری
(بی ایس سی، بی ایڈ، ایم اے اردو، پنجابی، تاریخ)

کمپوزنگ .... محمد طیب گرافک

سن اشاعت .... 15 دسمبر 2009ء

قیمت .... -/140

تعداد 1100

ملنے کے پتے

جامعہ جلالیہ رضویہ لاہور / مکتبہ الفجر سرائے عالمگیر
کرمانوالہ بک شاپ لاہور / مکتبہ جلالیہ صراط مستقیم گجرات
مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / رضا بک شاپ گجرات
مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ / مکتبہ فیضان مدینہ گھکھڑ
مکتبہ فیضان اولیاء کامونکی
جامعہ محمدیہ رضویہ بھکھی شریف۔ منڈی بہاؤالدین
صراط مستقیم پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ لاہور 0321-9407699

اویسی بک سٹال پیپلز کالونی گوجرانوالہ 0333-8173630

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	حالات (مفتی جلال الدین احمد امجدی)	6
2	تقریظ (غلام عبدالقادر علوی، براؤ شریف)	11
3	دیباچہ (الحاج ڈاکٹر مظہر شاہ)	12
4	قابلِ حفظ چہل احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	16
5	ذات اور صفات باری تعالیٰ	29
6	ذات اور صفاتِ الٰہی سے متعلق چند ضروری عقائد	30
7	ظہورِ صفاتِ الٰہی	31
8	تلاشِ اسباب	39
9	توحید	42
10	شرک	43
11	توحید اور شرک میں فرق	47
12	بدعت اور اقسامِ بدعت	48
13	بدعتِ حسنہ	52
14	بدعت سیۂ	54
15	علم غیب	58

16	حیاتِ موتیٰ	66
17	سماعِ موتیٰ	71
18	توسّل	75
19	غیر اللہ سے مدد مانگنا	83
20	مشکل کشا و حاجت روا	89
21	دُعا بعد از نماز جنازہ بہ ہیئتِ اجتماعی	93
22	نفع وضرر رسانی	96
23	نداء یارسول اللہ	99
24	معجزات بعد ممات	105
25	کرامات بعد وفات	108
26	دُعا مصافحہ و معانقہ بعد نمازِ عیدین	110
27	درود تاج پر بیجا اعتراض	112
28	ایصالِ ثواب	115
29	نذر	120
30	تعزیت اور مُردوں کی طرف سے صدقات	125
31	زیارتِ قبور	130
32	طریقۂ زیارتِ قبور	133

33	احترام قبورِ مسلمین	135
34	انہدام قبورِ مشرکین	137
35	سفر برائے زیارتِ قبور	140
36	بلندئ قبور	143
37	مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللّٰہ کی تشریح	145
38	مفتی جلال الدین احمد امجدی	149
39	بدعت	149
40	بدعت کی پانچ قسمیں	151
41	بدعتوں کا رواج	157
42	صلوٰۃ وسلام	159
43	انگوٹھے چومنا	166
44	اولیاء کرام کی نظر	169
45	تکبیر کے وقت بیٹھنا	175
46	خطبہ کی اذان مسجد کے باہر سنت ہے	183
47	بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا	185
48	ایصالِ ثواب اور فاتحہ	187
49	فاتحہ کا آسان طریقہ	192

OOOOOOO

فقیہ ملت علامہ جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ

محمد صلاح الدین سعیدی

مراد سنگھ راجپوت فیملی کا فرد تھا لیکن تھا بڑا سلیم الفطرت دین اسلام سے اسے دلچسپی تھی وہ دل سے اسلام کی خوبیوں کا معترف تھا مگر کفر کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا' خاندان اور برادری کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا تھا لیکن جیسے جیسے مراد سنگھ کے دل میں اسلام دوستی کے پاکیزہ جذبات پروان چڑھتے رہے ویسے ویسے ہی اس کے اندر ظالم سماج سے ٹکرانے کی جرأت بھی پیدا ہوتی گئی اور آخر ایک دن وہ اپنے اندر پیدا ہونے والے فطری انقلاب کو علی الاعلان ظاہر کر کے اسلام کے دامن میں آ گیا اور ''مراد سنگھ'' سے ''مراد علی'' بن کر اسلامی برادری کا ایک معزز رکن بن گیا۔ مراد علی کے اس جرأت مندانہ اقدام نے خاندان اور سماج میں کھلبلی مچادی۔ راجپوت اس کی جان کے دشمن ہو گئے خاندان والوں کی مخالفت کی وجہ سے مراد علی کو اسلام اور خاندان دونوں میں سے ایک چیز کا انتخاب کرنا پڑا۔ اس نے خاندان کی محبتوں کو اسلام کی صداقتوں پر قربان کر دیا اور ہجرت کی سنت ادا کرتے ہوئے اپنے وطن مالوف (بوہڑ) کو چھوڑ کر ضلع فیض آباد کے ہی قصبہ شہزاد پور میں سکونت کر لی۔ مراد نہ صرف خود مراد کو پہنچا بلکہ اپنی اولاد کو بھی 'منزل مراد' کا پتہ دے گیا مراد علی کی چوتھی پشت میں سے ضیاء الدین مرحوم شہزاد پور سے اتر پردیش کے ضلع بستی کے ایک قصبہ ''اوجھا گنج'' منتقل ہو گئے۔ انہیں ضیاء الدین مرحوم کی چوتھی پشت میں ہمارے ممدوح مکرم فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی نے ۱۹۳۳ء میں جنم لیا۔ حضرت فقیہ ملت کے والد ماجد (جان محمد مرحوم متوفی ۱۹۵۱ء بغیر کسی مقررہ مشاہرے کے جامع مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیا کرتے۔ بچوں کو پڑھاتے اور ابتدائی تعلیم و تربیت فرماتے تھے) اپنے تقویٰ و پرہیزگاری کے باعث پورے اوجھا گنج میں عزت و احترام کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔

حضرت فقیہ ملت ۔نے تقریبا ۱۰ سال کی عمر میں حفظ قرآن کی سعادت حاصل کی اور تقسیم ہند سے قبل ہی فارسی کی تکمیل بھی کر لی تھی پھر ۱۹۴۷ء میں آپ عالم اسلام کے عظیم عالمی مبلغ حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے مدرسہ ناگپور میں داخل ہوئے اور ۱۹۵۲ء میں فارغ التحصیل ہوئے ۔علامہ ارشد القادری اپنے ہزاروں شاگردوں میں حضرت فقیہ ملت پر بجا طور پر فخر فرماتے ۔آپ اوجھاگنج میں پہلے باقاعدہ اور مستند عالم دین شمار ہوتے تھے اور آج اوجھاگنج میں جتنے بھی علماء کرام ہیں یا تو آپ کے شاگرد ہیں یا شاگردوں کے شاگرد ہیں

جب آپ عالم دین ہو کر اپنے علاقے اوجھاگنج میں پلٹے تو آپ نے غلط رسومات کے خلاف بڑی تندہی سے عملی میدان میں کام کیا اوجھاگنج میں یہ عام رواج تھا کہ قربانی کے بکروں کا گوشت مسلمانوں کیساتھ ساتھ ہندوؤں میں بھی تقسیم کیا جاتا تھا۔ آپ نے لوگوں کو مسئلہ سمجھایا کہ قربانی کے علاوہ تالیف قلب کیلئے کوئی تحفہ وغیرہ دیا جائے تو وہ دوسری بات ہے بلکہ اسلام کی اخلاقی تعلیم ہے اور مستحسن اقدام ہے لیکن جو چیزیں اسلام نے مسلمانوں کیلئے مختص کر رکھی ہو مثلاً زکوۃ یا قربانی وغیرہ تو یہ چیزیں غیر مسلم کو نہیں دی جاسکتیں جب آپ نے یہ تبلیغ فرمائی تو ہندوؤں کی طرف سے آپ کو مخالفت کا سامنا کرنا پڑا حتی کہ ہندوؤں نے باقاعدہ آپ سے بازپرس بھی کی لیکن آپ نے بے جھجک جواب دیا کہ "ہم نہیں روکتے بلکہ ہمارا مذہب روکتا ہے جیسے آپ کا دھرم جتنی اجازت دیتا ہے اتنا ہی آپ برتاؤ ہمارے ساتھ کرتے ہیں" آپکے اس طرز استدلال اور حق گوئی و بیباکی کے کارن یہ رسم ختم ہوئی اب قربانی کا گوشت صرف مسلمانوں ہی میں تقسیم ہوتا ہے۔

شادی بیاہ کے مواقع پر بالکل ہندوانہ طور طریقے تھے۔حضرت فقیہ ملت نے اسکے خلاف بھی عملی اقدام کئے اور خود شادی اوجھاگنج کی تاریخ میں پہلی شادی تھی جو مکمل اسلامی تعلیمات کا آئینہ تھی جو لوگوں کیلئے اسلامی شادی کا مکمل نمونہ بنی اور اس نے رسم

رواج کا رخ موڑ دیا۔ ایک اور چلن جو آپ نے تبدیل کروایا وہ عورتوں کا بیٹھ کر نماز پڑھنا لازم تھا عام طور پر عورتیں بیٹھ کر ہی نماز پڑھا کرتی تھیں۔ حضرت فقیہ ملت نے مسئلہ سمجھایا کہ صرف مجبوری میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں جبکہ کھڑے ہونے کی سکت ہی نہ ہو۔ اب الحمدللہ عورتیں کھڑی ہو کر ہی نماز پڑھتی ہیں۔

ایک اور بھیانک رسم جو آپ کی حکمت عملی سے مٹی وہ میت کا کھانا تھی یہ رسم اتنی پختہ تھی کہ اگر کسی غریب کے پاس گنجائش نہ ہوتی تو اسے باقاعدہ پنچائیت بلا کر سب کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہونا پڑتا۔ دیر تک وہ غریب معافی مانگتا رہتا لوگ اسے طرح طرح کے طعنے دیتے اور باتیں بناتے وہ سب کی خرافات سنتا اور بار بار لجاجت کے ساتھ ہاتھ جوڑ کر اپنی مجبوریاں گنواتا تب جا کر بڑی مشکل اور ذلت و رسوائی کے ساتھ اس کی معافی منظور کی جاتی اور ساتھ ہی وہ شخص آئندہ پنچائیت میں بات کرنا چاہتا تو لوگ کہتے تو کیا بات کرتا ہے تیرا باپ مر گیا اور تو ابھی تک برادری کو کھانا نہ کھلا سکا۔ حضرت فقیہ ملت نے اس ظالمانہ اور جاہلانہ رسم کا توڑ اس طرح کیا کہ آپ نے اپنے والدین کی میت پر کھانا بالکل نہ پکایا اور جو پیسہ کھانے وغیرہ پر لگنا تھا وہ مسجد میں دیکر اس کا ثواب والدین کی ارواح کو بخش دیا۔ آپ کی بھاری بھرکم مذہبی شخصیت پر کوئی پنچائیت انگلی نہ اٹھا سکی اور اس طرح ایک مکروہ سلسلہ ختم ہو گیا الغرض ''اوجھا گنج'' والوں کیلئے آپ کی ذات ایک ایسے رحمت ثابت ہوئی جس کے سایہ میں زندگی گذارنا آسان ہو گیا۔ رسومات کی کڑی دھوپ میں سڑنے والے لوگ شریعت وسنت کی گھنی چھاؤں میں آ کر سکھ کا سانس لینے لگے۔

آپ نے ''اوجھا گنج'' میں ۲ سال باقاعدہ تدریس فرمائی پھر صوبہ بہار کے شہر ''جمشید پور'' میں کچھ عرصہ ایک سکول میں پڑھاتے رہے پھر ضلع بستی کے علاقے بھاؤ پور میں تدریسی خدمات انجام دیں اور بالآخر ۱۹۵۶ء میں جب براؤں شریف کے فیض الرسول سکول کو دارالعلوم فیض الرسول بنا دیا گیا تو آپ نے وہاں مستقل مدرس کی حیثیت

میں پڑھانا شروع کیا اور یہی مدرسہ فیض الرسول براؤں شریف آپکی اصلی پہچان بنا اور آپ براؤں شریف کے مفتی کی حیثیت سے پورے بھارت میں مشہور ہوئے۔ ۱۹۵۷ء سے ۱۹۸۳ء تک آپ تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ فتاوی نویسی بھی کرتے رہے۔ آپکے فتوے مختلف رسائل وجرائد میں چھپتے رہے اور دنیا بھر میں مقبول ہوئے۔ ہندوستان کے علاوہ پاکستان ہالینڈ اور افریقہ تک سے آپ کے پاس سوالات آتے اور آپ ان کے تسلی بخش جواب عنایت فرما کر دینی رہنمائی کا حق ادا کرتے۔ ۱۹۸۳ء کے بعد فتاوی نویسی سے ریٹائرمنٹ لے لی اور زیادہ توجہ تدریسی امور نمٹانے پر مرکوز کردی۔

تصنیف وتالیف کے شعبے میں آپ کی پہلی کاوش ''گلدستہ مثنوی'' تھی جو حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ حکایتوں کے انتخاب پر مبنی تھی۔ اس کے بعد آپ کی اور کئی کتابیں آئیں۔ مثلاً معارف القرآن' انوار شریعت المعروف اچھی نماز' حج وزیارت' محققانہ فیصلہ' باغ فدک اور حدیث قرطاس' ضروری مسائل' نورانی تعلیم چار حصے' خطبات محرم وغیرہ۔ ان سب کتابوں کے علاوہ آپ کی کتابوں انوار الحدیث' اور فقہی پہیلیاں کو جو شہرت نصیب ہوئی وہ بہت کم کتابوں کو نصیب ہوئی ہے۔ خاص طور پر انوار الحدیث تو ہر اچھی لائبریری اور ہر صاحب مطالعہ شخص کے گھر کی زینت ہے۔

فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی کے بلند پایہ علمی مضامین بھی مختلف مذہبی پرچوں میں برابر شائع ہوتے رہتے ہیں اور آپ کے قارئین کا حلقہ پوری اُردو دنیا میں موجود ہے۔ ایک مرتبہ ۱۹۷۹ء میں بھارت کے کسی اشاعتی ادارے نے ایک بہت بڑی علمی خیانت کا ارتکاب کیا کہ فقہ کی مشہور کتاب ''بہار شریعت'' چھاپی اور جہاں جہاں لفظ ''نہ'' آیا تھا اسے ختم کر ڈالا اور جہاں ''نہ'' نہیں آنا چاہیے وہاں ''نہ'' ڈال دیا اس طرح منفی مسائل مثبت بن گئے اور مثبت منفی ہو گئے۔ جب آپ کی نگاہوں نے اپنے پیر ومرشد کی عظیم تصنیف کے ساتھ ایسی ''علمی ادبی شرارت'' کو بھانپ لیا تو اس کے خلاف زوردار مضامین لکھے جو الہ آباد سے نکلنے والے ماہنامہ ''پاسبان'' اور براؤں شریف کے

آرگن ماہنامہ ''فیض الرسول'' میں شائع ہوئے۔ اگر بروقت یہ تدارک نہ ہوتا تو منفی سرگرمیوں کے عادی نام کے مسلمانوں کا اگلا پروگرام یہ تھا کہ اس ''بہار شریعت'' کا حوالہ دے کر اس کے مسائل کو خالی الذہن لوگوں میں بتاتے پھرتے کہ یہ دیکھو ''بہار شریعت'' میں غلط مسائل درج ہیں لیکن حضرت فقیہ ملت کے قلم نے ''رضا کے نیزے کی مار'' بن کر فتنہ پرور لوگوں کی سازش کو بے نقاب کر دیا۔

حضرت فقیہ ملت کا تقویٰ وطہارت مثالی اور علماء دین کیلئے لائق تقلید ہے۔ آپ نے گھر میں ریڈیو تک نہیں رکھا بلکہ بہوؤں کے جہیز میں بھی قبول نہ کیا آپ کا کہنا ہے کہ اگر آج میں ریڈیو خریدوں گا تو کل میری اولاد اس سے اگلا اقدام کرے گی اور ضرور ٹی وی خرید لائے گی اور میں ''امجدی منزل'' کو سینما گھر نہیں بنانا چاہتا۔ آپ نے آج تک کسی سیاست دان کو ووٹ نہیں ڈالا اور نہ ہی اپنے گھر والوں کو ڈالنے دیا تاکہ سیاست دانوں کے غلط کاموں کی ذمہ داری میں ہم شامل نہ ہوں۔

تعلیم کے بارے میں آپ کا نظریہ ہے کہ اگر اسلام کی خدمت کی نیت سے انگریزی پڑھی جائے تو ثواب کا کام ہے لیکن ہم مروجہ نصاب تعلیم اور نظام تعلیم کے خلاف ہیں جس سے عموماً پڑھنے والوں کا ذہن خراب ہو جاتا ہے مذہبی آزادی پیدا ہوتی ہے۔ ماحول بدل جاتا ہے اور بسا اوقات نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ ایک دو پشت کے بعد گھر میں دہریت کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں ''میں نے خوشحالی کے باوجود اپنے کسی لڑکے کو انگریزی نہیں پڑھائی اور نہ ان شاء اللہ پڑھاؤں گا بلکہ ہر ایک کو نائب رسول ہی بنانے کی کوشش کرونگا ان لوگوں کی راہ کبھی نہیں اختیار کرونگا۔ جو دس سال تک زکوۃ خیرات کھا کر علم دین حاصل کئے اور پورے زمانہ طالب علمی میں ایک ایک پیسے کے محتاج رہے پھر عالم ہونے کے بعد جب کسی مسجد یا مدرسے میں ملازم ہو کر خوشحال ہو گئے تو اپنے گھر والوں کو انگریزی پڑھا کر کافروں کی وضع قطع کا دلدادہ بنا دیا۔ انہیں فاسقوں کا لباس پہنایا اور گھر سے اسلامی طور طریقہ نکال کر اسے مغربی تہذیب کا گوارہ بنا دیا''۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

آج کل مسلمانوں کے معاشرہ میں جس تیزی کے ساتھ غلط عادات ورسوم راہ پاتے جارہے ہیں، وہیں اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس زمانہ کی چند نوزائیدہ جماعتوں کی تحریک کے زیر اثر اسلاف کرام کے مستحسن مراسم کے خلاف ایک متحدہ محاذ قائم ہو چکا ہے۔ صدیوں سے جن پر خوش عقیدہ مسلمانوں کا عمل تھا، وہی معمولات شرک وبدعت کی خانہ ساز مشین گنوں کی زد پہ ہیں۔ اور اس پہ اختلاف ونزاع کی ایسی گرم بازاری ہوئی کہ سادہ لوح مسلمانوں کے لیے حق وباطل کا امتیاز دشوار ہوگیا۔ اس خصوص میں استاذی حضرت علامہ جلال الدین احمد صاحب قبلہ امجدی مفتی فیض الرسول کو توجہ دلائی گئی۔ نتیجۃً چند مختلف فیہ ومتنازع مسائل پہ تحقیقی مطالعے کو سمیٹتے ہوئے یہ مختصر مگر جامع رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، جس سے ان مسائل کی واضح تصویر سامنے آجائے گی۔

مولیٰ عزوجل اسے شرف قبول عطا فرما کر اس کے فیوض وبرکات کو عام وتام فرمائے۔ آمین

غلام عبدالقادر علوی

خادم آستانہ یار علویہ ودار العلوم فیض الرسول براؤں شریف

۲۷۔ ربیع النور ۱۳۹۸ھ، ۷، مارچ ۱۹۷۸ء

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ط وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

(۱) آیت شریف:

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(پ ۱، سورۂ بقرہ، آیت نمبر ۴۲)

اور نہ ملاؤ سچ میں جھوٹ اور نہ چھپاؤ حق بات جان بوجھ کر۔

(۲) آیت شریف:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ط

(پ ۲۶، سورہ محمد، آیت نمبر ۷)

اے ایمان والو: اگر تم اللہ (دینِ خدا) کی مدد کرو گے، اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم دینِ حق پر جما دے گا۔

(۳) حدیث شریف ۵۱۴۸ (دین فروشی)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

اعمال (نیک) میں جلدی کرو، ان فتنوں کے آنے سے پہلے جو تاریک رات کے

ٹکڑوں کی مانند ہوں گے (اس وقت) آدمی صبح کو ایمان کی حالت میں اُٹھے گا اور شام کو کافر ہو جائیگا اور شام کو مؤمن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائیگا، اپنے دین و مذہب کو دنیا کی تھوڑی سی متاع پر بیچ ڈالے گا۔" (مشکوٰۃ شریف باب الفتن)

(۴) حدیث شریف ۱۴۶:۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں (ایسے) فریب دینے والے اور جھوٹے لوگ ہوں گے جو تمہارے پاس ایسی حدیثیں لائیں گے جن کو نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے باپوں نے۔ پس بچو ایسے لوگوں سے اور نہ اپنے قریب آنے دو تم اُن کو تا کہ وہ نہ تو تم کو گمراہ کریں اور نہ فتنہ میں ڈالیں۔" (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

حضرات!

(۱) جاننے والے جانتے ہیں کہ آج کل ہم ایک ملحدانہ دور سے گزر رہے ہیں۔ یہ مسلمانوں کے لئے نہایت ہی پر آشوب اور آفتوں کا زمانہ ہے۔ آج بہت خوش نصیب وہ شخص ہے جس کا ایمان موجودہ زہریلی ہواؤں سے بچ جائے۔ بد مذہبی اور بے دینی کی ایسی تیز آندھیاں چل رہی ہیں جن سے سادہ لوح مسلمانوں کا ایمان یقیناً خطرے میں ہے۔

(۲) اگرچہ اسلام میں نئے نئے فرقے پہلے بھی پیدا ہوتے رہے لیکن جو بیماری آج ہے وہ اس سے پہلے کے مسلمانوں میں سننے میں نہ آئی تھی۔ آج ہر جاہل

قرآن شریف کا مفسّر، مفتی اور واعظ بن گیا ہے، اور ہر بیہودہ آدمی اولیاء کرام اور بزرگانِ دین کے حق میں گستاخانہ الفاظ استعمال کر رہا ہے۔

(۳) اسلام کے ایسے مسلمہ مسائل جن کے متعلق کبھی گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ کوئی کلمہ گو ان کا بھی انکار کرے گا، آج ان مسائل کے منکر پیدا ہو گئے۔ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ منکرین بڑی دلیری سے سوائے اپنے فرقہ کے باقی تمام مسلمانانِ عالم کو مشرک یا گمراہ جانتے ہیں۔

(۴) یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ مخالفین آجکل ایسے ضد پر اُتر آئے ہیں کہ علماءِ دین کے بھیس میں ان کے تمام وعظ، جلسے اور مجلسیں ان اختلافی مسائل کیلئے وقف ہو گئیں، اور کھلم کھلا بڑی دلیری سے بتوں کی آیات پیغمبروں پر اور کفار کی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرنے لگے۔

(۵) دریں حالات مندرجہ عنوان احکام خداوندی اور ارشاداتِ نبوی ﷺ کی تعمیل کرتے ہوئے حق کا اظہار کرنا، دینِ اسلام کی مدد کرنا، اور بدعقیدہ لوگوں کے مکر و فریب سے خود بچنا اور عوام کو آگاہ کرنا، ہر مسلمان کا فرضِ اوّلین ہے۔ یہی اُمور ہیں جن کی بناء پر مجھے یہ کتاب بتوفیقِ الٰہی لکھنی پڑی۔ اس کا نام "نداء الحق" رکھا۔ جس میں حتی الوسع اختلافی مسائل کی وضاحت قرآنِ پاک اور احادیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں کی گئی۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو حضور ﷺ کے صدقے سے قبول فرما کر صدقہ جاریہ بنائے اور اُسے میرے گناہوں کا کفارہ فرمائے۔

(۶) آخر میں قارئین کرام سے گذارش ہے کہ جو مسلمان اس کتاب سے

فائدہ اٹھائیں وہ میرے لئے دعا کریں کہ رب العزۃ مجھے ایمان پر خاتمہ نصیب کرے اور میرے گناہوں کو اپنی رحمت اور مغفرت کے پانی سے دھووے۔ اسی امید پر میں نے یہ محنت کی ہے۔ دعا

من نگویم کہ طاعتم بپذیر :: قلمِ عفو بر گناہم کش

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ آمین

نیز میں مندرجہ ذیل معزز حضرات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے وقتاً فوقتاً اپنی مفید مشوروں سے کتاب زیر نظر کی تالیف میں میری مدد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

(۱) حضرت مولانا الحاج حمد اللہ صاحب، مہتمم و بانی مظہر العلوم ڈاگے تحصیل صوابی (مردان)

(۲) الحاج نثار محمد خان صاحب ساکن شیوہ تحصیل صوابی (مردان)

(۳) محترم حلیم گل صاحب (شاعر) ساکن شیوہ تحصیل صوابی (مردان)

طالب دعا:

فقیر مظہر شاہ عفی اللہ عنہ

یکم رجب ۱۴۰۷ھ

مطابق

۲ مارچ ۱۹۸۷ء

قابلِ حفظ چہل احادیثِ نبوی ﷺ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۱) حدیث شریف ۲۰۶

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ علمِ (دین) کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اور سکھانا علم کا نا اہل کو اس شخص کے مانند ہے جس نے سُور کے گلے میں جواہرات، موتیوں اور سونے کا پٹہ ڈال دیا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف۔ کتاب العلم)

(۲) حدیث شریف ۲۵۴

حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ یہ علم (یعنی کتاب و سنت کا علم) دین ہے۔ پس جب تم اس کو حاصل کرو تو یہ دیکھ لو کہ کس سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو۔ (معلوم ہوا کہ علم دین شروع کرتے وقت طالب علم کو معلّم کا عقیدہ جاننا ضروری ہے کہ کہیں انسان نُما شیطان کے دام میں نہ پھنسے۔ ملاحظہ ہو حدیث شریف نمبر 4) (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۳) حدیث شریف ۱۸۹

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کیساتھ خداوند تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اُس کو دین کی سمجھ (علم دین) عطا فرماتا ہے، اور میں تو تقسیم کرنے والا ہوں عطا کرنے والا خدا ہی ہے۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۴) حدیث شریف ۲۰۵

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک فقیہ (عالمِ دین) زیادہ سخت ہے شیطان پر ہزار عابدوں سے۔

(مشکوۃ شریف کتاب العلم)

(۵) حدیث شریف ۲۴۰

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کیا ہے مقدارِ علم کہ جب انسان اتنا علم حاصل کرے تو فقیہ (عالمِ دین) بن جائے۔ (اور دنیا و آخرت میں اس کا شمار عالموں میں ہو) پس فرمایا حضور ﷺ نے کہ جو شخص میری اُمت کو فائدہ پہنچانے کیلئے چالیس حدیثیں امرِ دین کی یاد کرلے تو اللہ تعالٰی اس کو قیامت میں فقیہ اٹھائے گا، اور قیامت کے دن میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔ (مشکوۃ شریف کتاب العلم)

(۶) حدیث شریف ۲۳۰

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حاصل کریں گے اس علم (کتاب وسنت) کو ہر آئندہ آنے والی جماعت میں سے نیک لوگ جو دور کریں گے اس سے حد سے گزر جانیوالے لوگوں کی تحریف کو اور باطلوں کی افتراء پردازی کو اور جاہلوں کی تاویلات کو۔ (مشکوۃ شریف کتاب العلم)

(۷) حدیث شریف ۲۱۷

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

جس نے قرآن مجید کے اندر اپنی رائے سے کچھ کہا اس کو چاہیئے کہ وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں تلاش کرے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۸) حدیث شریف ۲۵۳

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جن شخص نے قرآن کریم میں اپنی رائے سے کچھ کہا اور اس کی رائے حقیقت کے مطابق ہو گئی تب بھی اس نے غلطی کی۔ (سنن ابی داؤد باب الکلام فی کتاب اللہ بلا علم)

(۹) حدیث شریف (انسان نما شیطان)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں گیا اور حضور اکرم ﷺ وہاں تشریف رکھتے تھے۔ میں آپ کے پاس جا کر بیٹھا۔ آپ نے فرمایا: اے ابو ذر! پناہ مانگ اللہ کی جنوں کے شیطانوں سے اور آدمیوں کے شیطانوں سے۔ میں نے عرض کیا: آدمیوں میں بھی شیطان ہوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ (سنن نسائی شریف کتاب الاستعاذۃ)

(۱۰) حدیث شریف ۵۰۱

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بلا شک وشبہ جو کچھ بنی اسرائیل (یہود) پر گزرا، وہی میری امت پر بھی گزرے گا، ٹھیک جس طرح جوتیوں کا جوڑا کہ ایک جوتی دوسری جوتی کے برابر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے اگر کوئی ایسا ہوگا جس نے (نعوذ باللہ) اپنی ماں سے علانیہ زنا کیا تو میری اُمت میں بھی ایسا کرنے والا ہوگا۔ اور بنی

اسرائیل کے ۷۲ مذہب ہو گئے لیکن میری اُمت ۷۳ فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ ان میں سے ایک فرقہ کے سوا باقی سب فرقے دوزخی ہوں گے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! وہ ایک فرقہ (ناجی) کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہی جس پر میں ہوں اور میرے ساتھی۔ (ترمذی شریف، ابواب الایمان)

(۱۱) حدیث شریف ۸۹

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب سورۃ نصر (پ۳۰) اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ الخ اُتری تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح لوگ جوق در جوق اس دین میں داخل ہوئے ہیں، اسی طرح اس سے جوق در جوق نکلیں گے۔ (سنن دارمی شریف)

(۱۲) حدیث شریف ۱۶۴

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کثیر کا اتباع کرو۔ جو شخص جماعت سے الگ ہوا تو اس کو آگ میں تنہا ڈالا جائیگا۔ (جماعت کثیر سے مراد اہل سنت و جماعت ہیں، جو مشہور مذاہب اربعہ کے مقلد ہیں) (مشکوۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

(۱۳) حدیث شریف ۹۶

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اپنی اُمت کے بارے میں گمراہ کرنے والے اماموں کا ڈر ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہیگا اور غالب ہو کر۔ ان کا ساتھ چھوڑنے والے (یا اُن کی مخالفت کرنے والے) ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، اور یہ سلسلہ قیامت تک رہے گا۔ (ترمذی شریف، ابواب الفتن)

(۱۴) حدیث شریف ۱۹۵ (عالمِ نُما جاہل)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم کو (آخری زمانہ میں) اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ لوگوں کے دل ودماغ سے اس کو نکال لے، بلکہ علم کو اس طرح اٹھائے گا کہ علماء کو اٹھا لے گا۔ (یعنی علماء وفات پا جائیں گے) یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہیگا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے۔ ان سے دین کی باتیں پوچھی جائیں گی اور وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے۔ پس خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۱۵) حدیث شریف ۱۸۲۱ (خوارج)

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو نو عمر اور کم عقل ہوں گے۔ باتیں تو اچھے لوگوں جیسی کریں گے لیکن ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ لوگ دین سے اسطرح نکل جاویں گے جیسے تیر شکار سے۔

(بخاری شریف کتاب المرتدین)

(۱۶) حدیث شریف ۱۰۳۳

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خوارج اور ملحدین کو اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق خیال کرتے تھے، اور فرماتے کہ یہ لوگ ان آیتوں کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو مسلمانوں کے حق میں استعمال کرتے ہیں۔

(بخاری شریف کتاب المرتدین)

(۱۷) حدیث شریف ۱۳۶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آخری زمانہ میں (ایسے) فریب دینے والے اور جھوٹے لوگ ہوں گے جو تمہارے پاس ایسی حدیثیں لائیں گے جن کو نہ تو تم نے کبھی سنا ہوگا اور نہ تمہارے باپوں نے۔ پس ایسے لوگوں سے بچو اور نہ اپنے قریب آنے دو تم ان کو تا کہ وہ نہ تم کو گمراہ کریں اور نہ فتنہ میں ڈالیں۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

(۱۸) حدیث شریف ۲۵۷

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریب ہی لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ اسلام میں سے صرف اس کا نام باقی رہ جائے گا، اور نہیں باقی رہے گا قرآن میں سے مگر اس کے نقوش۔ ان کی مسجدیں (بظاہر) آباد ہوں گی لیکن حقیقت میں خراب ہوں گی ہدایت سے۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے کی مخلوق میں سب سے بدتر ہوں گے۔ انہیں سے دین میں فتنہ برپا ہوگا اور انہیں میں لوٹ آئیگا۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۱۹) حدیث شریف ۲۲۸

حضرت احوص بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو شریروں میں بدترین بُرے علماء ہیں، اور بھلے لوگوں میں سب سے بہتر بھلے علماء ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۲۰) حدیث شریف ۵۱۵۹

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے، میں اپنی اُمت کیلئے جن لوگوں سے زیادہ ڈرتا ہوں وہ گمراہ کرنے والے امام ہیں، اور جب میری اُمت میں تلوار چل جائے گی تو پھر قیامت تک نہ رُکے گی۔
(مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن)

(۲۱) حدیث شریف ۲۳۶۸ (خوارج)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میرے بعد میری اُمت میں ایسی قوم ہوگی کہ وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن کریم ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اُترے گا اور دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر شکار سے نکل جاتا ہے، اور پھر وہ دین میں واپس نہ آئیں گے، اور ساری مخلوق اور خلقِ خداوندی میں وہ بدترین لوگ ہوں گے۔ (مسلم شریف، کتاب الزکوٰۃ)

(۲۲) حدیث شریف ۴۸۸۶

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بُرا بندہ وہ بندہ ہے جو دھوکہ دے دنیا والوں کو دین سے۔ بُرا بندہ وہ بندہ ہے جس نے خراب کیا دین کو شبہات سے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الغضب)

(۲۳) حدیث شریف ۵۰۹۰

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے، میں نے ایسی مخلوق پیدا کی ہے، جن کی زبانیں شکر

سے زیادہ شیریں ہیں اور جن کے دل ایلوے (مصبر) سے زیادہ تلخ ہیں۔ میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان پر (فتنہ۔ مصیبت و بلا) نازل کروں گا ایسا فتنہ کہ عقلمند اور دانا شخص اس میں حیران ہوگا۔ کیا یہ لوگ مجھ کو دھوکہ دیتے ہیں؟ یا مجھ پہ جرأت اور دلیری کرتے ہیں؟ (مشکوۃ شریف باب الریا،)

(۲۴) حدیث شریف ۲۶۸ (آخر زمانہ کے دین فروش علماء)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جو مکر و فریب سے دین کے ذریعہ دنیا کمائیں گے۔ لوگوں کو اپنی نرمی دکھانے کیلئے بھیڑ کی کھالیں پہنیں گے۔ (یعنی بظاہر بڑے نرم دل، شیریں زبان، اسلام کے ہمدرد، تبلیغ کے علمبردار، حق و صداقت کی مدعی، دنیا سے متنفر اور تقدس مآب ہوں گے۔) ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی لیکن ان کے دل بھیڑیئے کے دل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم لوگ میرے ساتھ دغا بازی اور فریب کرتے ہو، یا میرے سامنے اپنی سینہ زوری اور بہادری دکھاتے ہو؟ میں نے بھی اپنی ہی قسم کھائی ہے کہ ان لوگوں میں انہیں میں سے فتنہ بھیجوں گا، اور ایسا فتنہ جو اُن میں سے اُن کے باوقار اور بردبار کو بھی حیران کرے گا۔

(یہ دین اسلام کے وہ اُجرتی دشمن ہیں جو مکر و فریب سے مسلمانوں کے دلوں میں شبہات ڈال کر اُن کو راہ راست سے ہٹانے کی کوشش کر رہے ہیں۔)

(ترمذی شریف، ابواب الزہد)

(۲۵) حدیث شریف ۴۹۲۰

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے معراج کی رات میں بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ اُن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں۔ پوچھا، جبرائیل! یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ لوگ آپکی اُمت کے خطیب (واعظ) ہیں، جو لوگوں کو تو نیکی کی ھدایت کرتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف باب امر بالمعروف)

(۲۶) حدیث شریف ۲۵۰

حضرت زیاد بن حدیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم جانتے ہو اسلام کو تباہ کرنے والی کیا چیز ہے؟ میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسلام کو تباہ کرتا ہے پھسلنا عالم کا (یعنی اس کی غلطی اور گناہ) اور جھگڑنا منافق کا کتاب اللہ کے اندر۔ اور تباہ کرتا ہے گمراہ سرداروں (پیشواؤں) کا حکم جاری کرنا۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۲۷) حدیث شریف ۵۱۳۳

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے، ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا کہ جس میں دین پر صبر کرنے والا شخص اس آدمی کے مانند ہوگا جس نے اپنی مٹھی میں انگارا لے لیا ہو (یعنی جس طرح انگارے کو ہاتھ میں رکھنا دشوار ہے، اسی طرح دین پر قائم رہنا دشوار ہوگا) (مشکوٰۃ شریف باب تغیر الناس)

(۲۸) حدیث شریف ۳۴۲

حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسے فتنے ہوں گے جس میں انسان صبح کو مسلمان ہوگا اور شام کو کافر ہوگا، سوائے اس شخص کے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم سے زندہ کیا۔ (سنن دارمی شریف)

(۲۹) حدیث شریف ۵۱۲۸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اعمال (نیک) میں جلدی کرو، ان فتنوں کے آنے سے قبل جو تاریک رات کے ٹکڑوں کی مانند ہوں گے۔ (اس وقت) آدمی صبح کو ایمان کی حالت میں اٹھے گا اور شام کو کافر ہو جائے گا، اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہو جائے گا، کہ اپنے دین و مذہب کو دنیا کی تھوڑی سی متاع پر بیچ ڈالے گا۔ (مشکوٰۃ شریف باب الفتن)

(۳۰) حدیث شریف ۳۶۰۴

حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کسی کو کافر کہہ کے پکارے یا خدا کا دشمن! اور وہ ایسا نہ ہو تو یہ کلمہ کہنے والے پر لوٹ پڑتا ہے۔
(مشکوٰۃ شریف، باب حفظ اللسان)

(۳۱) حدیث شریف ۵۱۲۷

حضرت ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ البتہ ان لوگوں کی تقلید و پیروی کرو گے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ، یہاں تک کہ اگر وہ پہاڑ کے سوراخ (غار) میں بیٹھے

ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کا اتباع کرو گے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! (کیا آپ کی مراد) یہود اور نصاریٰ سے ہے۔ آپ نے فرمایا (وہ نہیں) تو پھر اور کون؟ (مشکوٰۃ شریف۔ باب تغیر الناس)

(۳۲) حدیث شریف ۵۱۲۱

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قیامت اس وقت تک نہ آئیگی جب تک دنیا میں سب سے زیادہ نصیبہ ور اور دولتمند وہ شخص نہ بن جائیگا جو احمق ہے اور احمق کا بیٹا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب تغیر الناس)

(۳۳) حدیث شریف ۵۲۱۴

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبکہ مالِ غنیمت کو دولت قرار دیا جائے گا، اور جب امانت کو غنیمت شمار کر لیا جائیگا، اور جب زکوٰۃ کو تاوان سمجھ لیا جائے گا، اور جب علم کو دین کیلئے نہیں بلکہ دنیا وغیرہ حاصل کرنے کیلئے سیکھا جائے گا۔ اور جب مرد عورت کی اطاعت کرے گا۔ اور جب (بیٹا) ماں کی نافرمانی کرے گا اور اس کو رنج دے گا۔ اور جب آدمی دوست کو اپنا ہم نشین بنا دے گا، اور باپ کو دور کر دے گا۔ اور جب مسجد میں زور زور سے باتیں کی جائیں گی، اور شور مچایا جائیگا، اور جب قوم کی سرداری قوم کا ایک فاسق آدمی کرے گا، اور جب قوم کے امور کا سربراہ قوم کا کمینہ اور ارزل شخص ہوگا، اور جب آدمی کی تعظیم اس کی برائیوں سے بچنے کیلئے کی جائے گی۔ اور جب گانے والی عورتیں ظاہر ہوں گی۔ اور جب باجے ظاہر ہوں گے، اور جب شرابیں

پی جائیں گی، اور جب اس اُمت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں کو بُرا کہیں گے اور اُن پر لعنت کریں گے۔ اس وقت تم ان چیزوں کے وقوع میں آنے کا انتظار کرو، یعنی تیز و تند سرخ آندھی کا، زلزلہ کا، زمین میں دھنس جانے کا۔ صورتیں مسخ و تبدیل ہو جانے کا، اور پتھروں کے برسنے کا، اور ان پے در پے نشانیوں کا (جو قیامت سے پہلے ظہور میں آئیں گی) گویا وہ موتیوں کی ایک ٹوٹی ہوئی لڑی ہے، جس سے پے در پے موتی گر رہے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف، علامات قیامت)

(۳۴) حدیث شریف ۱۷۹۸

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، پھر خاک آلود ہو، پھر خاک آلود ہو، جو اپنے والدین میں سے ایک یا دونوں کو بڑھاپے میں پائے پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہو۔
(مسلم شریف کتاب البر والصلۃ)

(۳۵) حدیث شریف ۴۷۲۷

حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق بیٹے پر۔
(مشکوٰۃ شریف باب البر والصلۃ)

(۳۶) حدیث شریف ۱۸۱۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اسکی روزی فراخ اور عمر دراز ہو، تو وہ اپنے ناتے (رشتہ داری) کو ملائے۔ (مسلم شریف کتاب البر والصلۃ)

(۳۷) حدیث شریف ۸۰

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس کی ضرر رسانیوں سے اس کا ہمسایہ مامون نہ ہوگا وہ جنت میں نہ جائیگا۔
(مسلم شریف کتاب الایمان)

(۳۸) حدیث شریف ۴۸۲۲

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، سب سے بڑا سود مسلمان کی ناحق آبروریزی ہے۔ (مشکوۃ شریف، باب منع کی ہوئی چیزیں)

(۳۹) حدیث شریف ۱۹۴۷

حضرت زبیر بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان مظالم کی شکایت کی جو ہم پر حجاج کی طرف سے ہوتے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ صبر کرو، اس لئے کہ کوئی زمانہ نہیں آئے گا مگر اس کے بعد کا زمانہ اس سے زیادہ بُرا ہوگا، حتیٰ کہ تم اپنے رب سے ملو۔ میں نے یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ (بخاری شریف۔ کتاب الفتن)

(۴۰) حدیث شریف ۵۱۲۸

حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مرتے رہیں گے نیک بخت لوگ یکے بعد دیگرے اور باقی رہیں گے ردی اور بیکار (یعنی بد اور بدکار) مانند جو کی بھوسی یا کھجور کی بھوسی، جن کی اللہ تعالیٰ کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ (مشکوۃ شریف، باب تغیر الناس، پہلی فصل)

ذات اور صفاتِ باری تعالیٰ

ترمذی شریف کی حدیث ۱۴۵۶ جلد دوم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) نام ہیں۔ ان میں سے ایک اسمِ ذات ہے اور باقی اسماءِ صفات ہیں۔ یعنی اسماءُ الحسنٰی

آیت شریف

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى (پ ۱۶ سورۂ طٰہٰ آیت نمبر ۸)

''اللہ کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، اسی کے ہیں اچھے نام''۔

(۱) اِسمِ ذات:

مندرجہ بالا آیت شریف میں لفظ اللہ خداوند تعالیٰ کا نام مبارک ہے جو واجب الوجود ہے۔ اس کے وجود کا موجود ہونا واجب یعنی ضروری ہے، اور اس کا عدم (نیستی) محال ہے۔ جو واجب الوجود ہوگا، وہ ہمیشہ سے ہوگا اور ہمیشہ رہیگا، نہ تو اس کی ابتداء ہوگی اور نہ انتہا، اور کسی وقت اسکی نیستی نہ ہو سکے گی۔ اور وہ خود بخود موجود ہوگا کیونکہ جو چیز کسی دوسرے کے پیدا کرنے سے پیدا ہو اور وجود میں آئے وہ واجب الوجود نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا صرف اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے، اس کے سوا عالم کی کوئی چیز واجب الوجود نہیں۔

(۲) اَسْمَآءُ الْحُسْنٰى:-

یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ہیں۔ مثلاً رب۔ رحمٰن۔ رحیم۔ کریم۔ حلیم وغیرہ یہ کل اٹھانوے ہیں۔ ان کو صفاتِ الٰہیہ اور صفاتِ کمالیہ بھی کہتے ہیں۔ چونکہ اللہ

تعالیٰ واجب الوجود ہے اور واجب الوجود کا اپنی ذات میں کامل ہونا ضروری ہے، تو اس کمالِ ذاتی کیلئے جن جن صفتوں کا اس میں ہونا ضروری ہے، وہ سب اس کیلئے ثابت ہیں۔ مخفی نہ رہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات لازم اور ملزوم ہیں۔

ذات اور صفاتِ الٰہی کے متعلق چند ضروری عقائد

(۱) اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے۔ اس کا وجود واجب یعنی ضروری ہے اور اس کا عدم (نیستی) محال ہے، (صفتِ وجوبِ وجود)، وہ اپنی ذات اور صفات میں قدیم ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ واحد بالذات ہے۔ اس کا نہ تو ذات میں کوئی شریک ہے اور نہ صفات میں۔ اور صرف وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت کیجائے۔ (صفتِ وحدت)

(۳) اللہ تعالیٰ ہر کمال وخوبی کا مالک ہے۔ اس کی جملہ صفات اور کمالات ذاتی ہیں نہ کہ عطائی، یعنی کسی کے عطا کردہ نہیں (اسماء الحسنٰی)

(۴) اللہ تعالیٰ بمعہ اپنی صفتوں کے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہی رہے گا۔ اس کیلئے نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ اس کی ذات اور صفات لازم اور ملزوم ہیں۔ (صفتِ ازلی وابدی)

(۵) اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا سب چیزیں حادث ہیں۔ یعنی پہلے نہ تھیں پھر موجود ہوئیں، لہٰذا ان کی صفات بھی حادث یعنی عطائی ہیں۔ (صفتِ قِدم)

(۶) اللہ تعالیٰ عالَم کے پیدا کرنے، قائم رکھنے، پھر فنا کرنے اور پھر موجود کرنے کی قدرت (طاقت) رکھتا ہے۔ (صفتِ قدرت)

(۷) اللہ تعالیٰ تمام عالَم کا پیدا کرنے والا اور وجود میں لانے والا ہے۔

(صفاتِ خلق وتکوین)

(۸) اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے اپنے اختیار سے پیدا کرتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے اپنے اختیار سے معدوم (نیست) کرتا ہے۔ دنیا کی تمام باتیں اس کے اختیار اور ارادے سے ہوتی ہیں۔ کوئی چیز اس کے اختیار اور ارادے سے باہر نہیں۔ وہ کسی کام میں مجبور نہیں (صفتِ ارادہ)

(۹) اللہ تعالیٰ تمام چیزوں (غیب وشہادت) کا عالِم یعنی جاننے والا ہے۔ ذرہ ذرہ کا اسے علم ہے۔ ہر چیز کو اس کے وجود سے پہلے اور معدوم ہونے کے بعد جانتا ہے۔ انسان کے دِل میں جو خیالات آتے ہیں، وہ اس کے علم میں سب روشن ہیں۔ (صفتِ علم)

(۱۰) اللہ تعالیٰ ہر بات کو سنتا ہے اور ہر چیز کو دیکھتا ہے، لیکن مخلوق کی طرح کان اور آنکھیں نہیں رکھتا۔ اس کے سننے اور دیکھنے میں نزدیک، دور، اندھیرے اور اُجالے کا فرق نہیں۔ (صفاتِ سمع وبصر)

ظہورِ صفاتِ الٰہی و

پیدائش کائنات

یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ ہی رہیں گے۔ نہ ان کیلئے ابتداء ہے اور نہ انتہا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور صفات کے اظہار کیلئے کائنات کو پیدا کیا، اور وہ کائنات ہی کے ذریعے اپنے احکام اور افعال صادر فرماتا ہے۔

کائنات میں جن چیزوں کے ذریعہ صفاتِ الٰہی کا ظہور اور احکامِ الٰہی نافذ ہوتے ہیں، ان کو صفاتِ الٰہی اور احکامِ الٰہی کے مظہر یا ابواب، اسباب، وسائل، ذرائع اور واسطے کہتے ہیں۔ کائنات کی یہ جملہ صفات عارضی اور اللہ تعالیٰ کیطرف سے عطائی ہوتی ہیں مثلاً:۔

صفاتِ الٰہی

(۱) آیت شریف

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط (پ ۱۷، سورۃ حج، آیت نمبر ۶۵)

بیشک اللہ تعالیٰ آدمیوں پر بڑی مہر والا مہربان ہے۔

یہاں رءُوفٌ رَّحِيْمٌ اللہ کی ذاتی صفت ہے۔

(۲) آیت شریف:

وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ط (پ ۲، سورہ البقرہ، آیت نمبر ۲۳۵)

(اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا، حلم والا ہے۔)

یہاں حلیم اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۳) آیت شریف:

وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ (پ ۳، سورہ البقرہ، آیت نمبر ۲۶۷)

(اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ غنی (بے پرواہ) اور لائق تعریف ہے۔)

یہاں غنی اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۴) آیت شریف:

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ○ (پ ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۵۸)

(بے شک اللہ تعالیٰ سنتا دیکھتا ہے۔)

یہاں سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۵) آیت شریف:

اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؕ

(پ ۲۱ سورۃ الروم آیت نمبر ۵۰)

(بے شک وہ (اللہ) مردوں کو زندہ کرے گا، اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔)

یہاں مُحْيِ الموتی اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۶) آیت شریف:

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ؕ (پ ۱۱ سورہ یونس آیت نمبر ۶۵)

(بے شک عزت ساری اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔)

یہاں عزت اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۷) آیت شریف:

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ (پ ۲۶ سورہ محمد آیت نمبر ۳۸)

(اور اللہ غنی (بے نیاز) ہے اور تم محتاج۔)

یہاں غنی اللہ کی ذاتی صفت ہے

(۸) آیت شریف:

اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ﴿ط﴾ (پ۱۴ سورہ الحجر آیت نمبر ۸۶)

(بیشک تمہارا رب ہی بہت پیدا کرنیوالا، جاننے والا ہے۔)

یہاں علیم اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۹) آیت شریف:

وَوَھَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ ھٰرُوْنَ نَبِیًّا ﴿۵۳﴾ (پ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر ۵۳)

(اور ہم نے اپنی رحمت سے اس کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر عطا کیا)

یہاں وہاب اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۱۰) آیت شریف:

ذٰلِکُمُ اللّٰهُ رَبُّکُمْ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ۔
(پ۲۴ سورہ المؤمن آیت نمبر ۶۲)

(وہ ہے اللہ تمہارا رب ہر چیز کا بنانے والا، اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، تو کہاں اوندھے جاتے ہو)

یہاں خالق اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۱۱) آیت شریف:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُھَا۔ (پ۱۲ سورہ ھود آیت نمبر ۶)

(اور زمین پر چلنے والا کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو)

یہاں رازق اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۱۲) آیت شریف:

إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ۝ (پ۱۲ سورۃ یوسف آیت نمبر ۵۰)

(حضرت یوسفؑ نے فرمایا) بے شک میرا رب اُن (عورتوں) کا فریب جانتا ہے۔

یہاں رب اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۱۳) آیت شریف:

وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ (پ۱۷ سورۃ الحج آیت نمبر ۵۴)

(اور بے شک اللہ ایمان والوں کو سیدھی راہ چلانے والا ہے۔) یہاں ہادی اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

(۱۴) آیت شریف:

وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ط (پ۸ سورہ الانعام آیت نمبر ۱۳۳)

(اور (اے حبیب ﷺ) تمہارا رب بے پرواہ اور رحمت والا ہے)

یہاں رحمت اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

صفاتِ الٰہی کے مظہر یا عطائی صفاتِ کائنات

اوپر جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذاتی صفات بیان کیں اب وہی مخلوق میں عطائی طور پر بیان کی جاتی ہیں۔

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ط (پ۱۱ سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۲۸)

(بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول ﷺ جن پر تمہارا

مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مؤمنوں پر بڑی مہر والے مہربان ہیں) (یہاں رؤوف رحیم حضور ﷺ کی عطائی صفت ہے)

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ (پ ۱۱ سورہ التوبہ آیت نمبر ۱۱۴)

(بے شک ابراہیم علیہ السلام ضرور بہت آہیں کرنیوالا، حلم والا ہے۔)

یہاں حلیم حضرت ابراہیمؑ کی عطائی صفت ہے۔

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ وَهُمْ اَغْنِيَآءُ (پ ۱۰ سورہ توبہ آیت نمبر ۹۳)

(مؤاخذہ تو اُن سے ہے جو تم سے رخصت مانگتے ہیں، اور وہ غنی ہیں)

یہاں غنی بندوں کی عطائی صفت ہے

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝

(پ ۲۹ سورہ الدھر آیت نمبر ۲)

(بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے کہ ہم اُسے جانچیں پس اُسے سنتا دیکھتا بنایا۔)

یہاں سمیعاً' بصیراً' انسان کی عطائی صفت ہے۔

وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ: (پ ۳، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۴۹)

(حضرت عیسےٰ نے فرمایا) اور میں مردے کو زندہ کرتا ہوں، اللہ کے حکم سے)

یہاں محیی الموتی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی عطائی صفت ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

(پ ۲۸، سورہ المنافقون، آیت نمبر ۸)

(اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مومنوں ہی کیلئے ہے، مگر منافقوں کو خبر نہیں) یہاں عزت، رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کی عطائی صفت ہے۔

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى ○ (پ ۳۰ سورہ والضحیٰ، آیت نمبر ۸)

(اور تمہیں حاجتمند پایا، پھر غنی کر دیا)

یہاں غنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطائی صفت ہے۔

قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ○ (پ ۱۴، سورہ الحجر آیت نمبر ۵۳)

(فرشتوں نے کہا، ڈریے مت، ہم آپ کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔ (یعنی حضرت اسحٰق کی)

یہاں علیم حضرت اسحٰق علیہ السلام کی عطائی صفت ہے۔

قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا (پ ۱۶، سورہ مریم آیت نمبر ۱۹)

(جبریلؑ نے فرمایا: میں اپنے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا عطا کر دوں۔) یہاں وہاب حضرت جبریل علیہ السلام کی عطائی صفت ہے۔

اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ (پ ۳ سورہ آل عمران، آیت نمبر ۴۹)

(میں تمہارے لئے مٹی کے پرند کی سی مورت بناتا ہوں، پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے)

یہاں خالق حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی عطائی صفت ہے۔

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ

(پ۲،سورہ البقرہ،آیت نمبر۲۳۳)

(اور جس کا بچہ ہے (والد) اس پر عورتوں کا کھانا اور پہننا ہے حسب دستور)

یہاں رازق والد کی عطائی صفت ہے۔

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ (پ۱۲،سورہ یوسف،آیت نمبر۲۳)

(حضرت یوسف نے فرمایا کہ اللہ کی پناہ، وہ (عزیز مصر) میرا رب ہے، اس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔)

یہاں رب عزیز مصر کی عطائی صفت ہے۔

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (پ۱۳،سورہ الرعد،آیت نمبر۷)

(اے حبیب) تم تو ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی یعنی سیدھی راہ چلانے والے ہو)

یہاں ہادی حضور ﷺ کی عطائی صفت ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

(اور (اے حبیب ﷺ) ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کیلئے)

(پ۱۷،سورۃ الانبیاء،آیت نمبر۱۰۷)

یہاں رحمت حضور ﷺ کی عطائی صفت ہے۔

(۱۵) مندرجہ ذیل مشائخ عظام باذن اللہ مردے کو زندہ اور اندھے کو بینا اور مبروص کو اچھا کرتے تھے:۔

(۱) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی (۲) حضرت شیخ سیدی احمد الرفاعی

(۳) حضرت شیخ علی بن الہیتی (۴) حضرت شیخ بقاء بن بطو۔

(حیاتِ جاودانی، ص ۱۰۰)

دیکھا آپ نے! یہاں زندہ کرنے والا، بینائی دینے والا اور شفا بخشنے والا در حقیقت اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات ہیں، مشائخ عظام تو محض صفاتِ الٰہی کے مظہر تھے۔

تلاشِ اسباب

اللہ تعالیٰ نے سارے جہان میں اپنی ذات اور صفات ظاہر کرنے اور احکام خود جاری کرنے کیلئے کائنات میں بے شمار ذریعے پیدا فرمائے ہیں، جن کو صفاتِ الٰہی اور عطائے الٰہی کے مظہر یعنی دروازے، اسباب، وسائل، ذرائع اور واسطے کہتے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ کو مُعطیٔ حقیقی اور فاعل مطلق جانتے ہوئے مخلوق کو اپنی ضرورتوں کیلئے ان اسباب کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے، کیونکہ سائل کو جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کیطرف سے ملتی ہے، وہ اس کو دروازۂ متعلقہ پر جا کر ہی ملے گی۔

ثبوت تلاشِ اسباب

(۱) آیت شریف:

وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ (پ۲، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۸۷)

اور تلاش کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہو۔

(۲) آیت شریف:

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِى الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ (پ ۲۸ سورۃ الجمعہ، آیت نمبر ۱۰)

پھر جب نماز ہوچکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل (روزی، رزق اور علم وغیرہ کے دروازے) تلاش کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو اس امید پر کہ تم فلاح (نجات) پاؤ۔

ثبوتِ اسباب یا ابواب

(۱) آیت شریف:

اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ○ (پ ۱۳، سورہ رعد، آیت نمبر ۷)

(اے حبیب ﷺ) تم ڈرانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی۔ (حضور ﷺ باب الہدایت ہیں)

(۲) آیت شریف:

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ (پ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت نمبر ۱۰۷)

اور (اے حبیب ﷺ) ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے (حضور ﷺ باب الرحمۃ ہیں)

(۳) آیت شریف:

وَمَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔

(پ ۱۰ سورۃ التوبہ، آیت نمبر ۷۴)

اور انہیں کیا یہی برا لگا کہ اللہ اور رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (حضور ﷺ باب الغنی ہیں)

(۴) آیت شریف:

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ وَاتَّقِ اللّٰہَ ○ (پ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۳۷)

اور اے محبوب! یاد کرو۔ جب تم فرماتے تھے اسے جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اُسے نعمت دی کہ اپنی بیوی اپنے پاس رہنے دو اور اللہ سے ڈرو۔ (حضور باب النعمۃ ہیں)

(۵) آیت شریف:

اُرْکُضْ بِرِجْلِکَ ۚ ھٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ○ (پ۲۳، سورۃ ص، آیت نمبر ۴۲)

(اللہ نے فرمایا حضرت ایوب علیہ السلام کو) زمین پر اپنا پاؤں مار، یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔ (چشمہ، باب الشفاء ہوا)

(۶) آیت شریف:

اِذْھَبُوْا بِقَمِیْصِیْ ھٰذَا فَاَلْقُوْہُ عَلٰی وَجْہِ اَبِیْ یَاْتِ بَصِیْرًا ۚ

(پ۱۳، سورۃ یوسف، آیت نمبر ۹۳)

(حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو فرمایا) میرا یہ کرتہ لیجاؤ۔ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو، ان کی آنکھیں بینا ہو جائیں گی۔ (کرتہ ذریعہ شفا ہوا)

(۷) آیت شریف:

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا ۭ (پ۲۲، سورۃ فاطر، آیت نمبر ۲۸)

اللہ سے اس کے نیک بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو عالم ہیں۔ (علماء عالم کی جمع ہے۔ عالمِ حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور علماء ابواب العلم ہیں۔)

(۸) حدیث شریف نمبر ۱۸۹:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے ساتھ خداوند تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ اور میں تو تقسیم کرنے والا ہوں، عطا کرنے والا خدا ہی ہے۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم باب العطاء ہے۔) (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

توحید:۔

توحید کی تعریف:۔

توحید کسی شے کی وحدانیت کا حکم کرنا اور جاننا ہے۔ اور اصطلاح میں توحید اللہ تعالیٰ کی ذات کو اس کی وحدانیت کے ساتھ مشابہ سے منزہ (پاک) ثابت کرنا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہے:۔

(۱) آیت شریف:

وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ (پ ۲۳، سورۃ ص، آیت نمبر ۶۵)

اور بجز اللہ پاک واحد غالب کے کوئی معبود نہیں۔

(۳) آیت شریف:

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

(پ ۲۷، سورۃ حدید، آیت نمبر ۳)

وہی پہلے ہے (ازلی) اور وہی پیچھے ہے (ابدی) اور وہ ظاہر ہے اور وہی مخفی، اور ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

مندرجہ بالا آیتوں سے اللہ تعالیٰ کی تین صفات ثابت ہوئیں۔ یعنی (1) وحدانیت (2) معبودیت (3) ازلی ابدی یعنی قدیم۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ:۔

(۱) اللہ تعالیٰ واحد بالذات ہے۔ اس کا نہ تو ذات اور صفات میں کوئی شریک ہے اور نہ وہ اپنی ذات اور صفات میں کسی کا محتاج ہے۔ اس کی جملہ صفات ذاتی ہیں۔

(۲) فقط وہی معبودِ برحق اور مستحقِ عبادت ہے۔

(۳) اللہ واجب الوجود اور اپنی ذات اور صفات میں قدیم ہے، یعنی وہ خود بخود موجود ہے اور اس کی ذات اور صفات کیلئے نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ (یعنی ازلی و ابدی) درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ان تینوں صفتوں کا اقرار اور یقین توحید ہے۔

مجملاً توحید وہی ہے جس کو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں کامل طور پر بیان فرمایا گیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ سچا معبود اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ سچا معبود صرف اللہ تعالیٰ ہے، اور بس اس کا زبان سے اقرار کرنا اور دل سے تصدیق کرنا توحید کہلاتا ہے۔

شرک:۔

شرک کی تعریف:

شرک درحقیقت توحید کی ضد ہے۔ جس کو کلمہ طیبہ لآ الٰہ الا اللہ نے رد کیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ واحد بالذات معبودِ برحق اور غنی بالذات والصفات ہے۔ لہٰذا یہ صفات کسی دوسرے کیلئے ثابت کرنا شرک ہے۔ اس کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں۔

(۱) شرک بالذات: شرک بالذات یہ ہے کہ فقط اللہ تعالیٰ واحد بالذات اور معبودِ برحق (مستحق عبادت) ہے۔ اس لئے اس کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود ٹھہرانا شرک بالذات ہے۔

(۲) شرک فی الصفات: شرک فی الصفات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی فی الصفات ہے، یعنی اس کی جملہ صفات ذاتی ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے سوا باقی مخلوق حادث اور ذات وصفات میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ اس لئے مخلوق کی جملہ صفات اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطائی ہیں۔

لہٰذا صفات میں اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی دوسرے کو غنی فی الصفات جان کر شریک کرنا شرک فی الصفات ہے۔ ہاں اگر شریک کی صفت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطائی مان لیجائے تو پھر صرف الفاظِ صفات کی شرکت سے شرک واقع نہ ہوگی۔

ان عطائی صفات والوں کو احکامِ الٰہی کے مظہر یا ابواب عطائی صفاتِ کائنات، وسائل، ذرائع اور واسطے بھی کہتے ہیں۔

مثلاً:۔

(۱) آیت شریف:

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

(پ ۱۷، سورۃ الحج، آیت نمبر ۵۴)

(اور بے شک اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو سیدھی راہ چلانے والا ہے)

(یہاں ہاد اللہ کی ذاتی صفت ہے)

اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝ (پ ۱۳، سورہ الرعد، آیت نمبر ۷)

(اے حبیب ﷺ) تم تو ڈرانے والے ہو، اور ہر قوم کے ہادی یعنی سیدھی راہ چلانے والے ہو۔)

اور یہاں ہاد حضور ﷺ کی عطائی صفت ہے۔

(۲) آیت شریف:

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا حلیم ہے۔ (پ ۲، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۳)

یہاں علیم اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ۝ (پ ۱۱، سورہ والتوبہ، آیت نمبر ۱۱۴)

بے شک ابراہیم ضرور بہت آہیں بھرنے والا اور حلیم ہے۔

اور یہاں حلیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عطائی صفت ہے۔

(۳) آیت شریف:

اِنَّ رَبِّىْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ ۝ (پ ۱۲، سورہ یوسف، آیت نمبر ۵۰)

(حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا) بے شک میرا رب ان (عورتوں) کا فریب جانتا ہے۔

یہاں رب اللہ کی ذاتی صفت ہے۔

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّىْٓ اَحْسَنَ مَثْوَاىَ ؕ (پ ۱۲، سورہ یوسف، آیت نمبر ۲۳)

(حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا) اللہ کی پناہ وہ (عزیز مصر) میرا رب ہے، اس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔

اور یہاں رب عزیز مصر کی عطائی صفت ہے۔

(۴) آیت شریف:

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًاۢ بَصِیْرًا (پ۵، سورۃ نسآء، آیت نمبر ۵۸)

بے شک اللہ تعالیٰ سنتا دیکھتا ہے۔

یہاں سَمِیْعًا بَصِیْرًا اللہ کی ذاتی صفت ہے۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖۗ نَّبْتَلِیْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِیْعًاۢ بَصِیْرًا ۝
(پ۲۹، سورۃ الدہر، آیت نمبر ۲)

بے شک ہم نے انسان پیدا کیا ملی ہوئی منی سے کہ ہم اُسے جانچیں۔ پس اُسے سنتا دیکھتا بنایا۔

اور یہاں سَمِیْعًا بَصِیْرًا انسان کی عطائی صفت ہے۔

(۵) آیت شریف:

وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ (پ۲۶، سورہ محمد، آیت نمبر ۳۸)

اور اللہ غنی (بے نیاز) ہے اور تم محتاج۔

یہاں غنی اللہ کی ذاتی صفت ہے۔

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰی ۝ (پ۳۰، سورۃ الضحٰی، آیت نمبر ۸)

اور تمہیں حاجتمند پایا، پس غنی کردیا۔

اور یہاں غنی حضور ﷺ کی عطائی صفت ہے۔

(۶) آیت شریف:

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا ؕ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ○ (پ ١١، سورہ یونس، آیت نمبر ٦٥)

بے شک عزت ساری اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔

یہاں عزت اللہ کی ذاتی صفت ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ○

اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کیلئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ (پ ٢٨، سورۃ المنٰفقون، آیت نمبر ٨)

اور یہاں عزت، رسول ﷺ اور مومنوں کی عطائی صفت ہے۔

توحید اور شرک میں فرق

توحید	شرک
(١) اللہ تعالیٰ واحد بالذات ہے، اس کا نہ تو ذات اور صفات میں کوئی شریک ہے اور نہ وہ اپنی ذات اور صفات میں کسی کا محتاج ہے، اس کی جملہ صفات ذاتی ہیں۔	اللہ تعالیٰ کے سوا کسی ایک ذرہ پر ذاتی قدرت یا اختیار یا علم کسی دوسرے کیلئے ثابت کرنا شرک ہے۔ یعنی اگر کوئی کسی کے کمالات (صفات) ذاتی مانے اور ان کمالات میں اس کو اللہ تعالیٰ کا محتاج نہ سمجھے تو وہ شرک ہے۔ جیسا کہ ستارہ پرستوں کا عقیدہ ہے کہ عالم کے تغیرات کواکب کے تاثیرات سے ہیں۔ وہ کواکب

	ان تاثیرات میں کسی کے محتاج نہیں، یعنی یہ تاثیرات کواکب کی ذاتی صفات ہیں۔
(۲) فقط اللہ تعالٰی معبود برحق اور مستحق عبادت ہے۔	اگر کوئی اللہ تعالٰی کے سوا کسی دوسرے کو مستحق عبادت جان کر اس کی عبادت کرے تو وہ بھی شرک ہے، جیسے بت پرست بتوں کی عبادت کرتے ہیں اوران کو پرستش کا مستحق سمجھتے ہیں۔
(۳) اللہ تعالٰی واجب الوجود اور اپنی ذات اور صفات میں قدیم ہے۔ اس کی ذات اور صفات کیلئے نہ ابتدا ہے اور نہ انتہاء، یعنی ازلی اور ابدی ہے	اللہ تعالٰی کے سوا کسی اور کو ذات اور صفات میں قدیم اور اللہ تعالٰی سے بے نیاز ماننا شرک ہے۔ جیسا کہ آریہ قوم اللہ کے سوا روح اور مادہ کو بھی واجب الوجود اور قدیم مانتے ہیں اوران کی ذات کو اللہ تعالٰی کا محتاج نہیں سمجھتے۔

بدعت اور اقسامِ بدعت

بدعت کی تعریف:۔

بدعت کے لغوی معنےٰ ایجاد کرنا ہیں۔ مگر اصطلاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فرض، واجب اور سنت کے علاوہ کوئی نئی چیز ایجاد کر کے دین میں داخل کرنے کو بدعت کہتے ہیں۔ اس کی دو اقسام ہیں (۱) بدعت حسنہ (۲) بدعتِ سیئہ

جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے ظاہر ہے۔

(۱) حدیث شریف نمبر ۲۰۸۷:۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اس اسلام میں کوئی بھلائی کا طریقہ ایجاد کیا تو اس کو اس کا ثواب ملے گا، اور اس کے بعد جو اس راستے پر عمل پیرا ہوگا اس کا بھی اُس کو ثواب ملے گا اور اس کے ثواب میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔

(۲) جس شخص نے اسلام میں کوئی بُرا طریقہ ایجاد کیا، اس کے ایجاد کرنے کا بھی اس پر عذاب ہوگا اور جو اس بُرے طریقے پر عمل کرے گا اس کا بھی عذاب اُس کو ملے گا۔ اور ان کے گناہوں کے عذاب میں سے کسی چیز کی کمی نہیں کی جائے گی۔ (مسلم شریف کتاب العلم)

(۲) حدیث شریف نمبر ۵۱۲:

حضرت ابن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی اچھا طریقہ جاری کرے جس پر اس کے بعد عمل کیا گیا تو اس کو اس شخص کے مثل ثواب ہوگا جس نے اس پر عمل کیا، بغیر اس کے کہ عمل کرنے والے کے ثواب میں سے کچھ گھٹایا جائے۔ اور جو شخص کوئی بُرا طریقہ جاری کرے تو اُس کو اس شخص کے مثل گناہ ہوگا جس نے اس پر عمل کیا بغیر اس کے کہ عمل کرنے والے کے گناہ میں سے کچھ گھٹایا جائے۔ (سنن دارمی)

(۳) حدیث شریف نمبر۵۳۴:

حضرت ابن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی اچھا طریقہ نکالا اور اس کی پیروی کی گئی تو اس کیلئے اپنا ثواب بھی ہے اور ان کا ثواب بھی جو اس پر عمل کریں بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے ثوابوں میں سے کچھ کم کیا جائے۔ اور جس نے کوئی بُرا طریقہ نکالا اور اس کی پیروی کی گئی تو اُسے اپنے اس عمل کا بھی گناہ ہوتا ہے اور پیروی کرنے والوں کے گناہوں کے برابر بھی گناہ ہوتا ہے بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں سے کچھ کمی کیجائے۔ اس باب میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (یہ حدیث حسن اور صحیح ہے)

(ترمذی ابواب العلم)

(۴) حدیث شریف نمبر۲۸:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دی (کیونکہ یہ شخص شاید غریب تھا) راوی کہتے ہیں کہ اس مجلس میں کوئی شخص ایسا نہ رہا جس نے تھوڑا بہت صدقہ نہ کیا ہو (جب صدقہ ہو چکا) تو حضور ﷺ نے فرمایا: جو کوئی نیک طریقہ جاری کرے گا تو اس کو اس کا کامل ثواب عطا ہوگا، اور جو لوگ اس پر عمل کریں گے ان کے ثواب میں سے بھی اس کو اجر عطا کیا جائیگا۔ جو شخص کوئی بُرا طریقہ جاری کرے گا، اس کو اس کا کامل عوض (برائی کا) ملے گا۔ اور جو لوگ اس پر عمل کریں گے، ان کے عذابوں میں سے بھی اس کو حصہ بغیر کمی بیشی کے دیا جائیگا۔ (سنن ابن ماجہ)

(۵) حدیث شریف نمبر۱۹۹:

حضرت ابن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص اسلام میں کسی نیک طریقے کو رواج دے تو اس کو اس کا ثواب بھی ملے گا اور اس کا ثواب بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے، لیکن عمل کرنے والے کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ اور جس شخص نے کسی بُرے طریقے کو اسلام میں رائج کیا اس کو اس کا گناہ بھی ہوگا اور اس شخص کا گناہ بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے گا، لیکن عمل کرنے والے کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۶) حدیث شریف نمبر۱۷۳:

حضرت ابن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اسلام میں کوئی بھلائی کا طریقہ ایجاد کیا تو اُس کو اس کا ثواب ملے گا، اور اس کے بعد جو اس رستہ پر عمل پیرا ہوگا اُس کا بھی اس کو ثواب ملے گا، ان کے ثواب میں کمی کئے بغیر۔ اور جس شخص نے اسلام میں بُرا طریقہ ایجاد کیا تو اُس کے ایجاد کرنے کا بھی اس پر عذاب ہوگا اور جو اس بُرے طریقے پر عمل کرے گا اس کا بھی عذاب اس کو ملے گا، اور ان کے گناہوں کے عذاب میں سے کسی چیز کی کمی نہیں کی جائے گی۔ (ریاض الصالحین)

اب ہر قسم کا یعنی (۱) بدعتِ حسنہ اور (۲) بدعتِ سیئہ کا الگ الگ ذکر کیا جاتا ہے:۔

بدعتِ حسنہ

بدعتِ حسنہ کی تعریف:۔

بدعتِ حسنہ وہ نیک طریقے ہیں جو بزرگانِ دین نے فرض، واجب اور سنت کے علاوہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کے تحت اللہ اور رسول ﷺ کی رضا جوئی اور تقویتِ دین کیلئے ایجاد کیے۔ ان کو بدعتِ محمودہ بھی کہتے ہیں۔ یہ بدعت کبھی واجب ہوتی ہے، مثلاً قرآنِ پاک پر اعراب لگانا، اُصُولِ علمِ فقہ اور علمِ نحو وغیرہ اور کبھی سنت، مثلاً تراویح باجماعت، اور کبھی مستحب مثلاً دینی مدرسے وغیرہ

ثبوت:۔

(۱) آیت شریف:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ

(پ ۲۶، سورۃ محمد، آیت نمبر ۷)

اے ایمان والو! اگر تم دینِ خدا کی مدد کرو گے، اللہ تمہاری مدد کرے گا، اور تمہارے قدم (حجت اسلام پر) جما دے گا۔

(۲) آیت شریف:

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ○ (پ۲، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۵۸)

اور (فرض، واجب کے علاوہ) جو شخص کوئی نیکی اپنی طرف سے کرے تو اللہ قدردان اور خبردار ہے۔

(۳) حدیث شریف نمبر ۲۰۸۷:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے

فرمایا: جس شخص نے اسلام میں کوئی بھلائی کا طریقہ ایجاد کیا تو اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کے بعد جو اس راستے پر عمل پیرا ہوگا اس کا بھی اس کو ثواب ملے گا، اور ان کے ثواب میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔ (مسلم شریف کتاب العلم)

بدعت حسنہ کی چند مثالیں:۔

یہی وہ بدعاتِ حسنہ ہیں جن کو اہلِ باطل گمراہی کہتے ہیں۔

(۱) ایمانِ مفصل: اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ط

(۲) ایمان مجمل: اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَآءِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ ط

(۳) قرآن مجید پر اعراب لگانا۔ (۴) قرآن کریم کو تیس پاروں میں تقسیم کرنا۔ (۵) اُصول علمِ فقہ اور علمِ فقہ (۶) علمِ نحو (۷) بیس رکعت نمازِ تراویح با جماعت۔ (۸) تراویح میں قرآن پاک کا ختم (۹) اقسامِ حدیث مثلاً صحیح۔ حسن، مرفوع اور متصل وغیرہ جیسا کہ ترمذی شریف میں مذکور ہیں۔ (۱۰) چار مذاہب یعنی حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کا قیام۔ (۱۱) اہلِ طریقت کے چار سلسلوں یعنی قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی کی اجراء۔ (۱۲) جمعہ کی رات کو سورۃ ملک کی تلاوت کرنا۔ (۱۳) رمضان شریف کی تیسویں رات کو قرآن کریم کی سورتوں کی تلاوت (۱۴) مجمع میں چند اشخاص مل کر قرآن کریم کا ختم کرنا۔ (۱۵) قضاء عمری۔ (۱۶) بوقتِ ذکر تسبیح کے دانوں کا استعمال۔ (۱۷) قبر پر آ... (۱۸)

دینی مدارس کا اجراء۔ (۱۹) دینی مدارس میں ختم بخاری شریف۔ (۲۰) دینی مدارس میں فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی اور عطا ئیگی سند۔ (۲۱) ماہِ صفر کی آخری چہار شنبہ کو مالیدہ بنا کر بہ نیت تصدق تقسیم کرنا۔ (۲۲) خیراتِ عاشورہ۔ (۲۳) مسجدوں میں برائے آذان ووعظ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال۔

بدعتِ سیئہ

بدعتِ سیئہ کی تعریف:

خلافِ سنت طریقے ایجاد کر کے دین میں داخل کرنے کو بدعتِ سیئہ کہتے ہیں۔ درحقیقت یہ بدعت، سنت کی ضد ہے۔ جہاں کوئی بدعتِ سیئہ پیدا ہوتی ہے، وہاں ایک سنت ماری جاتی ہے۔ اسی طرح ایک بدعت مٹنے سے ایک سنت خود بخود زندہ ہو جاتی ہے۔ اسی کو بدعتِ ضلالت بھی کہتے ہیں۔

ثبوت:۔

(۱) حدیث شریف نمبر ۱۹۹:

حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی بُرے طریقے کو اسلام میں رائج کیا، اس کو اس کا گناہ بھی ہوگا اور اس شخص کا گناہ بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کرے گا، لیکن عمل کرنے والے کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہ ہوگی۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۲) حدیث شریف نمبر ۱۶۰:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بن حارث مزنی سے روایت ہے کہ فرمایا حضور ﷺ

نے کہ جس شخص نے گمراہی کی کوئی ایسی نئی بات نکالی، جس سے اللہ اور اس کا رسول خوش نہیں ہوتا۔ اس کو اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا گناہ ان کو ہوگا جنہوں نے اس بدعت پر عمل کیا، اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔

(مشکوۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

(۳) حدیث شریف نمبر ۵۳۶:

حضرت کثیر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بلال بن حارث رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ تجھے جان لینا چاہیئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور ﷺ میں جاننے کیلئے تیار ہوں (ارشاد فرمایئے) آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری ایسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد مرگئی تھی، تو اس کو اتنا ثواب ہوگا جتنا اس پر عمل کرنے والوں کو ہوگا، بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں سے کچھ کم کیا جائے، اور جس نے گمراہی کی بدعت نکالی، جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ راضی نہیں تو اس بدعت کے ایجاد کرنے والے پر اس بدعت پر عمل کرنے والوں کے برابر عذاب ہوگا، بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کچھ کمی کی جائے۔ (یہ حدیث حسن ہے) (ترمذی شریف ابواب العلم)

(۴) حدیث شریف نمبر ۲۹:

حضرت کثیر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب میری سنت مٹ رہی ہو اور کوئی شخص اس کو زندہ کرے، اور لوگ اُس پر عمل کریں تو اس کو تمام عاملین کے برابر بغیر کمی بیشی کے ثواب عطا کیا جائے گا۔

اور جس نے ایسی بدعت جاری کی جس کو اللہ اور اس کا رسول ناپسند رکھتا ہو تو اس پر تمام عمل کرنے والوں کے برابر گناہ ہوگا، لیکن ذرہ بھر بھی کمی بیشی ان کے عذاب میں نہ کی جائے گی۔ (سنن ابن ماجہ شریف)

(۵) حدیث شریف نمبر ۱۷۷:۔

حضرت غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس قوم نے (دین میں) کوئی نئی بات نکالی، اس کے مثل ایک سنت اٹھالی گئی۔ پس سنت کو مضبوط پکڑنا نئی بات نکالنے سے بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

(۶) حدیث شریف نمبر ۱۷۲:۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ثابت سے روایت ہے کہ جو قوم اپنے دین میں کوئی بدعت نکالتی ہے، اس میں سے اسی قدر سنت اللہ تعالیٰ نکال لیتا ہے۔ پھر اس کو قیامت تک ان میں نہیں لوٹاتا۔ (سنن دارمی شریف)

بدعتِ سیئہ کی چند مثالیں

سنت	بدعتِ سیئہ (گمراہی)
(۱) حدیثِ شریف نمبر ۲۰۸: ثبوتِ بدعتِ حسنہ۔ (مسلم شریف کتاب العلم)	بدعتِ حسنہ سے انکار۔

(۲) حدیث شریف نمبر ۲۲۳۶: برائے ایصالِ ثواب میت کی طرف سے صدقات دینے کا ثبوت مثلاً اسقاط، ہفتہ، شب جمعہ، چالیسواں، برسی۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار)	میت کیطرف سے صدقات دینے کی مخالفت۔
(۳) حدیث شریف نمبر ۱۶۷۷: ثبوت زیارۃ القبور (مشکوٰۃ شریف باب زیارۃ القبور)	زیارتِ قبور سے لوگوں کو منع کرنا۔
(۴) حدیث شریف نمبر ۱۸۹: ثبوتِ احترام قبورِ مسلمین۔ (ابن ماجہ)	اہانت اور بے حرمتی قبورِ مسلمین۔
(۵) حدیث شریف نمبر ۵۰۱۵: ثبوتِ توسّل...... (مشکوٰۃ شریف باب فضل الفقرآء)	توسّل سے انکار
(۶) حدیث شریف نمبر ۲۱۵۹: ثبوتِ احترامِ اولیاء کرام۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات)	اولیاء کرام کے بارے میں گستاخانہ الفاظ کا استعمال مثلاً بت، صنم وغیرہ
(۷) حدیث شریف نمبر ۱۳۰۴: مُردوں کو بُرا بھلا کہنے کی ممانعت: (بخاری کتاب الجنائز)	مُردوں کو بُرا بھلا کہنا جیسا کہ ایک فرقے کا دستور ہے۔

(۸) حدیث شریف نمبر ۸۳۶: داڑھی منڈوانے اور مونچھیں بڑھانے کی ممانعت	داڑھی منڈوانا اور مونچھیں بڑھانا۔
(۹) حدیث شریف نمبر ۱۴۹۳: گانے اور بجانے کی ممانعت: (ابوداؤد جلد سوم)	گانے بجانے کا سننا۔
(۱۰) حدیث شریف نمبر ۲۸۱: نشی اشیاء استعمال کرنے کی حرمت...... (ابوداؤد جلد سوم)	نشہ آور اشیاء کا استعمال
(۱۱) حدیث شریف نمبر ۸۰۰: چوپایہ جانوروں کے لڑانے کی ممانعت...... (ابوداؤد جلد سوم)	چوپایوں کو لڑانا۔

علمِ غیب:۔

علمِ غیب کی تعریف:

غیب سے مراد وہ پوشیدہ چیز ہے جس کو عقل اور حواس نہ پاسکیں۔ علمِ غیب تو اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے مگر وہ اپنے خاص بندوں میں سے جسے چاہے یہ علم بھی عطا فرماتا ہے۔ ان کی یہ صفت عطائی ہوتی ہے نہ کہ ذاتی۔ چنانچہ انبیاء کے علمِ غیب کو معجزہ اور اولیاء کرام کے علمِ غیب کو کرامت کہتے ہیں۔

ثبوت:۔

(۱) آیت شریف:

مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ۠ (پ۴سورۃ آل عمران، آیت نمبر۱۷۹)

اللہ کی شان یہ نہیں کہ (اے لوگو) تم کو غیب کا علم دے۔ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے۔

(۲) آیت شریف:

فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ۠ (پ۲۹، سورۃ جن، آیت نمبر۲۶، ۲۷)

پس اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

(۳) آیت شریف:

ذٰلِکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْہِ اِلَیْکَ ۚ (پ۱۳، سورۃ یوسف، آیت نمبر۱۰۲)

یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔

(۴) آیت شریف:

تِلْکَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْہَآ اِلَیْکَ مَا کُنْتَ تَعْلَمُہَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُکَ مِنْ قَبْلِ ھٰذَا ۠ (پ۱۲، سورۃ ہود، آیت نمبر۴۹)

یہ غیب کی خبریں ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔ انہیں نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہاری قوم اس سے پہلے۔

(۵) آیت شریف:

عَلَّمۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا ؕ (پ۱۵، سورۃ الکہف، آیت نمبر ۶۵)

اور ہم نے اُسے (حضرت خضر علیہ السلام) اپنا علمِ لدنی (علم غیب) عطا کیا۔

(۶) آیت شریف:

اُنَبِّئُكُمۡ بِمَا تَاۡكُلُوۡنَ وَمَا تَدَّخِرُوۡنَ فِىۡ بُيُوۡتِكُمۡ ۝

(پ۳، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۴۹)

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو (معجزہ)

(۷) آیت شریف:

وَاِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىۡ جَاعِلٌ فِى الۡاَرۡضِ خَلِيۡفَةً ؕ قَالُوۡۤا اَتَجۡعَلُ فِيۡهَا مَنۡ يُّفۡسِدُ فِيۡهَا وَيَسۡفِكُ الدِّمَآءَ ۚ (پ۱، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۳۰)

اور (یاد کرو) جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا۔ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ (فرشتے بولے) کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کریں۔

معلوم ہوا کہ فرشتوں کو انسان کی پیدائش سے قبل یہ علم (غیب) اللہ کی طرف سے عطا کیا گیا تھا کہ یہ انسان دنیا میں جا کر قتل اور فساد مچائیں گے۔ لہٰذا انہوں نے حکمتِ خلافت دریافت کی۔

(۸) آیت شریف:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ○ (پ ۳۰ سورۃ التکویر، آیت نمبر ۲۴)

اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

(۹) آیت شریف:

وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ط (پ ۱۶، سورۃ الکہف، آیت نمبر ۸۲)

(حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا) اور یہ کچھ (کشتی کا چیرنا، لڑکے کا قتل کرنا اور دیوار کا سیدھا کرنا) میں نے اپنے حکم سے نہیں کیا ہے۔ (کرامت)

(۱۰) آیت شریف:

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى لا لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ○ (پ ۱۶، سورۃ مریم، آیت نمبر ۷)

اے زکریا! ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں ایک لڑکے کی جن کا نام یحیٰی ہے۔ اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا۔

ظاہر ہے کہ حضرت یحیٰی کی پیدائش سے قبل حضرت زکریا علیہ السلام کو پتہ تھا کہ حمل میں لڑکا ہے۔ اسی طرح بعد از بشارت حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی پیدائش سے قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت بی بی مریم علیہا السلام کو معلوم تھا کہ ارحام میں لڑکے ہیں۔

(۱۱) آیت شریف:

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ط ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ط (پ ۱۲، سورۃ ہود، آیت نمبر ۶۵)

(قوم ثمود) تو اُنہوں نے ناقہ کی کوچیں کاٹیں تو صالحؑ نے کہا کہ گھروں میں تین دن اور برت لو۔ یہ وعدہ ہے کہ جھوٹا نہ ہوگا۔

ظاہر ہے کہ قبل از وقوعِ عذاب حضرت صالح علیہ السلام کو اپنی قوم کے ہلاک ہونے کا پتہ تھا۔ اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام کو بھی۔

(۱۲) حدیث شریف نمبر ۶۷۱:

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار کو خواب میں بہترین صورت میں دیکھا۔ اللہ نے مجھ سے پوچھا۔ ملائکہ مقربین کس معاملہ میں بحث کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ تو ہی خوب جانتا ہے (یہ سن کر) خداوند تعالیٰ نے اپنا ہاتھ (دستِ قدرت) میرے مونڈھوں کے درمیان رکھا، جس کی سردی میں نے اپنے سینہ میں محسوس کی۔ اور مجھ کو آسمانوں اور زمین کی تمام درمیانی چیزوں کا علم حاصل ہوگیا۔ (مشکوٰۃ باب المساجد)

(۱۳) حدیث شریف نمبر ۵۱۴۴:

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور خطبہ فرمایا، اور جو باتیں اس وقت سے قیامت تک ہونے والی تھیں سب کا ذکر کیا۔ جن لوگوں نے ان باتوں کو یاد رکھا، یاد رکھا اور جو بھول گئے بھول گئے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے یہ دوست صحابہ رضی اللہ عنہم اس سے واقف

ہیں۔ (یعنی ان میں سے بعض کو وہ باتیں یاد ہیں اور بعض بھول گئے ہیں، اور میں بھی بھول گیا ہوں) لیکن جب کوئی ایسا واقعہ پیش آتا ہے جس کی خبر حضور ﷺ نے دی تھی، تو مجھ کو وہ بات یاد آجاتی ہے، جس طرح ایک غائب شخص کے چہرہ کو دیکھ کر لوگ اس کو پہچان لیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن)

(۱۴) حدیث شریف نمبر ۱۲۷:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بہترین ان دنوں کا جن میں آفتاب طلوع ہوتا ہے، جمعہ کا دن ہے۔ اسی روز حضرت آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا گیا، اسی دن ان کو جنت میں داخل کیا گیا، اور اسی روز وہ جنت سے نکالے گئے، اور قیامت بھی جمعہ کے دن قائم ہوگی۔

(مشکوٰۃ شریف باب الجمعہ)

(۱۵) حدیث شریف:

بیہقی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پہنچا ہمیں بادل۔ پس حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ بادل کا فرشتہ میرے پاس آیا اور مجھ پر سلام کیا اور مجھے بتایا کہ بارش ہوگی وادئ یمن پر جسے ضریح کہتے ہیں۔ بعدہٗ ایک مسافر سوار آیا اور اُس نے اسی دن بارش برسنے کی تصدیق کی۔

(خصائص الکبریٰ جلد دوم ص ۱۱۰ المدارج السنیہ)

(۱۶) حدیث شریف نمبر ۵۸۲۸:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا کہ ہم کل یہ جھنڈا اس شخص کو دیں گے جس کے ہاتھ پر اللہ خیبر فتح فرمادے

گا، اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔

پس وہ جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا گیا۔ (اور خیبر فتح ہوا)

(مشکوٰۃ شریف مناقب حضرت علی رضی اللہ عنہ)

(۱۷) حدیث شریف نمبر ۲۱۱۵:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دورانِ جنگِ بدر حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ فلاں کافر کے گرنے کی جگہ ہے، اور آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا، اس جگہ اور اس جگہ۔ پھر ہر کافر اسی جگہ مرا جہاں آپ نے ہاتھ رکھا تھا۔ (مسلم شریف کتاب الجہاد)

(۱۸) حدیث شریف نمبر ۵۴۵۲:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک روز ہمارے درمیان کھڑے ہو کر آغازِ پیدائش سے جنت و دوزخ میں داخل ہونے تک کا ذکر فرمایا۔ جس شخص نے اس بیان کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی، محفوظ رکھا، اور جس نے کوشش نہ کی، وہ بھول گیا۔ (اس حدیث میں دلیل ہے اس بات کی کہ حضور ﷺ نے ایک مجلس میں اوّل سے آخر تک جملہ مخلوقات کے تمام حالات بیان فرما دیے۔

(عمدۃ القاری) (مشکوٰۃ شریف باب بدء الخلق)

(۱۹) حدیث شریف نمبر ۱۰:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ ہم لوگوں کی طرف نکلے۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا: تم لوگ جانتے ہو یہ دونوں کتابیں کیا ہیں؟ ہم لوگوں نے عرض کیا: نہیں۔ مگر یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہم کو بتا دیں تو جان لیں گے۔ آپ نے دائیں ہاتھ کی کتاب کے متعلق فرمایا کہ یہ کتاب پروردگار عالم کیطرف سے دی گئی ہے۔ اس میں جنتیوں کے نام ہیں، اوران کے باپ اور قبیلوں کے نام بھی ہیں۔ پھر اُن کے آخر میں میزان لگا دی گئی ہے۔ (کہ کل اس قدر ہیں) اب اس میں سے نہ کبھی کوئی کم کیا جائیگا نہ زیادہ۔ پھر آپ نے بائیں ہاتھ کی کتاب کے متعلق فرمایا کہ یہ کتاب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ہے۔ اس میں دوزخیوں کے نام ہیں، اوران کے باپ اور قبیلوں کے نام بھی ہیں۔ پھر ان سب کے آخر میزان لکھ دی گئی ہے۔ ان میں سے بھی اب نہ کبھی کوئی کم کیا جائے گا اور نہ زیادہ۔

(ترمذی شریف ابواب التقدیر)

(۲۰) حدیث شریف نمبر ۱۵۵۷:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ آخری صف میں ایک شخص تھا جو بُری طرح نماز پڑھتا تھا۔ جب حضور نے سلام پھیرا تو آپ نے اس کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے فلاں شخص! کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا۔ تو نہیں دیکھتا کہ کس طرح نماز پڑھ رہا ہے۔ شاید تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ تم جو کچھ کرتے ہو، وہ مجھ سے مخفی رہتا ہے۔ خدا کی قسم میں جس طرح آگے سے دیکھتا ہوں، اسی طرح پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

(مشکوٰۃ شریف صفۃ الصلوٰۃ)

(۲۱) حدیث شریف:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سامنے ساری دنیا کو

اُٹھایا۔ میں اس دنیا کو اور قیامت تک جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے اس ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

(جاء الحق ص ۶۸، مواہب لدنیہ، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۸۷)

(۲۲) ثبوت:

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ زمین اولیاء کرام کی نظر میں مثل دستر خوان ہے، اور ہم کہتے ہیں کہ مثل ناخن ہے کہ کوئی چیز بھی ان کی نظر سے غائب نہیں۔ (نفحات الانس ۴۴۹)

حیاتِ موتیٰ

انبیآء کرام و اولیاء عظام اور عوام سب کے سب عالمِ برزخ میں زندہ ہیں اور اپنے کیے کی جزا اور سزا پا رہے ہیں۔

ثبوت:۔

(۱) آیت شریف:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ (پ ۲، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۵۴)

اور جو راہ خدا میں مارے جائیں انہیں مُردہ نہ کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں۔

(۲) آیت شریف:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ (پ ۴، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۱۶۹)

اور جو راہِ خدا میں مارے گئے ہرگز انہیں مُردہ نہ خیال کرنا، بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، رزق پاتے ہیں۔

(۳) آیت شریف:

اَلنَّارُ یُعۡرَضُوۡنَ عَلَیۡهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا ۚ وَیَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ اَدۡخِلُوۡۤا اٰلَ فِرۡعَوۡنَ اَشَدَّ الۡعَذَابِ۝ (پ۲۴، سورۃ مومن، آیت نمبر۴۶)

آگ جس پر (قوم فرعون) صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں، اور جس دن قیامت قائم ہوگی، حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔

(۴) آیت شریف:

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوا امۡرَاَتَ نُوۡحٍ وَّامۡرَاَتَ لُوۡطٍ ؕ کَانَتَا تَحۡتَ عَبۡدَیۡنِ مِنۡ عِبَادِنَا صَالِحَیۡنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمۡ یُغۡنِیَا عَنۡهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیۡئًا وَّقِیۡلَ ادۡخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیۡنَ۝ (پ۲۸، سورۃ التحریم، آیت نمبر۱۰)

اللہ تعالیٰ کافروں کی مثال دیتا ہے، نوح کی عورت اور لوط کی عورت، وہ ہمارے بندوں میں دو صالح بندوں کے نکاح میں تھیں، پھر انہوں نے ان سے دغا کی تو وہ اللہ کے سامنے انہیں کچھ کام نہ آئے۔ اور فرما دیا گیا کہ تم دونوں عورتیں جہنم میں جاؤ جانیوالوں کیساتھ۔

(۵) آیت شریف:

قِیۡلَ ادۡخُلِ الۡجَنَّةَ ؕ قَالَ یٰلَیۡتَ قَوۡمِیۡ یَعۡلَمُوۡنَ۝ بِمَا غَفَرَ لِیۡ رَبِّیۡ وَجَعَلَنِیۡ مِنَ الۡمُکۡرَمِیۡنَ۝ (پ۲۳، سورۃ یٰس، آیت نمبر۲۶،۲۷)

(جب حبیب نجار شہید کر دیئے گئے تو) اس سے فرمایا گیا کہ جنت میں داخل ہو۔ کہا کاش میری قوم جانتی جیسی میرے رب نے میری مغفرت کی اور مجھے عزت والوں میں کیا۔

(۶) حدیث شریف: ۱۲۹۰/۱۲۲۹:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور مرد اُسے اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں۔ اگر وہ صالح ہوتا ہے تو کہتا ہے۔ مجھے لے چلو۔ اگر غیر صالح ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ افسوس تم مجھے کہاں لے جارہے ہو۔ اس کی آواز آدمیوں کے سوا تمام چیزیں سنتی ہیں۔ اگر آدمیوں نے اُسے سنا تو بیہوش ہو جائیں گے۔ (بخاری شریف کتاب الجنائز)

(۷) حدیث شریف نمبر ۵۶۱۵:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو شب معراج میں انبیاء کی جماعت کے اندر پایا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ نماز پڑھ رہے ہیں۔ پھر نماز کا وقت آگیا، (مسجد اقصیٰ میں) میں ان سب کا امام بنا۔ (مشکوٰۃ باب فی المعراج)

(۸) حدیث شریف نمبر ۱۲۸۲:۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت میرے پاس آئی اور عذاب قبر کا تذکرہ کیا اور ان سے کہا کہ اللہ

تمہیں عذابِ قبر سے بچائے۔ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ سے قبر کے عذاب کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ہاں قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ (بخاری شریف کتاب الجنائز)

(۹) حدیث شریف نمبر ۱۲۸۹:۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مرجاتا ہے تو صبح وشام اس کے سامنے اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے، اگر وہ اہلِ جنت میں سے ہے۔ اگر وہ اہلِ دوزخ میں سے ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ تمہارا ٹھکانہ ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تمہیں قیامت کے دن اٹھائے گا۔ (بخاری شریف کتاب الجنائز)

(۱۰) حدیث شریف نمبر ۲:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپس میں بحث کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام تم ہی وہ ہو جن کو اللہ نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا اور جس میں اپنی روح پھونکی۔ پھر تم لوگوں کو لغزش کی وجہ سے جنت سے نکلا گیا (یعنی باوجود ان نعمتوں کے تم سے لغزش صادر ہوئی۔ اور تم نے شجرِ ممنوعہ کا پھل کھایا جس کے سبب آپ کی ذرّیت کو اس جنت سے نکل کر یہاں دارالمحن میں آنا پڑا) یہ سن کر حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا تم وہی موسیٰ ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام سے برگزیدہ کیا۔ تم مجھے ایسے

عمل کے ارتکاب پر ملامت کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے سے پہلے ہی میری قسمت میں لکھ دیا تھا۔ اس پر حضرت آدم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جیت گئے، یہ گفتگو ان دونوں کے انتقال کے بعد عالمِ ارواح یا عالمِ مثال میں ہوئی۔ (ترمذی ابواب التقدیر)

(۱۱) حدیث شریف نمبر ۵۶۱۵:

شب معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُمت محمد یہ ﷺ پر احسان فرما کر حضور ﷺ کی امداد کر کے پچاس فرض نمازوں سے پانچ کرا دیں۔ یہی امدادِ موتے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب فی المعراج)

(۱۲) حدیث شریف نمبر ۵۰۱۷:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دنیا مؤمن کا قید خانہ اور قحط ہے۔ جب وہ دنیا سے جدا ہوتا ہے تو قید خانہ اور قحط سے نجات پاتا ہے۔
(مشکوٰۃ شریف باب فضل الفقراء)

(۱۳) حدیث شریف:

بیہقی میں (حیاتِ انبیاء میں) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء زندہ ہیں اور اپنے قبور میں نماز پڑھتے ہیں۔
(المدارج السنیہ)

(۱۴) حدیث شریف نمبر ۲۰۰:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جمعہ کے روز مجھ پر درود کثرت سے پڑھا کرو کیونکہ فرشتے اس روز درود پیش کرتے

ہیں۔ جب تک وہ پڑھتا ہے اس وقت تک وہ پیش کرتے رہتے ہیں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: وفات کے بعد بھی؟ آپ نے فرمایا: وفات کے بعد بھی۔ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے جسم کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔ اللہ کے نبی زندہ ہیں، ان کو رزق عنایت ہوتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

(۱۵) حدیث شریف نمبر ۳۳۸:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شب معراج میں میں نے اپنے آپ کو انبیاء کرام کی جماعت میں بھی دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ (مسلم شریف کتاب الایمان)

سماعِ موتیٰ

عالمِ برزخ میں مومن ہوں یا کافر سب سنتے ہیں۔ اور نصِ قرآنی اور احادیثِ کثیرہ سے ثابت ہے۔

ثبوت:۔

(۱) آیت شریف:۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ (پ ۸، سورۃ اعراف، آیت نمبر ۷۹)

(مردوں کو خطاب) اس وقت صالحؑ ان سے منہ موڑ کر چلے، اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم! میں نے تو تم کو اپنے پروردگار کا حکم پہنچا دیا تھا، اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی، لیکن تم لوگ خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

(تفسیر ابن کثیر) (تفسیر مظہری) (تفسیر مواہب الرحمٰن)

(۲) آیت شریف:۔

فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝ (پ۹، سورۃ الاعراف، آیت نمبر۹۳)

(بعد عذاب) حضرت شعیب علیہ السلام نے اہل مدین سے منہ پھیرا (اور ان مردوں سے خطاب کیا) اے میری قوم! میں تمہیں اپنے رب کی رسالت پہنچا چکا، اور تمہارے بھلے کو نصیحت کی، تو کیونکر غم کروں کافروں کی۔ (تفسیر حسینی)

(۳) حدیث شریف نمبر ۱۲۸۰:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنویں میں جھانکا جہاں بدر کے مقتول مشرکین پڑے تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے ٹھیک اس چیز کو پالیا جو تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا۔ آپ سے کہا گیا، کیا آپ مُردوں کو پکارتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو، لیکن وہ جواب نہیں دیتے۔ (بخاری شریف کتاب الجنائز)

(۴) حدیث شریف:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کی ساتھی لوٹتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔ (نسائی شریف کتاب الجنائز، بخاری شریف حدیث نمبر ۱۲۵۰)

(۵) حدیث شریف نمبر ۱۳۲۵:

حضرت عبدالوہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بندہ جب قبر میں رکھا

جاتا ہے اور اس کے لوگ اس کو دفن کرکے پیٹھ موڑتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ (سنن ابو داؤد شریف باب عذاب القبر)

(۶) حدیث شریف:

خطیب نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص ایسے کی قبر پر گزرے جسے دنیا میں پہچانتا تھا اور اس پر سلام کرے تو وہ مُردہ اُسے پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔
(بہار شریعت حصہ شانزدہم)

(۷) ثبوت:

شیخ رجاء البار ستقی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک روز شیخ عدی بن مسافر ایک کھیت کیطرف جا رہے تھے کہ آپ کی مجھ پر نظر پڑی۔ آپ نے مجھے اپنے پاس بُلا کر فرمایا کہ رجاء سنتے ہو، یہ صاحب قبر مجھ سے استغاثہ کر رہا ہے، اور آپ نے قبر کی طرف اشارہ کرکے مجھے بتلایا۔ جب میں نے اس قبر کی طرف نظر کی تو میں نے دیکھا کہ اس کے اندر سے دھواں نکل رہا ہے۔ پھر آپ اُس قبر کے پاس جا کر ٹھہر گئے اور بہت دیر تک وہاں کھڑے ہوئے۔ خدائے تعالیٰ سے دعا مانگتے رہے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ اس کے اندر سے دھواں نکلنا موقوف ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے رجاء یہ اب بخش دیا گیا اور اس کا عذاب موقوف ہو گیا پھر آپ نے اس قبر سے اور زیادہ نزدیک ہو کر پکارا، کیا اب تم خوش ہو، تو صاحب قبر نے کہا۔ میں اب خوش ہوں، مجھ سے عذاب اٹھایا گیا۔ شیخ رجاء کہتے ہیں کہ میں نے یہ آواز سنی، پھر ہم واپس آ گئے۔

اس واقعہ سے چند باتیں ثابت ہوئیں، یعنی:۔

(۱) حیاتِ موتیٰ (۲) عذابِ قبر (۳) استمداد

(۴) اولیاء کرام کی عظمت (۵) دعا کی برکت اور (۶) سماعِ موتیٰ

(حیاتِ جاودانی صفحہ ۲۰۲)

ازالہ شبہ

آیت شریف:

اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ بِھٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِھِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَھُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ (پ ۲۰، سورۃ نمل، آیت نمبر ۸۰، ۸۱)

البتہ آپ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے اور نہ بہروں کو آواز سنا سکتے ہو (خصوصاً) جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں، اور نہ آپ اندھوں کو انکی گمراہی دور کر کے ہدایت کر سکتے ہو، آپ تو اُن کو سُنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، پس وہ مان لیتے ہیں۔

تشریح:۔

(۱) دلائل کے بعد عرب کے ہٹ دھرم کفار کی نسبت فرماتا ہے کہ یہ تو بوجہ نہ ہونے حسِ باطنی کے مردہ ہیں اور آپ مُردوں اور بہروں کو سنانے کیلئے نہیں آئے ہو، نہ تم ازلی اندھوں کو ہدایت کرنے آئے ہو۔

آپ تو انہیں کو سنانے اور ھدایت کرنے آئے ہو کہ جن میں ایمان لانے کا مادہ اور صلاحیت بھی ہے۔ اس آیت سے یہ ثابت کرنا کہ مُردے زندوں کی بات سُن سکتے ہیں یا نہیں، تکلف ہے۔ اس کو اس مسئلہ سے کچھ بھی علاقہ نہیں کیونکہ موتےٰ سے مُراد یہاں کفار ہیں۔ (تفسیر حقانی)

(۲) مندرجہ بالا آیت شریف میں نفی اسماعِ اجابت کی ہے نہ مطلق اسماع کی کہ نفی سماع کی بھی ہو جائے۔ (عقائد سنیہ مہریہ)

(۳) حقیقت یہ ہے کہ دُنیا دارالعمل ہے اور عالمِ برزخ آخرت کی پہلی منزل اور دارالجزآء۔ کفار اور مشرکین اگرچہ دارالعمل میں ہیں مگر بوجہ مُہر قلبی دعوتِ حق نہیں سنتے یعنی قبول نہیں کر سکتے ہیں...... جبکہ اہلِ قبور دارالعمل سے گزر کر دارالجزآء میں اپنے کیے کی جزا یا سزا پا رہے ہیں، اس لیے وہ بھی نہ تو دعوتِ حق قبول کر سکتے ہیں اور نہ اس پر عمل کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ چونکہ کفار اور اہل قبور دونوں دعوتِ حق کو سنتے تو ہیں مگر اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے، لہٰذا ان کا سننا نہ سننے کے برابر ہے۔

توسّل :۔

بوقتِ ضرورت محبوبانِ الٰہی کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا نصِ قرآنی اور احادیثِ کثیرہ سے ثابت ہے، یہاں تک کہ حضور ﷺ خود بھی فقرآء مہاجرین کے وسیلہ سے دُعا مانگا کرتے تھے۔

ثبوت:۔

(۱) آیت شریف:

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (پ ۶، سورۃ المائدہ، آیت نمبر ۳۵)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو، اور اس کی راہ میں جہاد کرو، تا کہ تم فلاح پاؤ۔

بعض لوگ وسیلہ سے عبادت مراد لیتے ہیں۔ اسی تقدیر پر اعمال صالحہ وسیلہ ہیں رب سے ملنے کا، اور اعمال کا وسیلہ تو انبیاؑء، اولیاء اور علماء ہیں۔ لہٰذا یہ حضرات وسیلہ کے وسیلہ ہوئے۔

(۲) آیت شریف:

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۟ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ۝ (پ ۱، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۸۹)

اور جب ان کے پاس وہ کتاب (قرآن) آئی جو اُن کے ساتھ والی کتاب (توراۃ) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا، اس سے منکر ہو گئے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

سید الانبیاءؑ کی بعثت اور نزولِ قرآنِ کریم سے قبل یہود اپنی حاجات کے لیے حضور ﷺ کے نامِ مبارک کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کامیاب ہوتے۔

(۳) آیت شریف:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (پ۵، سورۃ نسآء، آیت نمبر ۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو (اے محبوب) تمہارے حضور حاضر ہوں، اور پھر اللہ سے معافی چاہیں، اور رسول ﷺ ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنیوالا مہربان پائیں گے۔

معلوم ہوا کہ بارگاہِ الٰہی میں رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت نجات کا ذریعہ ہے۔

(۴) آیت شریف:

قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ۝ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

(پ۱۳، سورۃ یوسف علیہ السلام، آیت نمبر ۹۷، ۹۸)

(حضرت یعقوب علیہ السلام کے صاحبزادے) بولے۔ اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کیلئے معافی مانگئے۔ بیشک ہم خطا وار ہیں۔ (حضرت یعقوب علیہ السلام نے) فرمایا۔ جلد میں تمہاری بخشش اپنے رب سے چاہوں گا، بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

دیکھا آپ نے! برادرانِ حضرت یوسف علیہ السلام نے اللہ سے اپنی خطا بخشوانے کیلئے حضرت یعقوب علیہ السلام کو وسیلہ بنایا۔

(۵) حدیث شریف نمبر۱۶۰۱:۔

شرح السنۃ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فقرآء مہاجرین کے وسیلہ سے دُعا مانگا کرتے تھے، اور یوں فرمایا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ انْصُرْنَا لِفُقَرَآءِ الْمُھَاجِرِیْنَ (یعنی اے اللہ! ہمیں مہاجر فقرآء کے وسیلہ سے فتح عطا فرما) (ترمذی شریف ابواب الجہاد)

(۶) حدیث شریف ۵۰۱۵:۔

حضرت اُمیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ فقرآء مہاجرین کے ذریعہ خدا سے (کفار پر) فتح حاصل کرنیکی دُعا فرمایا کرتے تھے۔

(مشکوٰۃ شریف باب فضل الفقرآء)

(۷) حدیث شریف ۵۰۰۱:۔

حضرت مُصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم کو (دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں) مدد نہیں دی جاتی، اور تم کو روزی نہیں دی جاتی، مگر تمہارے انہیں کمزوروں اور فقیروں کی دعا کی برکت سے۔

(مشکوٰۃ شریف فضیلت فقرآء)

(۸) حدیث شریف ۲۳۸۱:۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک ضعیف البصر شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے عافیت مرحمت فرمائے (یعنی آنکھ کی خرابی دور ہو جائے) آپ نے فرمایا کہ اگر تو دعا چاہے تو میں تیرے لئے دعا کروں اور اگر تو صبر کرلے تو صبر تیرے لئے

بہتر ہے۔ اس نے کہا دُعا کر دیجئے۔ آپ نے اس کو حکم دیا کہ وضو کر اور اچھی طرح وضو کر اور ان کلمات سے دعا کر۔ ''اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی ﷺ کے وسیلہ سے جن کا نام محمد ﷺ ہے اور جو نبیِّ رحمت ہیں۔ میں متوجہ ہوتا ہوں تمہارے وسیلے سے اے نبی ﷺ اپنے پروردگار کی طرف تا کہ وہ حکم دے میری اس حاجت کے متعلق۔ اے اللہ شفاعت قبول فرما اپنے نبی کی میرے حق میں۔'' (مشکوٰۃ شریف باب جامع الدعآء)

(۹) حدیث شریف: ۶۰۰۳:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔ ایک شخص یمن سے تمہارے پاس آئے گا جس کا نام اویسؓ ہوگا۔ وہ یمن میں اپنی ماں کے سوا کسی کو نہ چھوڑے گا، (یعنی ماں کے سوا اس کا کوئی قریبی عزیز نہ ہوگا (اس کے بدن میں سفیدی (برص) تھی۔ اس نے خدا تعالیٰ سے دعا کی اور وہ سفیدی جاتی رہی، مگر ایک دینار یا درہم کے بقدر باقی رہ گئی۔ پس جو شخص تم میں سے اس سے ملاقات کرے، وہ اس سے اپنے لئے مغفرت کی دعا کرائے۔
(مشکوٰۃ شریف باب ذکر الیمن)

(10) حدیث شریف ۱۵۸

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ جہاد کریں گے تو کہا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیض یاب ہوا ہو۔

جواب دیا جائے گا، ہاں! ان کے ذریعے دعا کی جائے مانگی جائے گی اوراس کی فتح ہو جائے گی۔ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ لوگ کہیں گے کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کی صحبت اٹھائی ہو۔ جواب دیا جائے گا، ہاں! پس اس کے ذریعے سے دعا مانگی جائے گی اور فتح ہو جائے گی۔ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ تم سے پوچھا جائے گا کہ تمہاری جماعت میں کوئی ایسا ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ کی صحبت والوں کی صحبت سے فائدہ اٹھایا ہو۔ جواب دیا جائے گا، ہاں موجود ہے۔ اس وقت اس کے ذریعے سے دعا مانگی جائے گی اور تم کو فتح ہو جائیگی۔ (بخاری شریف باب نمبر ۱۲۰)

(۱۱) حدیث شریف ۶۰۱۵:

حضرت شریح بن عبید سے روایت ہے کہ شام کے لوگوں کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر کیا گیا اور کہا گیا کہ اے امیر المؤمنون! شام والوں پر لعنت کیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں شام والوں پر لعنت نہیں کرتا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ ابدال شام میں ہوتے ہیں، اور وہ چالیس مرد ہیں۔ ان میں سے جب کوئی فوت ہوتا ہے تو خداوند تعالیٰ دوسرے کو اس کی جگہ مقرر کر دیتا ہے۔ (یعنی ہمیشہ چالیس رہتے ہیں) ان کے وجود کی برکت سے بارش ہوتی ہے، ان کی مدد سے دشمنوں سے بدلہ لیا جاتا ہے، اور ان کے سبب سے شام والوں سے عذاب کو دفع کیا جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ باب ذکر الیمن والشام)

(۱۲) حدیث شریف:

طبرانی وابونعیم وبیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین پر اتارے گئے تو آپ فکرِ توبہ میں حیران تھے۔ اس پریشانی کے عالم میں یاد آیا کہ وقتِ پیدائش میں نے سر اُٹھا کر دیکھا تھا کہ عرش پر لکھا ہے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" میں سمجھا تھا کہ بارگاہِ الٰہی میں وہ رتبہ کسی کو میسر نہیں جو حضرت محمد ﷺ کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام اپنے نامِ اقدس کے ساتھ عرش پر مکتوب فرمایا۔ لہٰذا آپ نے اپنی دعا کے ساتھ یہ عرض کی "اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَن تغفرلی" یہ دعا کرنی تھی کہ حق تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمائی۔

(۱۳) حدیث شریف ۹۵۳:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوتے تھے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگتے تھے اور یوں کہتے تھے کہ یا اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کو وسیلہ بنایا کرتے تھے، اس وقت تو ہم کو بارش سے سیراب فرماتا تھا، اور اب ہم اپنے نبی ﷺ کے چچا کو تیری بارگاہ میں وسیلہ بناتے ہیں، لہٰذا ہم کو سیراب فرمادے، تو لوگ سیراب کر دیے جاتے تھے۔

(بخاری شریف باب الاستسقاء)

نیز حضرت علامہ عینی نے تحریر فرمایا کہ "ابو صالح" کی روایت کردہ حدیث

میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ منبر پر کھڑا کیا اور پہلے خود اسی طرح دعا مانگی کہ:

''یا اللہ! ہم سب تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتے ہیں، لہٰذا تو ہم لوگوں کو بارش سے سیراب فرمادے اور ہم کو ناامید نہ فرما''۔

اس کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوالفضل تم بھی دُعا مانگو، تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس طرح دعا مانگی کہ:

''یا اللہ: ہر بلا گناہوں کے باعث ہی اُتاری جاتی ہے، اور بغیر توبہ کے کوئی بلا دفع نہیں کیجاتی۔ ساری قوم میری وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتی ہے، کیونکہ مجھ کو تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص تعلق ہے۔ یہ ہمارے گناہگار ہاتھ اور ہماری توبہ کرنے والی پیشانیاں تیرے حضور میں حاضر ہیں، لہٰذا تو ہم لوگوں کو سیراب فرمادے''۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کے بعد خوب بارش ہوئی۔

(۱۴) حدیث شریف ۸۳۲:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تلاش کرو میرے لئے ضعیف لوگوں کو (جیسے بوڑھے مرد، بیوہ عورتیں، بے کس لاوارث بچے، معذور اپاہج لولے اور لنگڑے) اس واسطے کہ تم روزی دیئے جاتے ہو اور مدد کئے جاتے ہو ضعیف لوگوں کی وجہ سے (یعنی ان کے طفیل سے، تو اُن کی خبر گیری کرو) (ابوداؤد شریف جلد دوم)

(۱۵) ثبوت:

شیخ علی الخباز سے روایت ہے کہ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کوئی میرے توسل سے خداوند تعالیٰ سے اپنی حاجت روائی چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پوری کرے گا۔ (حیاتِ جاودانی ص ۹۶)

(۱۶) ثبوت:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا مدفن قسطنطنیہ میں ہے۔ آپ کا مزار زیارت گاہِ عام ہے اور لوگ آپ کے وسیلہ سے اپنی حاجات خدا سے حاصل کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف اکمال فی اسماء الرجال)

غیر اللہ سے مدد مانگنا

جیسا کہ عنوان ''تلاش اسباب'' کے تحت وضاحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سارے جہان میں اپنی ذات اور صفات کو ظاہر کرنے اور احکامِ خود جاری کرنے کیلئے کائنات میں بے شمار ذریعے پیدا فرمائے ہیں جن کو صفاتِ الٰہی اور عطائے الٰہی کے مظہر (دروازے) اسباب، وسائل ذرائع اور واسطے کہتے ہیں۔ لہٰذا اللہ کو مستعانِ حقیقی اور کسی بندے کو وسیلہ جان کر اس سے مدد مانگنا جائز ہے، اور نصِ قرآنی اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے۔

(۱) آیت شریف:

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیۡسٰی مِنۡهُمُ الۡكُفۡرَ قَالَ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰهِ ؕ قَالَ

الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ؕ (پ ۳، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۵۲)

پھر جب عیسیٰ نے ان سے (یہودیوں سے) کفر پایا۔ فرمایا کون میرے مددگار ہوتے ہیں۔ اللہ کی طرف؟ حواریوں نے کہا۔ ہم اللہ (دینِ خدا) کے مددگار ہیں۔

(۲) آیت شریف:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ؕ

(پ ۶، سورۃ مائدہ، آیت نمبر ۲)

اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو، اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

(۳) آیت شریف:

فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ ؕ (پ ۱۶ سورۃ الکہف، آیت نمبر ۹۵)

(ذوالقرنین بولا) تم میری مدد طاقت سے کرو۔

(۴) آیت شریف:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ۔

(پ ۲۶، سورۃ محمد، آیت نمبر ۲۶)

اے ایمان والو! اگر تم اللہ (دینِ خدا) کی مدد کرو گے، اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم (دینِ حق پر) جما دے گا۔

(۵) آیت شریف:

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ (پ ۲۷، سورۃ الحدید، آیت نمبر ۲۵)

تا کہ اللہ دیکھے اس کو جو بے دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ بیشک اللہ قوت والا غالب ہے۔

(۶) آیت شریف:

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

(پ ۱۷ سورۃ الحج، آیت نمبر ۴۰)

بیشک اللہ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس کے دین کی مدد کرے گا، بیشک اللہ ضرور قوت والا غالب ہے۔

(۷) آیت شریف:

وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ (پ ۲۸، سورۃ التحریم، آیت نمبر ۴)

(اے نبی کی دونوں بیبیوں) اور اگر ان پر زور باندھو تو بیشک اللہ ان کا مدد گار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے فرشتے مدد پر ہیں۔

(۸) آیت شریف:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ۝ (پ ۳، سورۃ آل عمران، آیت نمبر ۸۱)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا۔ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول ﷺ کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اسکی مدد کرنا۔

(۹) آیت شریف:

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ (پ ۳۰، سورۃ الضحٰی، آیت نمبر ۱۰)

اور سائل کو نہ جھڑکو۔ (یعنی اس کی حاجت پوری کرو۔ ورنہ نرمی کے ساتھ عذر کر کے واپس کرو۔)

(۱۰) حدیث شریف: ۸۳۶

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اور آپ کو وضو کا پانی اور جس چیز کی ضرورت ہوتی (مسواک وغیرہ) لایا کرتا تھا۔ ایک روز آپ نے مجھ سے فرمایا۔ مانگ جو مانگنا چاہتے ہو (دین کی اور دنیا کی بھلائی) میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میں تو جنت میں آپ کی ہمراہی چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے سوا اور بھی کچھ چاہتا ہے۔ میں نے عرض کیا: بس یہی۔ آپ نے فرمایا کہ تو میری مدد کر اپنی ذات سے زیادہ سجدے کر کے (یعنی زیادہ نوافل سے میری مدد کرو۔) (مشکوٰۃ شریف باب السجود)

(۱۱) حدیث شریف ۴۷۳۸:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد کرو، ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مظلوم کی تو میں مدد کرتا ہوں ظالم کی مدد کیونکر کروں۔ آپ نے فرمایا: تو اس کو ظلم سے روک، تیرا اس کو ظلم سے باز رکھنا ہی مدد کرنا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الشفقۃ)

(۱۲) حدیث شریف ۲۱۴۹:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مؤمن سے دنیا کی تکالیف میں سے کوئی تکلیف دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی پریشانیوں میں سے اس کی پریشانی اور تکلیف دور کرتا ہے۔اور جو شخص کسی تنگدست پر آسانی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی کرتا ہے اور جو شخص کسی مسلمان کی عیب پوشی کرتا ہے تو حق تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی عیب پوشی کرتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔

(مسلم باب درس قرآن، ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۵۱۱)

(۱۳ حدیث شریف:

حضرت ابن فراسی سے روایت ہے کہ حضرت فراسی نے عرض کیا، کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مانگوں (یعنی کسی سے سوال کروں) آپ نے فرمایا۔نہیں۔ اگر بے مانگے نہ ہو سکے تو نیک لوگوں سے مانگ۔(سنن نسائی کتاب الزکوٰۃ)

(۱۴) حدیث شریف ۱۸۴۶:

حضرت اُمّ مجید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واپس کرو سائل کو کچھ دیکر اگرچہ وہ جلا ہوا سُم ہی کیوں نہ ہو۔(مشکوٰۃ شریف باب فضل الصدقۃ)

(۱۵) ثبوت:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاتی ہے،

اس سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جاوے۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ چار شخصوں کو ہم نے دیکھا کہ وہ قبروں میں بھی وہی عمل کرتے ہیں جو زندگی میں کرتے تھے یا زیادہ۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ زندہ کی مدد زیادہ قوی ہے، اور میں کہتا ہوں کہ مُردہ کی امداد زیادہ قوی۔ اولیاء کی حکومت جہانوں میں ہے۔ اور یہ نہیں ہے مگر ان کی روحوں کو، کیونکہ ارواح باقی ہیں۔

(حیات جاودانی صفحہ ۱۰۰، اشعۃ اللمعات باب زیارۃ قبور)

ثبوت: (۱۶)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر قبولیت دُعاء کے لئے تریاق ہے۔ (حاشیہ مشکوۃ شریف باب زیارۃ القبور)

ثبوت: (۱۷)

امامِ شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے کوئی حاجت پیش ہوتی ہے تو امامِ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر آتا ہوں اور اُن کی برکت سے کام ہو جاتا ہے۔ (شامی۔ سفر برائے زیارۃ قبور)

ثبوت: (۱۸)

حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''جو کوئی اپنی مصیبت میں مجھ سے مدد چاہے یا مجھ کو پکارے تو میں اس کی مصیبت کو دور کروں گا، اور جو کوئی کسی حاجت میں رب کیطرف مجھے وسیلہ بنائے تو اُسکی حاجت پوری ہوگی۔

(نزہت الخاطر، حیات جاودانی صفحہ ۹۶)

(۱۹) ثبوت:

چار مشائخ عظام ہیں جو اپنی حیاتِ بابرکات میں جسطرح سے کہ تصرف کرتے تھے اسی طرح سے وہ اپنی قبور میں بھی تصرف کرتے ہیں۔ اور وہ مشائخ عظام یہ ہیں:

(۱) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت شیخ عقیل المنجی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) حضرت شیخ حیات بن قیس الحرانی رحمۃ اللہ علیہ

(حیاتِ جاودانی صفحہ ۲۱۷)

مشکل کشا و حاجت روا

مشکل کشائی و حاجت روائی دونوں اللہ کی ذاتی صفات ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے کسی بندے کو مذکورہ صفات کا مظہر یا وسیلہ جان کر اس کو مشکل کشا اور حاجت روا کہنا جائز ہے اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے۔

ثبوت:۔

(۱) آیت شریف:

قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ (پ ۱۲ سورۃ یوسف، آیت نمبر ۲۳)

(حضرت یوسف علیہ السلام نے) کہا۔ اللہ کی پناہ وہ (عزیز مصر) تو میرا رب ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔

دیکھا آپ نے! رب اللہ کی ذاتی صفت ہے جبکہ ربِ عزیزِ مصر کی عطائی صفت

ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیزِ مصر کو عطائی صفت سے یاد کر کے "میرا رب کہا"

(۲) آیت شریف:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ (پ۳ سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۶۱)

ان کی مثال جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح ہے جس نے اُگائیں سات بالیں، ہر بال میں سو دانے۔

غور فرمایئے۔ اُگانے والا حقیقت میں اللہ ہی ہے، دانہ کی طرف اس کی نسبت مجازی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسنادِ مجازی جائز ہے جبکہ اسناد کرنے والا غیرِ خدا کو مستقل فی التصرف اعتقاد نہ کرتا ہو۔ اس لئے یہ امر جائز ہے کہ بزرگوں نے حاجت روائی کی۔ یہ دوا نافع ہے، یہ مضر ہے۔ ماں باپ نے بچے کو پالا وغیرہ سب میں اسنادِ مجازی ہے۔ اور مسلمان کے اعتقاد میں فاعلِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے باقی سب وسائل:

(۳) حدیث شریف ۱۸۶۵:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اُس پر ظلم کرے اور نہ اسکو اسکے دشمنوں کے سپرد کرے۔ اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں ہوتا ہے اللہ اس کی حاجت روائی میں ہوتا ہے، اور جو شخص کسی مسلمان کی مشکل کشائی کرے اللہ اس

سے قیامت کے مشکلوں میں سے مشکل اور تکلیف دور فرماتا ہے۔ اور جو شخص مسلمان کی پردہ پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔
(مسلم شریف کتاب البر والصلة)

(۴) حدیث شریف ۴۷۷۷:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے میری اُمت میں سے کسی کی حاجت پوری کی، جس سے مقصود اسے خوش کرنا ہے، اس نے مجھے خوش کیا۔ اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا۔ اور جس نے اللہ کو خوش کیا اسے اللہ جنت میں داخل کرے گا۔
(مشکوٰۃ شریف باب الشفقة)

(۵) حدیث شریف ۴۷۷۸:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے، اللہ اس کیلئے ۷۳ مغفرتیں لکھے گا۔ ان میں سے ایک سے اس کے تمام کاموں کی درستی ہو جائیگی اور بہتر (۷۲) سے قیامت کے دن اس کے درجے بلند ہوں گے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الشفقة)

دُعاء بعد از نمازِ جنازہ بہ ہیئت اجتماعی

دُعاء بعد از نماز جنازہ بہ ہیئتِ اجتماعی سنت ہے۔ چونکہ نماز جنازہ فرض (کفایہ) ہے اس لئے اُس کے بعد دعاء زیادہ قابلِ قبول ہے۔

ثبوت:۔

(۱) حدیث شریف ۹۰۶:

حضرت امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کس وقت دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آخر رات کے درمیان والے حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد (نماز جنازہ بھی فرض کفایہ ہے)

(مشکوٰۃ شریف باب الذکر بعد الصلوٰۃ)

(۲) حدیث شریف ۱۴۴۲:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم لوگ میت پر نماز جنازہ پڑھو تو اس کیلئے اخلاص کے ساتھ دعا کرو۔

(ابوداؤد باب الدعاء للمیت و مشکوٰۃ، حدیث نمبر ۱۵۸۴)

(۳) حدیث شریف:

فتح القدیر کتاب الجنائز میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر قیام فرما کر غزوۂ موتہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی شہادت کی خبر دی۔ پس ان پر نماز جنازہ پڑھی اور ان کیلئے دعا فرمائی، اور لوگوں سے فرمایا کہ تم بھی ان کیلئے دعاءِ مغفرت کرو۔

(۴) حدیث شریف:

حضرت مُستظِل بن حُصین سے روایت ہے کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ نے ایک جنازے پر نماز کے بعد مانگی۔ (بیہقی)

(۵) حدیث شریف:

حضرت واثلہ ابن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے مسلمانوں میں سے ایک شخص کے جنازہ کی نماز ادا فرمائی تو آپ نے یہ دعاء پڑھی: اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ ابْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ فَاغْفِرْلَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ط (ابن ماجہ شریف، ابواب الجنائز، صفحہ ۱۸۱)

دُعاء بعد از نماز سنت بہ ہیئتِ اجتماعی

ہر نماز کے بعد (فرض ہو یا واجب، سنت ہو یا نفل) دعا مانگنا سنت بلکہ واجب ہے۔ امام کا انتظار کرنا اور دُعا با لجماعت میں مقتدی کیلئے شامل ہونا سنت ہے۔

ثبوت:۔

(۱) آیت شریف:

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۔ (پ ۳۰، سورۃ الم نشراح، آیت نمبر ۷)

تو جب تم (نماز سے) فارغ ہو تو (دُعا میں) محنت کرو۔

(تفسیر حسینی، تفسیر مظہری، تفسیر ابن کثیر)

یہ حکم عام ہے، نماز فرض، واجب، سنت اور نفل سب کو شامل ہے۔

(۲) آیت شریف:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ط (پ ۱، سورۃ الفاتحہ، آیت نمبر ۵)

(یا اللہ) بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا۔

معرفت، ذات وصفات کے بعد عبادت، اس کے بعد دعا تعلیم فرمائی، اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ بندے کو عبادت کے بعد مشغولِ دعا ہونا چاہیے۔ حدیث شریف میں بھی نماز کے بعد دُعا کی تعلیم فرمائی گئی ہے۔

(الطبرانی فی الکبیر۔ والبیہقی فی السنن) (تفسیر خزائن العرفان)

(۳) حدیث شریف: "اِذَا فَرَغَ اَحَدُکُمْ مِنَ الصَّلٰوۃِ فَلْیَدْعُ"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز سے فارغ ہو تو اس کو لازم ہے کہ دعا مانگے۔ (بیہقی شریف)

(یہ حکم بھی جُملہ نمازوں کو شامل ہے۔)

(۴) حدیث شریف:

حضرت حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سُنا کہ کوئی گروہ مسلمانوں کا جمع نہ ہوگا کہ ان کے بعض دعا کریں اور کچھ لوگ آمین کہیں، مگر یہ کہ اللہ ان کی دعاء کو قبول فرمائے گا۔

(الطبرانی فی الکبیر)

(اس سے دعا بہیئتِ اجتماعی ثابت ہے)

(۵) حدیث شریف ۳۴۸:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز نماز پڑھائی۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں تمہارا امام

ہوں، تو جلدی مت کرو مجھ سے رکوع، سجدے اور قیام میں، اور نماز سے فارغ ہو کر اُٹھنے میں، کیونکہ میں تم کو آگے اور پیچھے سے دیکھتا ہوں۔ پھر فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تم دیکھو جو میں نے دیکھا تو بہت کم ہنسو اور روؤ بہت۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے کیا دیکھا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا۔ (سُنن نسائی جلد اوّل)

(۶) حدیث شریف ۶۲۰:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اُن کو رغبت دلائی جماعت سے نماز پڑھنے کی اور منع کیا ان کو امام سے پہلے جانے کا۔

(سُنن ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

(۷) حدیث شریف ۱۲۲۴:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ (ترمذی، ابواب الدعاء)

(۸) حدیث شریف ۱۲۲۶:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ حقیقت ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے دُعا نہیں کرتا، اللہ اس پر غضبناک ہوتا ہے۔

(ترمذی شریف، ابواب الدعاء)

(۹) حدیث شریف ۲۱۳۰:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

دعا نفع دیتی ہے اس چیز سے جو اُتری (یعنی بلا اور مصیبت وغیرہ) اور اس چیز سے جو نہیں اُتری، پس اے خدا کے بندو! دُعا کو اپنے اوپر لازم جانو۔
(مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات)

(۱۰) حدیث شریف ۸:

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقدیر کو سوائے دعا کے کوئی چیز نہیں بدل سکتی، اور عمر کو سوائے نیکی کے کوئی چیز نہیں بڑھا سکتی۔ (ترمذی شریف ابواب القدر)

(۱۱) حدیث شریف ۴۷۰۶:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقدیر الٰہی کو کوئی چیز نہیں بدلتی مگر دعا، اور عمر کو کوئی چیز نہیں بڑھا سکتی مگر نیکی۔ اور انسان کو روزی سے محروم نہیں کیا جاتا مگر اُس گناہ کی وجہ سے جس کا اس نے ارتکاب کیا۔ (مشکوٰۃ شریف باب البر والصلۃ)

نفع وضرر رسانی

درحقیقت نفع وضرر کا مالک اللہ ہے۔ ہاں کسی جاندار یا غیر جاندار کو صفاتِ الٰہی کا مظہر یا ذریعہ جان کر اس کو نافع یا مُضر کہنا جائز ہے۔ مثلاً لوہا، کشتی، چوپائے نافع ہیں۔ اور انسان نافع بھی ہے اور ضار بھی۔ اسی طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ گائے، بیل، بھینس اور گھوڑے وغیرہ نافع اور شیر، چیتا، بھیڑیا، سانپ اور بچھو وغیرہ مُضر ہیں۔

ثبوت:۔

(۱) آیت شریف:

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ط

(پ ۲۷ سورۃ الحدید، آیت نمبر ۲۵)

اور ہم نے لوہا اُتارا۔ اسمیں سخت آنچ اور لوگوں کے فائدے ہیں۔ (یہاں لوہا نافع ہے)

(۲) آیت شریف:

وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ ط

(پ ۲، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۶۴)

اور کشتی کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے۔ (یہاں کشتی نافع ثابت ہے)

(۳) آیت شریف:

وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ط نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ كَثِیْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ (پ ۱۸، سورۃ المومنون، آیت نمبر ۲۱)

اور بے شک تمہارے لئے چوپاؤں میں عبرت کا مقام ہے۔ ہم تمہیں پلاتے ہیں اس میں سے جو اُن کے پیٹ میں ہے (دودھ) اور تمہارے لئے ان میں بہت فائدے ہیں اور اُن سے تمہاری خوراک ہے۔ (یہاں چوپائے نافع ثابت ہیں)

(۴) آیت شریف:

وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ج (پ ۲، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۲۳۱)

اوران (عورتوں) کوضرر پہنچانے کی غرض سے مت رکھو، اس ارادہ سے کہ ان پر ظلم کیا کرو گے۔ (معلوم ہوا کہ شوہر ضرر پہنچانے پر قادر ہے)

(۵) آیت شریف:

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ

(پ ۲۸، سورۃ الطلاق، آیت نمبر ۶)

عورتوں کو وہاں رکھو جہاں خود رہتے ہو، اپنی طاقت بھر، اور انہیں ضرر نہ دو کہ اُن پر تنگی کرو۔ (ظاہر ہے کہ مردوں میں ضرر پہنچانے کی طاقت موجود ہے)

(۶) حدیث شریف ۸۳۰:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ لوگ زیادہ ہوتے جائیں گے لیکن انصار کم ہوتے جائیں گے، یہاں تک کہ اور لوگوں میں وہ کھانے میں نمک کی طرح رہ جائیں گے۔ لہٰذا جو شخص تم میں ایسا صاحب اختیار ہو جو لوگوں کو کچھ نفع پہنچا سکے اور کچھ لوگوں کو ضرر، تو اس کو چاہیے کہ انصار میں سے نیک لوگوں کی نیکی قبول کرے اور خطا کاروں کی خطا سے درگزر کرے۔ (بخاری شریف کتاب الانبیآء)

(۷) حدیث شریف ۴۸۱۹:

حضرت ابی حرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کو ضرر پہنچائیگا، اللہ تعالیٰ اس کو ضرر پہنچائے گا۔ اور جو شخص کسی مسلمان کو مشقت اور تکلیف میں مبتلا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو مشقت میں ڈالے گا۔ (مشکوٰۃ شریف، باب منع کی ہوئی چیزیں)

(۸) حدیث شریف ۴۸۲۰:

حضرت ابی بکر الصدیق سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچائے یا کسی کے ساتھ مکر (فریب) کرے۔
(مشکوۃ شریف، باب منع کی ہوئی چیزیں)

(۹) حدیث شریف ۴۸۲۱:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے منبر پر تشریف فرما کر بلند آواز سے فرمایا۔ اے وہ مسلمانو! جو زبان سے اسلام لائے ہو اور دل میں ایمان کا اثر نہیں رکھتے، تم مسلمانوں کو اذیت نہ دو، ان کو عار نہ دلاؤ، ان کے عیب نہ ڈھونڈو۔ اس لئے کہ جو شخص کسی مسلمان کی عیب جوئی کرتا ہے اللہ اس کی عیب جوئی کرتا ہے۔ اور جس شخص کے عیب کو خداوند کریم تلاش کرے تو خدا تعالٰی اس کو رسوا کرے گا اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر چھپا بیٹھا ہو۔
(مشکوۃ باب منع کی ہوئی چیزیں)

یا رسول اللہ کی نداء

چونکہ حیاتِ موتی اور سماعِ موتی دونوں ثابت ہیں لہٰذا نداء یا رسول اللہ ﷺ، یا علی رضی اللہ عنہ، یا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جائز ہے کیونکہ انبیاء بطورِ معجزہ اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بطورِ کرامت دُور کی آواز سنتے ہیں اور باذن اللہ حتی المقدور مدد بھی فرما سکتے ہیں:

ثبوت:۔

(۱) آیت شریف:

یٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ۝ (پ۱۹، سورۃ النمل، آیت نمبر ۱۸)

(چیونٹی بولی) اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ۔ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور ان کا لشکر، بے خبری کی حالت میں۔

(تفسیر روح البیان وغیرہ میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل سے چیونٹی کی یہ آواز سنی)

(۲) حدیث شریف ۲۵۶:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ہم لوگوں کو سکھایا کہ جب ہم دو رکعت کے بعد بیٹھیں تو کہیں:

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰاتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ط (سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی التشہد)

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا آپ کی زندگی میں اور بعد وفات یہی معمول رہا ہے اور بغیر کسی ردّ و بدل کے اب بھی مسلمانوں کا معمول ہے۔

(ترمذی شریف ابواب الصلوٰت)

(۳) حدیث شریف:

اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ

ایک رات میرے ہاں تشریف فرما تھے۔ آپ نمازِ تہجد کے لئے اُٹھے اور مقامِ وضو پر بیٹھے تو میں نے سُنا کہ آپ نے کسی سے جیسے کوئی پاس ہوتا ہے۔ تین بار فرمایا: لبیک! لبیک!! لبیک!!! نُصِرتُ، نُصِرتُ، نُصِرتُ۔ یعنی حاضر ہوں، حاضر ہوں، حاضر ہوں۔ تم مدد کیے گئے، مدد کیے گئے، مدد کیے گئے۔ اُم المومنین فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے دریافت کیا۔ حضور ﷺ آپ یہ کسے فرما رہے تھے، یہاں تو کوئی نہ تھا۔ تو حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا۔ یہ بنی کعب کا راجز جو اس وقت مکہ میں تھے اور حضور ﷺ یہاں مدینہ منورہ میں (تین سو میل دور) مجھ سے فریاد کر رہا ہے کہ قریش عہد کو توڑ کر بنی بکر کی مدد کر کے ہم کو قتل و غارت کرنے پر آمادہ ہیں، اور میں لبیک کہہ رہا تھا۔ (طبرانی شریف، واعظ حصہ اول)

(۴) حدیث شریف ۵۷۰۰:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر نہاوند کی طرف بھیجا اور اس پر حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ (مسجد نبوی ﷺ میں جمعہ کا) خطبہ پڑھ رہے تھے کہ یکا یک آپ نے بلند آواز سے کہا "ساریہ! پہاڑ کیطرف" اس واقعہ کے چند روز بعد لشکر سے ایک قاصد آیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ امیر المومنین! ہمارے دشمن نے ہم پر حملہ کیا اور ہمیں شکست دی۔ ناگہاں ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا "اے ساریہ! پہاڑ کی جانب"

چنانچہ ہم نے پہاڑ کو اپنی پشت پناہ قرار دیا اور پھر خداوند تعالیٰ نے دشمنوں کو شکست دی۔ (مشکوٰۃ شریف، باب الکرامات)

(۵) حدیث شریف ۵۶۱۵:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو حطیم میں دیکھا، اس حال میں کہ میں کھڑا تھا اور قریش مجھ سے میرے شب معراج میں لئے جانے کا حال دریافت کر رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی چیزیں اور نشانیاں دریافت کرنی شروع کیں، جو مجھ کو یاد نہ تھیں۔ میں بہت غمگین اور پریشان ہوا، اتنا غمگین اور پریشان کہ کبھی نہ ہوا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو بلند کیا اور میری آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ میں اس کو دیکھ رہا تھا اور وہ مجھ سے جو سوال کرتے جاتے تھے اس کا جواب میں ان کو دیتا جاتا تھا۔ (مشکوٰۃ شریف، باب فی المعراج)

(۶) حدیث شریف ۱۲۹:

ترمذی، ابن ماجہ اور ابو النقیم حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔ وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان بوجھ سے چرچر کرنے لگا اور اس کو چرچر کرنا ہی چاہئے تھا، کیونکہ اسمیں چار انگل جگہ ایسی نہیں جہاں ایک فرشتہ اللہ کے سامنے اپنی پیشانی نہ رکھے ہوئے ہو۔ (خصائص کبریٰ جلد اول)

(اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دور سے سننا ثابت ہے)

(۷) حدیث شریف ۲۱۵۹:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس شخص نے میرے ولی کو اذیت دی، میں اس سے لڑائی کا اعلان کرتا ہوں۔ اور نہیں بڑھتا کوئی بندہ مؤمن میری طرف وہ چیز لیکر جو مجھ کو زیادہ پسند ہے، ان چیزوں میں سے جو میں نے فرض قرار دی ہیں، اور ہمیشہ رہتا ہے میرا بندہ کہ تقرب حاصل کرتا ہے مجھ سے نوافل کے ذریعہ، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں (اس کے فرائض اور نوافل جمع کرنے کے سبب) اور جب میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو بن جاتا ہوں اس کی سماعت کہ وہ سنتا ہے اس کے ذریعہ، اور بن جاتا ہوں اس کی آنکھ کہ دیکھتا ہے وہ اس کے ذریعہ، اور بن جاتا ہوں اس کا ہاتھ کہ پکڑتا ہے وہ اس کے ذریعہ، اور بن جاتا ہوں اس کا پاؤں کہ چلتا ہے وہ اس کے ذریعہ، اور جب وہ مانگتا ہے مجھ سے دیتا ہوں میں اس کو۔ اور جب پناہ مانگتا ہے میرے ذریعہ، پناہ دیتا ہوں اُس کو۔ اور جس کام کو میں کرنیوالا ہوتا ہوں اسمیں تردد اور توقف نہیں کرتا۔ لیکن اس مؤمن بندے کی روح کو قبض کرنے سے مجھ کو تردد اور تامل ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الدعوات)

(۸) حدیث شریف:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے اگر کسی کا جانور جنگل میں بھاگ جائے تو چاہیے کہ یوں پکارے "

اَعِینُونِی یَاعِبَادَ اللّٰہ" یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ (حصن حصین)

چنانچہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الاذکار" میں فرماتے ہیں کہ میں نے خود اس کا تجربہ کیا اور اس عمل کو مجرب پایا۔

(۹) حدیث شریف:

دلائل الخیرات، انیس الجلیس، روح البیان جلد دوم اور نسیم الریاض میں وارد ہے کہ:۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ سنتا ہوں میں درود اہلِ محبت کا اور پہچانتا بھی ہوں۔ اور میں تم سے بلاواسطہ سنتا ہوں۔ میں وہاں موجود ہوں جہاں میرا ذکر ہو رہا ہے۔ جس نے دس بار اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کہا، پس اس نے ایک غلام آزاد کیا۔ (المدارج السنیۃ)

(۱۰) حدیث شریف:

بیہقی نے حیاتِ انبیاء میں اور اصفہانی نے ترغیب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے کہ بیشک میرا علم موت کے بعد مثل علمِ حیات کا ہے۔ (المدارج السنیۃ)

(۱۱) ثبوت:

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کوئی رنج وغم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج وغم دور ہوگا۔ اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر پکارے، وہ شدت دفع ہوگی۔ اور جو کوئی کسی حاجت میں رب کیطرف مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔ (حیاتِ جاودانی صفحہ ۹۶)

(۱۴) ثبوت:

شیخ عبدالوہاب ''کشف الحجاب'' میں لکھتے ہیں کہ جب تجھے یقین ہوگیا کہ کاملین زندہ ہیں تو ان کو قبر پر ندا کرنے میں کیا ڈر ہے۔ ان کی ندا ایسی ہے جس طرح زندہ کو ندا کیجاتی ہے۔ اور کاملین سے مدد مانگنا جائز ہے جیسا کہ زندہ سے مدد مانگا کرتا ہے۔ اور زندہ سے مدد مانگنے کا نہ تو کوئی جاہل منکر ہے نہ کوئی عالم۔ اور کاملین، انبیآء، صحابہ اور جوان کے قائمقام ہیں وہ بھی تو زندہ ہیں۔ (عقائد سنیہ مہریہ)

معجزات بعد ممات

معجزات بعد ممات حق ہیں اور احادیث اور روایاتِ صحیحہ سے ثابت ہیں۔

ثبوت:۔

(۱) حدیث شریف ۵۶۱۵، ۵۶۱۱:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو (شب معراج میں) انبیآء کی جماعت کے اندر پایا، اور ناگہاں دیکھا کہ حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ نماز پڑھ رہے ہیں۔ پھر نماز کا وقت آگیا اور میں ان سب کا امام بنا۔ پھر بعد نماز جب بُراق پر حضور ﷺ حضرت جبرئیلؑ کی میت میں بہ طرف عالمِ بالا روانہ ہوئے تو آپ کو خوش آمدید کہنے کیلئے حضرت آدم علیہ السلام آسمانِ اول پر، حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسےؑ آسمانِ دوم پر، حضرت یوسفؑ آسمانِ سوم پر، حضرت ادریسؑ آسمانِ چہارم پر، حضرت ہارونؑ آسمانِ پنجم پر، حضرت موسیٰؑ آسمانِ ششم پر اور حضرت ابراہیمؑ

آسمانِ ہفتم پر پہلے سے موجود تھے۔

ظاہر ہے کہ مذکورہ انبیاء کا مسجدِ اقصیٰ میں باجماعت نماز ادا کرنا، اور آن کی آن میں آسمانوں میں اپنے اپنے مقامات کو پہنچنا، ان کے معجزات بعد ممات میں سے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، باب فی المعراج)

(۲) حدیث شریف ۹۲:

حضرت سعید بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب واقعہ حرہ کا زمانہ تھا تو تین روز تک مسجد نبوی ﷺ میں نہ آذان کی گئی اور نہ اقامت۔ اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ مسجد ہی میں رہتے تھے اور نماز کا وقت ایک گنگناہٹ کے ذریعہ سے پہچانتے تھے جو حضور ﷺ کی قبر سے سنتے تھے۔ پھر اس کا مضمون بیان کیا۔ (سنن دارمی شریف)

(۳) حدیث بالا کی تشریح:

کتاب اخیار المدینۃ میں بکر بن محمد سے روایت ہے کہ ایامِ حرہ میں، جو سخت لڑائی کا زمانہ تھا۔ اور سب لوگ لڑنے میں مشغول تھے اور مسجد نبوی ﷺ میں تین روز تک آذان اور جماعت نہ ہوئی۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ بن مسیب فرماتے ہیں کہ میں تنہا مسجد نبوی میں حاضر رہتا تھا، میں گھبرا کر حضور ﷺ کی قبر کے قریب گیا۔ ظہر کا وقت ہوا تو قبر مبارک سے آذان کی آواز سنی۔ میں نے وضو کر کے دو رکعت نفل نماز پڑھی۔ پھر اقامت کی آواز سنی اور ظہر کی نماز ادا کی۔ پھر

جب عصر کا وقت ہوا تو آذان واقامت کی آواز قبر مبارک سے سنی۔ اسی طرح تین دن تک ہر نماز کے وقت آذان واقامت کی آواز سنتا اور نماز ادا کرتا رہا۔

(نور الصدور صفحہ ۱۰۷)

(۴) حدیث شریف ۵۴۹۹:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء میں سے ہر ایک نبی کو معجزات میں سے صرف اتنا دیا گیا ہے جتنا کہ اس پر انسان ایمان لا سکے۔ اور مجھ کو جو وحی کا معجزہ دیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو کلام وحی کے ذریعہ مجھ پر نازل کیا ہے (یعنی قرآن) وہ دائمی معجزہ ہے۔

(مشکوۃ شریف، فضائل سید المرسلین)

(۵) ثبوت:

حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے امام اور محدث ہیں، اور بخاری شریف کے شارح بھی ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب مواہب لدنیہ میں اپنی ایک بیماری اور اس سے شفا کا ذکر فرمایا۔ امام موصوف فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ایسی بیماری لگ گئی جس کا علاج کر کر کے طبیب تھک گئے اور انہوں نے اس بیماری کو لاعلاج قرار دیا۔ فرماتے ہیں کہ جمادی الاولیٰ ۸۹۳ھ کی اٹھائیسویں شب کو میں نے...... تین سو میل دور مکہ میں حضور ﷺ سے فریاد کی تو میں سو رہا تھا کہ ایک شخص آیا جس کے پاس کاغذ کا ٹکڑا تھا جس پر یہ لکھا تھا "یہ احمد بن قسطلانی کے مرض کی دوا ہے۔ بارگاہ شریف سے اذن شریف کے بعد" امام مذکور فرماتے ہیں۔ پھر

میں جا گا تو اللہ کی قسم مجھے جو بیماری تھی وہ بالکل نہ رہی اور حضور ﷺ کی برکت سے مجھے شفا ہو گئی۔ (مواہب لدنیہ جلد دوم ۳۹۲، واعظہ حصہ اوّل)

(اس روایت سے دُور سے فریاد کرنا، دُور سے سننا اور مدد فرمانا تینوں ثابت ہیں)

کرامات بعد وفات

کرامات بعد وفات حدیث اور روایاتِ کثیرہ سے ثابت ہیں۔

ثبوت:۔

(۱) حدیث شریف:

حضرت سعید بن جُبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے طائف میں انتقال کیا۔ میں ان کے جنازہ میں حاضر تھا۔ دیکھا کہ آسمان سے ایک چڑیا آئی اور کفن کے اندر داخل ہو گئی۔ ہم لوگوں نے اس کو تلاش کیا مگر نہ پایا۔ حاضرین نے یقین کیا کہ یہ ان کا نیک عمل تھا۔ جب دفن سے فارغ ہوئے تو قبر سے یہ آواز سُنی یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ٥ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ٥ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ٥ (پ۳۰، سورہ الفجر، آیت نمبر ۲۷ تا ۳۰) (یعنی اے روح آرام کرنیوالی، تو چل اپنے پروردگار کیطرف، تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پس داخل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو میری جنت میں۔ (نور الصدور صفحہ ۱۷۱)

(۲) ثبوت:

منہال بن عمر فرماتے ہیں کہ میں دمشق میں تھا، قسم خدا کی میں نے دیکھا کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرِ مبارک کو دمشق سے مدینہ منورہ روانہ کیا تو ایک شخص سورۃ کہف تلاوت کر رہا تھا۔ جب اس نے یہ آیت پڑھی اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا (پ ۱۵، سورہ الکہف، آیت نمبر ۹) (یعنی کیا تمہیں معلوم ہوا کہ اصحاب کہف اور رقیم والے ہماری ایک عجیب نشانی تھیں) چنانچہ سر مبارک سے آواز آئی اَعْجَبُ مِنْ اَصْحَابِ الْكَهْفِ قَتْلِيْ وَحَمْلِيْ (یعنی اصحاب کہف سے زیادہ تعجب کے قابل میرا قتل کرنا اور میرے سر کو روانہ کرنا ہے۔ (نور الصدور صفحہ ۱۰۷)

(۳) ثبوت:

کتاب ''حیاتِ جاودانی'' کے صفحہ نمبر ۲۲۳ پر مذکور ہے کہ جب قدوۃ العارفین موسیٰ بن ہامان الزولی رحمۃ اللہ علیہ کو بعد وفات قبر میں اتارا گیا تو آپ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے، اور قبر وسیع ہو گئی، اور جو لوگ قبر میں اترے تھے ان پر بیہوشی طاری ہو گئی۔ (حیاتِ جاودانی)

(۴) ثبوت:

سید العارفین حضرت اسد یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو علی رضی اللہ عنہ روز بادی کے پاس چند اولیاء کرام آئے اور چند دن بطور مہمان ٹھہرے۔ ان میں سے ایک صاحب بیمار ہو گئے اور ان کی بیماری طول پکڑ گئی۔

حضرت ابو علی رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ اس اللہ والے کی عیادت میں خود کروں گا۔ چنانچہ اس مریض مردِ حق کی آپ دن رات خدمت کرتے رہے، حتیٰ کہ ایک دن وہ چل بسے۔ حضرت ابو علی نے غسل بھی خود اُن کو دیا اور کفن بھی خود ہی پہنایا، اور پھر نمازِ جنازہ کی فراغت کے بعد قبر میں لٹایا۔ اور آخری بار اُن کے چہرے پر سے کفن ہٹا کر دیکھا تو اُن کی دونوں آنکھیں کھلی تھیں اور وہ حضرت ابو علی رضی اللہ کو دیکھ کر کہنے لگے اے ابو علی! قیامت کے روز میں تمہاری مدد کروں گا جس طرح تم نے یہاں میری مدد کی۔ (واعظ حصہ دوم، روض الریاحین)

(۵) ثبوت:

حضرت ابو یعقوب سنوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس مکہ مکرمہ سے ایک میرا شاگرد آیا اور کہنے لگا: اے میرے اُستاد! میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا۔ آپ یہ دینار لے لیجئے۔ اس کے نصف سے میری قبر کھدوانا اور نصف سے مجھے کفن پہنانا۔ چنانچہ جب دوسرا دن ہوا تو ظہر کے وقت ان کا انتقال ہو گیا۔ میں نے اپنے اس شاگرد کو خود غسل دیا اور جنازہ پڑھ کر اُسے لحد میں رکھا۔ تو اس نے آنکھیں کھولیں تو میں نے کہا کہ کیا مرنے کے بعد بھی زندہ ہو؟ تو اس نے جواب دیا۔ اَنَا حَیٌّ وَّ کُلُّ مُحِبِّ اللّٰہِ حَیٌّ (یعنی میں زندہ ہوں اور اللہ سے محبت رکھنے والے سب زندہ ہیں) (روض الریاحین، واعظ حصہ دوم)

دُعا، مصافحہ، مُعانقہ بعد نمازِ عیدین

بوقتِ ملاقات اور خاص کر بوقتِ خوشی مثلاً عید وغیرہ مصافحہ اور معانقہ سنت اور باعثِ ثواب ہے اور احادیثِ کثیرہ سے ثابت ہے، جبکہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا سنت ہے۔

ثبوت:۔

(۱) حدیث شریف ۴۶۸۶:

حضرت عطاء خراسانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مصافحہ کیا کرو، اس سے (بغض) کینہ دور ہو جاتا ہے۔ اور ہدیہ و تحفہ بھیجا کرو، اس سے محبت بڑھتی ہے اور دشمنی جاتی رہتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الادب)

(۲) حدیث شریف ۴۴۷۲:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب دو مسلمان ملیں اور مصافحہ کریں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ان کو بخش دیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الادب)

(۳) حدیث شریف ۴۴۷۴:

حضرت ابی اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ تم اپنا ہاتھ مریض کی پیشانی یا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اس سے اس کا حال پوچھو، اور پورا اسلام کرنا یہ ہے کہ سلام کے بعد مصافحہ بھی کرو۔

(مشکوٰۃ شریف باب المصافحہ)

(۴) حدیث شریف ۴۴۸:

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حبشہ سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ آئے، حضور ﷺ سے ملے اور مجھ کو گلے سے لگا لیا (معانقہ کیا) اور فرمایا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ فتح خیبر کی خوشی مجھ کو زیادہ ہے یا جعفر کے واپس آنے کی اور جعفر اتفاق سے اسی روز آئے تھے جس روز کہ خیبر فتح ہوا تھا۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب الادب)

(۵) حدیث شریف ۴۲۷۵:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت زید بن حارثہ مدینہ منورہ میں آئے اور حضور ﷺ سے ملاقات کیلئے حاضر ہوئے نبی کریم ﷺ اس وقت میرے گھر میں تشریف فرماتے تھے۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا، حضور اکرم ﷺ صرف تہ بند باندھے، برہنہ جسم، چادر کو کھینچتے ہوئے باہر تشریف لے گئے۔ قسم خدا کی، میں نے کبھی اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد آپ کو برہنہ نہیں دیکھا۔ یعنی بغیر معتاد جامہ۔ آپ نے جوشِ محبت سے زید رضی اللہ عنہ کو گلے لگالیا اور بوسہ دیا۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب الادب)

درودِ تاج پر بیجا اعتراض

اللہ تعالیٰ کا ماذون اور صفاتِ الٰہی کا مظہر یا ذریعہ جان کر حضور ﷺ کا درودِ تاج میں دَافِعُ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْاَلَمْ کے صفات سے ذکر کرنا جائز ہے، کیونکہ یہ جملہ خداداد صفتیں ان میں موجود ہیں اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہیں۔

ثبوت: دَافِعُ الْبَلَاءِ

(۱) حدیث شریف ۲۱۹:

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ابو طالب آپ کا بچاؤ کرتے تھے، تو کیا ان کو ان باتوں سے کچھ نفع

ہوا؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ میں نے انہیں آگ کی شدت اور سختی میں پایا تو میں انہیں ہلکی آگ میں سے نکال لایا۔ (مسلم شریف کتاب الایمان)

(۲) حدیث شریف ۵۲۶۹:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو حضور ﷺ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئی، اور عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ میرے بیٹے کو جنوں (آسیب) ہے، جس کا دورہ صبح اور شام پڑتا ہے۔ حضور ﷺ نے اس لڑکے کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی۔ اس لڑکے کو قے ہوئی اور اس کے پیٹ سے کالے لنڈی کی مانند کوئی چیز نکلی جو دوڑتی تھی۔

(مشکوٰۃ شریف بیان معجزات)

دَافِعُ الْوَبَاءِ

(۳) حدیث شریف ۶۱۰:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ بیمار ہوا تو میرے پاس حضور ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عیادت کیلئے تشریف لائے۔ دونوں پیادہ پا تھے۔ دونوں نے مجھے بیہوشی کی حالت میں پایا تو حضور علیہ السلام نے وضو کیا، پھر وضو کا بچا ہوا پانی مجھ پر چھڑکا، جس سے مجھے ہوش آ گیا۔

(بخاری شریف کتاب المرضیٰ)

(۴) حدیث شریف ۱۳۳۳:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب صبح کی نماز

سے فارغ ہوئے تو مدینہ کے خادم اپنے برتنوں میں پانی لیکر آتے۔ پھر جو برتن آپ کے پاس آتا، آپ اپنا ہاتھ اسمیں ڈبو دیتے۔ اور بسا اوقات شدّتِ سردی میں بھی یہ اتفاق پیش آجاتا۔ تب بھی آپ اپنا ہاتھ اس میں ڈبو دیتے اور وہ پانی برائے حصولِ برکت وشفا استعمال کرتے۔ (مسلم شریف کتاب الفضائل)

دَافِعُ الْقُحْطِ:

(۵) حدیث شریف ۵۵۰۴:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دفعہ بعد از نماز ایک طویل دعا میں اپنے پروردگار سے تین چیزیں مانگیں، یعنی یہ کہ (۱) میری اُمت کو عام قحط میں ہلاک نہ کرے۔ (۲) میری اُمت کو پانی میں غرق کر کے ہلاک نہ کرے۔ (۳) میری اُمت میں باہم لڑائی اور فساد نہ ہو۔ بعد از دعا حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اوّل الذکر دو چیزیں عطا فرمادیں اور تیسری چیز سے منع فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف فضائل سید المرسلین)

(۶) حدیث شریف ۵۶۴۸:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے جمعہ کے دن خطبے کے وقت قحط سالی کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے منبر پر ہی بارش کی دُعا فرمائی۔ ابھی خطبہ ختم نہ ہوا تھا کہ بارش شروع ہو گئی۔ دوسرے جمعہ تک لگاتار بارش ہوتی رہی۔ پھر انہی صاحب نے عرض کیا کہ بارش بہت ہو چکی، مکان

گرتے جارہے ہیں۔ حضور ﷺ نے منبر پر کھڑے انگلی سے اشارہ کیا۔ اشارہ سے بادل پھٹ گیا، اور عرض کیا اے اللہ! ہم پر بارش نہ ہو، آس پاس پر ہو، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (مشکوٰۃ شریف بیان المعجزات)

دافع الالم:

(۷) حدیث شریف ۵۶۲۵:

حضرت برآء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جہاد میں عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ وہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اپنا پاؤں پھیلا۔ چنانچہ اس نے اپنا پاؤں پھیلایا۔ حضور ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ پھیر لیا، اور وہ اچھا ہو گیا۔ گویا اس میں چوٹ نہ لگی تھی۔ (مشکوٰۃ شریف بیان المعجزات)

(۸) حدیث شریف:

حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کو ایک جہاد میں سر اور ٹانگوں میں تلوار کے بڑے بڑے زخم آگئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اُسے اُٹھا کر حضور ﷺ کے پاس لے آئے۔ حضور ﷺ نے اس کے زخموں پر لعاب مبارک ڈالا تو وہ صحت یاب ہو گئے۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، واعظ حصہ اوّل)

ایصالِ ثواب

احناف کے نزدیک تمام عباداتِ مالیہ و بدنیہ کا ثواب دوسرے مسلمانوں کو (خواہ زندے ہوں یا مُردے) پہنچایا جا سکتا ہے اور احادیث کثیرہ سے ثابت

ہے۔ زندوں اور مردوں میں فرق اتنا ہے کہ مُردے عالمِ دنیا سے عالمِ برزخ کی طرف انتقال کی وجہ سے نقد جنس اور طعام وغیرہ سے فائدہ حاصل نہیں کرسکتے، بلکہ فقط اس کا ثواب اللہ تعالیٰ اُن کی ارواح کو پہنچا دیتا ہے۔ لہٰذا اُن کے حالاتِ حیات اور بعد از وفات برابر ہیں۔

ثبوت:۔

(۱) حدیث شریف ۵۱۹۸:

حضرت صالح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم بصرہ سے مکہ مکرمہ کو حج کرنے گئے (جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے) تو ہم نے ایک شخص کو دیکھا (یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) اس نے ہم سے پوچھا کیا تمہارے شہر کے ایک طرف اُبلہ نامی کوئی آبادی ہے۔ ہم نے کہا، ہاں ہے۔ اس نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس کا ذمہ لیتا ہے کہ میرے لئے اُبلہ کی مسجد عشار میں دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھے (یعنی میری طرف سے نماز پڑھے) اور یہ کہے کہ اس نماز کا ثواب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ملے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الملاحم)

(۲) حدیث شریف ۵۸۹:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک عورت پیش ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میری ماں مرگئی، اس کے ذمے ایک مہینے کے روزے تھے، کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھ لوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اس کی طرف سے روزے رکھ لے۔ اس نے عرض کیا کہ

اس نے حج بھی نہیں کیا تھا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس کی طرف سے حج کرلے۔ (ترمذی شریف باب زکوٰۃ)

(۳) حدیث شریف ۱۰۲۷:

حضرت خنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو میں نے دو دُنبے قربانی کرتے دیکھا تو میں نے کہا، یہ کیا ہے؟ تو اُنہوں نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا تھا کہ میں ان کی طرف سے قربانی کروں، تو میں ان کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ (ابوداؤد شریف کتاب الضحایا)

(۴) حدیث شریف ۱۱۱۷:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام سے ایک عورت نے عرض کیا کہ میری ماں ناگہاں مرگئی، اور جو وہ ناگہاں نہ مر جاتی تو کچھ لِلّٰہ دیتی اور صدقہ کرتی۔ کیا اس کو ثواب ہوگا جو میں اس کی طرف سے لِلّٰہ خیرات کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں خیرات کرو۔

(ابوداؤد شریف جلد دوم)

(۵) حدیث شریف ۱۸۱۷:

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میری ماں مرگئی، پس کونسا صدقہ بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: پانی۔ پس حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھودا اور کہا: یہ کنواں صدقہ ہے اُمّ سعد کے لئے۔ (مشکوٰۃ شریف باب فضل الصدقہ)

(۶) حدیث شریف ۳۲:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (جو بنی ساعدہ کے بھائی بند تھے) کی والدہ فوت ہو گئی اور وہ ان کے پاس موجود نہ تھے۔ ایک دن وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ کی وفات ہو گئی اور میں ان کے پاس حاضر نہ تھا۔ اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ دوں تو وہ انہیں فائدہ مند ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ اس پر انہوں نے کہا: میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغ مخراف (نامی) اُن کیلئے خیرات ہے۔ (بخاری شریف جلد دوم)

(۷) حدیث شریف:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم اپنے مُردوں کیلئے صدقہ دیتے ہیں، ان کے لئے حج کرتے ہیں، کیا یہ انہیں پہنچتا ہے؟ فرمایا: ہاں، ضرور پہنچتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم میں سے کوئی ایک طبق پر خوش ہو جبکہ اس کو ہدیہ کیا جائے۔
(زیلعی باب حج عن الغیر)

(۸) حدیث شریف:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت نازل کی ہے کہ قبر میں گناہ لے کر داخل

ہوگی اور قیامت کے دن جب قبر سے اُٹھے گی تو گناہوں سے پاک وصاف ہوکر اٹھے گی، بسبب استغفار مسلمانوں کے۔ (نور الصدور)

(۹) حدیث شریف:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ میرا باپ مرگیا، اس نے حج نہیں کیا تھا۔ آپ نے فرمایا: تو حج کرلے اپنے باپ کی طرف سے۔ (سنن نسائی شریف کتاب الحج)

(۱۰) حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کسی آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سے۔ میرا باپ مرگیا ہے اور مال بھی چھوڑ گیا ہے، لیکن وصیت نہیں کرگیا ہے۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو اُس کیلئے صدقہ کفارہ اور موجب نجات ہوسکتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں، ہوسکتا ہے۔ (سنن نسائی کتاب وصایا)

(۱۱) حدیث شریف:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عُبادہ نے مسئلہ پوچھا رسول اللہ ﷺ سے نذر کا۔ جو تھی ان کی ماں کے ذمہ اور وہ مرگئی تھی ادا کرنے سے پہلے۔ آپ نے فرمایا: ادا کر تو اسے سعد اپنی ماں کی طرف سے اس نذر کو۔ (سنن نسائی شریف کتاب وصایا)

(۱۲) حدیث شریف ۱۹۸:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص انتقال کرجائے اور اس پر روزے ہوں تو اس کی جانب سے

اس کا ولی روزے رکھے (یعنی فدیہ دے۔) (مسلم شریف کتاب الصوم)

(۱۳) حدیث شریف ۱۰۴۷:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا بقر عید میں، عیدگاہ میں جب آپ خطبہ پڑھ چکے تو منبر پر سے اترے۔ اور ایک مینڈھا آیا، آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے ذبح کیا اور فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرْ۔ یہ میری طرف سے ہے اور میری اُمت میں اس شخص کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔ (ابوداؤد شریف کتاب الضحایا)

نذر

نذر کے دو اقسام ہیں۔ یعنی نمبر 1: نذر شرعی۔ نمبر 2: نذر عرفی، جس کو فارسی میں نیاز کہتے ہیں۔

نمبر 1:۔ نذر شرعی یہ ہے کہ جو چیز آدمی پر واجب نہ ہو اور وہ کسی شرط سے اپنے اوپر واجب کر دے۔ مثلاً یہ کہے کہ اگر میرا فلاں مقصد پورا ہوا تو میں راہِ خدا میں اس قدر صدقہ دوں گا، یا اتنی رکعات نماز پڑھوں گا۔ اس نذر کی وفا واجب ہوتی ہے۔

چونکہ نذر ایک عبادت ہے اس لئے ماسوائے اللہ کے اور کوئی اس کا مستحق نہیں۔ ہاں اور عبادتوں کیطرح ناذر اس کا ثواب دوسرے مسلمان کو بخش کر پہنچا سکتا ہے، جس کو ایصالِ ثواب کہتے ہیں۔ (۲) نذر عرفی، نذر شرعی کے ایصال ثواب کو نذرِ عرفی یا نیاز کہتے ہیں:

ثبوت:۔

(۱) آیت شریف:

ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝

(پ ۱۷، سورۃ الحج، آیت نمبر ۲۹)

پھر (حجاج) اپنا میل کچیل اتاریں اور اپنی منتیں پوری کریں، اور آزاد گھر کا طواف کریں۔

(۲) حدیث شریف ۱۶۰۰:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نذر مانے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں گا تو چاہیئے کہ اس کی اطاعت کرے۔ اور جو شخص نذر مانے کہ اس کی نافرمانی کروں گا تو اس کی نافرمانی نہ کرے۔ (یعنی اس نذر کو پورا نہ کرے) (بخاری شریف کتاب الایمان والنذور)

(۳) حدیث شریف:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔ نذر دو طرح کی ہوتی ہیں۔ جو نذر کہ اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کیلئے ہو، بس وہی نذر اللہ کے واسطے ہے اور اس کے پورا کرنے کا حکم ہے۔ اور جو نذر ایسی ہو جسمیں گناہ ہے، وہ نذر شیطان کیلئے ہے اور پورا کرنا اس کا کچھ ضرور نہیں۔ اور نذر کا کفارہ دیا جاتا ہے جیسا کہ قسم کا کفارہ۔ (نسائی شریف جلد سوم)

(۴) حدیث شریف ۱۴۴۴:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ

نے فرمایا کہ گناہ (کے کاموں) میں نذر نہیں ماننی چاہیئے ۔ (نہ اس کو پورا کرنا چاہیئے بلکہ اس کا کفارہ ادا کر دینا چاہیئے) اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔

(ترمذی شریف ابواب النذور)

(۵) حدیث شریف ۱۵۳۶:

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص نے یہ نذر مانی کہ بوانہ (ایک جگہ ہے) اونٹ ذبح کرے۔ تو اس شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے بوانہ میں اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ کیا جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت اس میں تھا جو وہ پوجا جاتا تھا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کیا کفار کی عیدوں میں سے کوئی عید اس میں تھی؟ عرض کیا کہ نہیں۔ تو آپ نے سائل کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر۔ اس لئے کہ گناہ میں نذر کا پورا کرنا جائز نہیں، اور نذر اس چیز میں لازم نہیں ہوتی جس کا ابن آدم مالک نہیں۔ (معلوم ہوا کہ وفاءِ نذر کیلئے کوئی معرف مقرر کر دینا جائز ہے) (ابوداؤد شریف باب وفاء النذور)

(۶) حدیث شریف ۳۲۹۰:

حضرت عمر بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے نذر مانی ہے کہ جب آپ جہاد سے واپس تشریف لائیں تو آپ کے سامنے دف بجاؤں۔ آپ نے فرمایا: تو اپنی نذر پوری کر۔ اس

عورت نے یہ بھی کہا کہ میں نے یہ بھی نذر مانی ہے کہ میں فلاں فلاں مقام پر جہاں ایام جاہلیت میں لوگ قربانی کیا کرتے تھے، ذبح کروں۔ آپ نے پوچھا: کیا ان مقامات میں جاہلیت کا کوئی بت تھا جس کی پوجا کیجاتی تھی؟ عورت نے عرض کیا: نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا: کیا ان مقامات میں ایام جاہلیت کے اندر کوئی میلہ لگتا تھا؟ عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کر۔ (مشکوۃ شریف باب فی النذور)

(۷) حدیث شریف ۱۵۳۲:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ میری ماں کا انتقال اس حالت میں ہوا کہ وہ اپنی ایک نذر کو پورا نہ کرسکیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان کی جانب سے ادا کرو۔ (سنن ابوداؤد، باب قضاء النذور عن المیت)

(۸) مسئلہ:

اگر کوئی اللہ کیلئے نذر کرے اور کسی ولی کے آستانہ کے فقراء کو نذر کے صرف کا محل مقرر کرے۔ مثلاً کسی نے یہ کہا: یارب میں نے نذر مانی کہ اگر تو میرا فلاں مقصد پورا کرے یا فلاں بیمار کو تندرست کردے تو فلاں ولی کے آستانہ کے فقراء کو کھانا کھلاؤں، یا وہاں کے خدام کو روپے پیسے دوں، یا اُن کے مسجد کیلئے تیل یا بوریا حاضر کروں، تو یہ نذر جائز ہے۔ (ردالمحتار)

(۹) چونکہ نذر ایک عبادت ہے۔ اور تمام جانی و مالی عبادت کا ثواب دوسرے مسلمان کو پہنچایا جاسکتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی ناذر نے کہا کہ "یا اللہ! اگر تو میرا

فلاں مقصد پورا کر دے تو آپ کے نام ایک دیگ پلاؤ کا صدقہ کروں گا اور اس کا ثواب فلاں ولی کو بخشوں گا، اور یہ کھانا فلاں ولی کے آستانہ کے فقراء کو کھلاؤں گا، تو جائز ہے۔

(۱۰) مسئلہ:

نذر اولیاء تین وجوہ سے مباح اور جائز ہے۔

یعنی:۔(۱) یہ کہ ناذر اللہ کی جناب میں عرض کرے کہ اگر میری مراد حاصل ہوگئی تو اے اللہ! تیری نذر فلاں بزرگ کے مزار کے خدام کو دوں گا۔

(۲) یہ کہ کسی بزرگ کو مخاطب بنا کر "یا حضرت! آپ جنابِ الٰہی میں میری اس مشکل کیلئے دعا کریں کہ میری یہ مراد حاصل ہو جائے۔ آپ کی طرف سے اس قدر طعام یا نقد جنابِ الٰہی میں تصدق پیش کروں گا تاکہ آپ کو ثواب بھیجیں۔

(۳) یہ کہ اس بزرگ کو جناب باری تعالیٰ میں وسیلہ اور شفیع بنا کر عرض کرے۔ الٰہی! فلاں بزرگ کی برکت سے اور بحق اپنی مہربانی اور عنایت، ہر دو اُمر کے اگر میری مشکل حل ہو جائے تو اس قدر مال آپ کیلئے خیرات کروں گا، اور ثواب اس کا اس بزرگ کے روح کو بخشوں گا تاکہ اس بزرگ پر احسان کرنے سے آپ راضی ہو جائیں۔ (فوائد سنیہ مہریہ)

تعزیت اور مُردوں کیطرف سے صدقات

احناف کا عقیدہ ہے کہ زندوں کا مُردوں کیلئے دُعا کرنے اور مردوں کی طرف سے صدقہ دینے سے مردوں کو نفع پہنچتا ہے۔ لہذا برائے تعزیت اور دُعا میت کے گھر میں اجتماع اور میت کی طرف سے صدقات (جن کو عرفِ عام میں اسقاط، تیجہ ہفتہ، چالیسواں، ششماہی اور برسی کہتے ہیں) سب جائز ہیں، اور میت کے لئے باعثِ نجات اور ترقّی درجات ہیں۔

ثبوت:۔

(۱) حدیث شریف ۹۷۷:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو بھی کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرتا ہے، اس کو مصیبت زدہ کی مانند ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی شریف باب الجنائز)

(۲) حدیث شریف:

حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما اپنے والد کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے کسی بھائی کی مصیبت میں اس کی تعزیت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کرامت کا لباس پہنائے گا۔

(ابن ماجہ شریف ۱۹۳)

(۳) حدیث شریف ۲۲۴۶:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کہ مُردہ اپنی قبر میں ایسا ہے جیسے دریا میں کوئی ڈوبتا اور فریاد کرتا ہو، وہ منتظر رہتا ہے کہ میری ماں، باپ، لڑکا یا دوست میرے واسطے دعا کریں۔ پھر جب یہ دُعا کرتے ہیں تو یہ دُعا اس کو دُنیا ومافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اور جب زمین والے دُعا کرتے ہیں تو اللہ پہاڑ کے مانند ثواب قبر والوں کو پہنچاتا ہے۔ اور زندوں کا تحفہ مُردوں کیلئے یہی ہے کہ ان کیلئے استغفار کریں۔

(مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار)

(۴) حدیث شریف ۱۸۱۴:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دُور کرتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف، صدقہ وخیرات کی فضیلت)

(۵) حدیث شریف ۵۶۸۸:

حضرت عاصم بن کلیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک جنازہ کی نماز کو گئے۔ پھر میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ قبر کے پاس تشریف فرما ہیں اور قبر کھودنے والوں کو ہدایت دے رہے ہیں۔ یعنی یہ کہ پائنتی کی طرف سے قبر کو کشادہ کرو، سر کی جانب سے اور کشادہ کرو۔ جب آپ (دفن سے فارغ ہو کر) لوٹے تو میت کی بیوی کی طرف سے ایک شخص حضور ﷺ کی دعوت کرنے آیا۔ آپ نے دعوت قبول فرمائی، اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھانے گئے۔ (مشکوٰۃ شریف، باب فی المعجزات)

(معلوم ہوا کہ میت کے گھر میں میت کی طرف سے صدقہ کا کھانا تیار کرنا، اس کھانے کیلئے کسی کو دعوت دینا، اس کھانے میں لوگوں کا شریک ہونا، سب مسنون طریقے ہیں۔)

(۶) حدیث شریف:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے کہ جس گھر میں کوئی مرجاتا ہے اور گھر والے اس کیطرف سے صدقہ کرتے ہیں تو اس صدقہ کے ثواب کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نور کی طبق میں اس کی قبر پر لیجاتے ہیں، اور کھڑے ہو کر فرماتے ہیں کہ اے قبر والے! یہ تحفہ تمہارے گھر والوں نے تم کو بھیجا ہے، اس کو قبول کرو۔ پس مُردہ خوش ہوتا ہے اور اپنے ہمسایہ کو خوشخبری سناتا ہے، اور اس کے ہمسایہ جن کو کوئی تحفہ نہیں پہنچا ہے۔ غمگین رہتے ہیں۔ (نور الصدور)

(۷) حدیث شریف:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بروز عید اور عاشورہ رجب کا پہلا جمعہ اور ماہ شعبان کی پندرھویں رات اور شب قدر اور ہر جمعہ کی رات میں ارواح قبروں سے نکل کر اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑے ہو کر اپنے پسماندگان سے سوال کرتے ہیں کہ اس مبارک رات میں ہمارے ساتھ کسی صدقہ یا طعام سے امداد کرو کہ ہم محتاج ہیں۔

(دقائق الاخبار امام عبدالاعظم۔ عقائد سنیہ مہریہ)

(۹) ثبوت:

حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ شریف زیارۃ القبور میں فرماتے ہیں کہ (۱) میت کے مرنے کے بعد سات روز تک صدقہ کیا جاوے۔ (۲) جمعہ کی رات کو میت کی روح اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے لوگ صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔ (اشعۃ اللمعات، جاء الحق ص ۲۶۲)

(۱۰) ثبوت:

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں سورۃ انشقاق کے آیت مبارکہ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ (پ ۳۰، سورہ الانشقاق، آیت نمبر ۱۸) کے تحت فرماتے ہیں، حدیث میں وارد ہے کہ مُردہ اس حالت میں ڈوبنے والے کی طرح ہے جو کسی فریادرس کا منتظر رہتا ہے۔ اس وقت میں دعائیں، صدقے اور فاتحہ بہت مفید ہیں۔ اسی لئے لوگ ایک سال تک خصوصاً مرنے کے بعد چالیس دن تک اسی قسم کی امداد کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ (تفسیر عزیزی)

(۱۱) ثبوت:

بعد دفنِ میت کی طرف سے ہر روز سات دن تک صدقہ دینا مستحب ہے جو کچھ بھی میسر ہو۔ (طحطاوی وشامی کتاب الجنائز، المدارج السعدیہ)

(۱۲) تعین وقت:

باقی رہا تعین وقت کا سوال تو اُمور مباح کے لئے تعین وقت جائز ہے۔ کیا

تم یہ نہیں دیکھتے کہ حضور ﷺ نے یومِ عاشورہ کے روزے کا اپنی اُمت کو حکم دیا تھا، اور شوال کے چھ روزوں کا حکم دیا تھا، اور رات کو نمازِ تہجد کا حکم دیا تھا، اور صلوٰۃ اشراق کا اور صلوٰۃ ضحیٰ کا، اور ان سب کے اوقات مقرر ہیں۔ اور حکم دیا، کہ پیدائش کے بعد ساتویں روز بچے کا عقیقہ دیا جائے، وغیرہ وغیرہ، ان سب میں آپ نے وقت مقرر کردیے ہیں۔ (المدارج السنیۃ)

(۱۳) حدیث شریف ۷۱۶:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ہم لوگوں کیلئے وعظ و نصیحت کے دن مقرر فرمادیئے تھے۔ (یعنی کچھ دن نصیحت اور درس فرماتے تھے اور کچھ دن نہیں، تاکہ ہماری طبیعت گھبرا نہ جائے۔

(ترمذی شریف ابواب الادب)

(۱۴) حدیث شریف ۱۶۶۱:

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! مردوں نے آپ کے احادیث سے فائدہ اُٹھایا۔ آپ اپنی طرف سے ہمارے لئے بھی ایک دن مقرر فرمادیجئے کہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ ہم کو وہ باتیں سکھائیں جو خدا نے آپ کو سکھائی ہیں۔ آپ نے فرمایا: اچھا تم فلاں دن فلاں وقت اور فلاں جگہ حاضر ہوں۔ چنانچہ وقتِ مقررہ پر عورتیں جمع ہوگئیں۔ (مشکوٰۃ شریف ابواب الجنائز)

زیارتِ قبور

زیارتِ قبور سنت ہے۔ عامۃ المومنین کی قبروں پر جانے سے عبرت اور اعزاء واقرباء کی قبروں پر عبرت کیساتھ آدائے حق اور بزرگوں کی قبروں پر اس کے ساتھ برکات حاصل ہوتے ہیں۔

ثبوت:۔

(۱) حدیث شریف ۱۶۷۱:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی۔ پس آپ روئے اور اُن لوگوں کو بھی رُلایا جو آپ کے گرد تھے۔ پھر فرمایا: میں نے اپنے پروردگار سے اجازت چاہی تھی کہ میں اپنی ماں کی بخشش کی دُعا مانگوں لیکن مجھ کو اجازت نہیں ملی اور اجازت چاہی تھی میں نے ان کی قبر کی زیارت کی، اس کی مجھ کو اجازت مل گئی۔ پس تم قبروں کی زیارت کیا کرو، اس لئے کہ وہ موت کی یاد دلاتی ہے۔ (مشکوۃ باب زیارۃ القبور، سنن ابی داؤد ۱۴۷۷)

(۲) حدیث شریف ۱۶۷۷:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا اب تم ان کی زیارت کیا کرو، اس لئے کہ قبروں کی زیارت کرنا دنیا سے بیزار کرتا ہے اور آخرت کو یاد دلاتا ہے۔

(مشکوۃ باب زیارۃ القبور و سنن ابی داؤد ۱۴۷۸)

(۳) حدیث شریف ۱۶۷۶:

حضرت محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرے یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعہ کے دن، تو بخشش کیجاتی ہے اس کے لئے اور لکھا جاتا ہے وہ نیکی کرنے والا۔ (مشکوٰۃ شریف باب زیارۃ القبور)

(۴) حدیث شریف ۱۸۹:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے زیارتِ قبور کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ (ابن ماجہ شریف)

(۵) حدیث شریف:

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی (سنن بیہقی و بہار شریعت حصہ ۶)

(۶) حدیث شریف:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی، اس نے مجھ پر جفا کی۔

(کامل شریف و بہار شریعت حصہ ۶)

(۸) حدیث شریف ۲۶۳۶:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

جس شخص نے حج کیا، پھر مرنے کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو وہ اس شخص کی مانند ہوگا جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (مشکوٰۃ شریف، حرمِ مدینہ)

(۹) حدیث شریف:

اُم المومنین حضرت عائشہ، ابو ہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی شخص اپنے جان پہچان والے مسلمان بھائی کی قبر کے پاس جاتا ہے اور سلام کرتا ہے تو مردہ اس کو پہچانتا ہے اور محبت کرتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔ اگر دنیا میں اس کو نہیں پہچانتا تو بھی خوش ہوتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔ (نور الصدور صفحہ ۱۰۳)

(۱۰) حدیث شریف:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدآءِ اُحد کی زیارت کی اور فرمایا۔ اے اللہ! تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ شہید ہیں، اور جو شخص ان کی زیارت کرے گا تو یہ اس کے سلام کا جواب دیں گے قیامت کے دن تک۔

حضرت عطاف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری خالہ نے شہداءِ اُحد کی زیارت کی۔ اُن کے ساتھ دو غلام سواری کے جانور کی خدمت کیلئے تھے۔ انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور شہدآءِ اُحد کو سلام کیا، اور سلام کا جواب شہیدوں سے سُنا اور یہ بھی کہتے ہوئے سُنا کہ ہم لوگ تم کو پہچانتے ہیں جس طرح آپ میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ (نور الصدور صفحہ ۱۰۶)

(۱۱) حدیث شریف ۴۹۰۸:

حضرت ابی سعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے جو شخص کسی امر خلاف شرع کو دیکھے تو اس کو اپنے ہاتھوں سے تبدیل کردے۔ اگر ہاتھوں سے تباہ و برباد کرنے کی قوت نہ ہو تو پھر زبان سے منع کرے اور زبان سے منع کرنے کی قوت نہ ہو تو پھر دل سے اس کو بُرا جانے۔ (مشکوٰۃ شریف، امر بالمعروف)

(۱۲) حدیث شریف ۷۶۱:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نجاشی (بادشاہِ حبش) فوت ہوا تو ہم سے لوگ کہا کرتے تھے کہ اس کی قبر پر ہمیشہ نور برستا ہے۔ (سنن ابی داؤد شریف، باب فضل الشہادۃ)

طریقۂ زیارتِ قبور

(۱) زیارتِ قبور جائز اور مسنون ہے۔ اگر کوئی منجملہ اولیاء کرام اور صلحاء کے کسی بزرگ کی قبر کی زیارت کو جانا چاہے تو مستحب یہ ہے کہ پہلے اپنے مکان میں دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار پڑھے اور اس کا ثواب اس بزرگ کو پہنچائے۔ اللہ اس کی قبر میں نور پیدا کرے گا۔ اور اس شخص کو بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا۔

(۲) اب روانہ ہو کر جب قبرستان پہنچے تو جوتیاں اتار دے اور کہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَآاَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُاللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَاَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور دوسری فصل) بعدۂ سورۂ فاتحہ ایک بار اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھ کر ثواب جملہ اہلِ قبور کو پہنچا کر اللہ سے اپنے لئے اور ان کیلئے مغفرت کی دعا مانگیں۔

(۳) طریقہ اوّل:

پھر جب اس بزرگ کے مزار پر پہنچے تو پائنتی کی طرف سے جا کر قبر کے سامنے اس طرح کھڑا ہو کہ قبلہ کو پیٹھ ہو اور میت کے چہرے کی طرف منہ ہو، اور کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَآاَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَاَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔ پھر فاتحہ مذکورہ بالا پڑھ کر (اگر یاد ہوں تو آیت الکرسی، سورۃ اذا زلزلت، سورۂ الھکم التکاثر اور سورۂ ملک بھی پڑھ سکتا ہے۔) اور بعد ایصال ثواب قبلہ رو ہو کر اپنی حاجت کے لئے اللہ سے دعا اور التجا کرے۔ (بہار شریعت حصہ ۱۶)

(۴) طریقہ دوئم:

میت کے منہ اور سینہ کے مقابل پشت بقبلہ ہو کر الحمد شریف مع الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَارَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (پ ۱، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱،۲) تک ایک مرتبہ، سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے اور ثواب میت کو بخشے۔ یا جو کلام اللہ یا کلمہ شریف، درود شریف پڑھا ہو سب کا ثواب بخش دے۔ (عقائد سنیہ مہریہ)

(۵) اگر زائر اس بزرگ سے استمداد حاصل کرنا چاہے تو کہے کہ اے میرے

حضرت! فلاں کام کے لئے درگاہِ الٰہی میں دُعا اور التجا کرتا ہوں۔ آپ بھی دُعا کریں اور سفارش کے ذریعہ سے میری مدد کریں۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۱۸۳)

(۶) اولیاءِ کرام کے مزاراتِ طیبہ پر سفر کرنا جائز ہے۔ وہ اپنے زائر کو باذن اللہ نفع پہنچاتے ہیں۔ (بہارِ شریعت حصہ ۴)

احترامِ قبورِ مسلمین

قبورِ مسلمین واجب الاحترام ہیں اور اہلِ قبور کی اہانت اور بے حرمتی اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی نافرمانی اور قہرِ الٰہی کا باعث ہے۔

ثبوت:۔

(۱) آیت شریف:

اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ ۔ (پ ۳۰، سورۃ البروج، آیت نمبر ۱۰)

بے شک جنہوں نے ایذا دی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو، پھر توبہ نہ کی، ان کیلئے جہنم کا عذاب ہے، اور ان کیلئے آگ کا عذاب ہے۔

(۲) حدیث شریف:

حضرت ابن ابی شیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مؤمن کو مرنے کے بعد تکلیف دینا ایسا ہے جیسا کہ زندگی میں تکلیف دینا۔ (نور الصدور صفحہ ۱۳۷)

(۳) حدیث شریف:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے

فرمایا: جس چیز سے مُردہ اپنے گھر میں تکلیف پاتا تھا، اس سے اپنی قبر میں بھی تکلیف پاتا ہے۔(نورالصدور صفحہ ۱۳۶)

(۴) حدیث شریف:

حضرت عمارہ بن خرم سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ کو ایک قبر پر بیٹھے دیکھا تو فرمایا۔ قبر سے اُتر جا اور میت کو تکلیف نہ دے تاکہ وہ بھی تجھ کو تکلیف نہ دے، یعنی تیرے لئے بددعا نہ کرے۔ (نورالصدور صفحہ ۱۳۷)

(۵) حدیث شریف ص ۱۸۹:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ مجھ کو آگ کی چنگاری پر چلنا، یا تلوار پر چلنا، یا پاؤں میں جوتی کا سی لینا کسی مسلمان کے قبر پر چلنے سے زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ اور قبروں میں قضائے حاجت کرنے یا بازار میں کرنے میں مجھ کو کوئی تفاوت نہیں معلوم ہوتا۔

(ابن ماجہ شریف)

(۶) حدیث شریف ۱۸۹:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قبر پر بیٹھنے سے تمہارے لئے یہ بہتر ہے کہ آگ کی چنگاری پر بیٹھ جاؤ۔ (ابن ماجہ شریف)

(۷) حدیث شریف ۱۹۵۵:

حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ نہ قبروں پر بیٹھو (کیونکہ قبر پر بیٹھنے سے اہل قبر کی بے حرمتی ہوتی ہے) اور نہ قبروں کیطرف رُخ کرکے نماز پڑھو۔ (ترمذی شریف کتاب الجنائز)

(۸) حدیث شریف ۱۸۹:

حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن وہ حضور ﷺ کے ہمراہ مسلمانوں کے قبرستان سے گزر رہا تھا۔ حضور ﷺ نے ایک شخص کو جوتے پہنے قبرستان میں چلتے دیکھا۔ اُسے (مخاطب ہوکر) فرمایا۔ جوتے والے جوتے اتار دے۔ (ابن ماجہ شریف)

(۹) حدیث شریف:

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مُردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو، اس لئے کہ میت کو بھی بُرے پڑوسی سے ایذا ہوتی ہے۔ جس طرح زندہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ (فتاویٰ عزیزی ۱۴۸ ج ۲)

(۱۰) حدیث شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور ﷺ سے میں نے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اور آپ ﷺ پناہ مانگتے تھے قبور کے عذاب سے اور جہنم کے عذاب سے اور زندوں اور مُردوں کے فتنے سے اور دجال کے فتنے سے۔ (سُنن نسائی کتاب الاستعاذۃ)

انہدام قبورِ مشرکین

مشرکین کی قبریں گرانا یا اُکھاڑنا جائز ہے۔ مشرکین میں سے یہود اور نصاریٰ کی قبور کی چند خصوصیات یہ ہیں۔

(۱) انکی قبریں بہت اونچی ہوتی ہیں، جیسا کہ اب بھی بعض چھاؤنیوں میں دیکھی جاتی ہیں۔

(۲) اُن کے انبیاء اور صلحاء کی قبریں باتصویر ہوتی ہیں۔

(۳) وہ اپنے انبیاء و صلحاء کی قبور پر مسجد بناتے ہیں۔

(۴) وہ اپنے انبیاء اور صلحاء کی قبور کو پوجتے ہیں۔

ثبوت:۔

(۱) حدیث شریف ۴۱۳:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو ایک باغ میں مسجد کی تعمیر کا حکم فرمایا۔ اس باغ میں مشرکوں کی قبریں تھیں۔ حضور ﷺ نے ان قبروں کو اکھاڑنے کا حکم فرمایا اور وہ اکھاڑ دی گئیں۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ)

(۲) حدیث شریف: ۱۲۵۴:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ بیمار ہوئے تو آپ کی بعض بیویوں نے ملکِ حبشہ کے ایک گرجے کا تذکرہ کیا جسے ماریہ کہا جاتا تھا۔ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اور اُم حبیبہ رضی اللہ عنہ مُلکِ حبشہ گئی تھیں تو اُن دونوں نے اس گرجا کی خوبصورتی اور ان تصویروں کا حال بیان کیا جو اس گرجا میں تھیں۔ آپ ﷺ نے سر اُٹھایا اور فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کا کوئی مرد صالح

مرجاتا تھا تو یہ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے تھے۔ پھر اس صورت کی تصویریں بنا لیتے تھے۔ یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔ (بخاری شریف کتاب الجنائز)

(۳) حدیث شریف ۴۱۹:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے ایک گرجے کا ذکر کیا جو انہوں نے حبشہ کی سرزمین میں دیکھا تھا، اس کو ماریہ کہتے تھے۔ انہوں نے جو جو تصویریں دیکھی تھیں، آپ ﷺ سے بیان کیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی ایک بندہ (یا یہ فرمایا) کوئی نیک مرد مر جاتا ہے تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے اور اس میں ان کی صورتوں کو بنا دیتے ہیں، یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔ (بخاری شریف کتاب الصلوٰۃ)

(۴) حدیث شریف ۶۲۰:

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ خبردار ہو کہ تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے اپنے انبیاء اور بزرگوں کی قبروں پر مسجد بنا لیا تھا۔ خبردار کہ تم قبروں کو مسجد نہ بنانا، میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف باب المساجد)

(۵) حدیث شریف ۱۲۴۳:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے جس مرض میں وفات پائی، اس میں فرمایا کہ اللہ یہود اور نصاریٰ پر لعنت کرے کہ

انہوں نے اپنے انبیآء کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر ظاہر کر دی جاتی، مگر مجھے ڈر ہے کہ کہیں مسجد نہ بنالی جائے۔ (بخاری شریف کتاب الجنائز)

(۶) حدیث شریف ۶۹۴:

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے اللہ! میری قبر کو بُت نہ بنا کہ اس کو لوگ پوجنے لگیں۔ پھر فرمایا: اس قوم پر خدا کا غصہ نازل ہوا جس نے اپنے انبیآء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔
(مشکوٰۃ شریف باب المساجد)

سفر برائے زیارت القبور

سفر کا حکم اس کے مقصد کے تابع ہے۔ یعنی جائز کام کیلئے سفر کرنا جائز اور حرام کام کیلئے حرام۔ مثلاً سفر برائے حج، طلب العلم، جہاد، تجارت، ملازمت اور علاج وغیرہ کیلئے جائز ہے۔ اور برائے چوری، ڈکیتی وغیرہ حرام۔ لہٰذا چونکہ زیارتِ قبور سنت ہے اس لئے اس کے لئے سفر بھی سنت ہے۔

ثبوت:۔

(۱) حدیث شریف:

دار قطنی وطبرانی انہیں سے راوی، کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جیسے میری حیات میں زیارت سے مشرف ہوا۔ (بہار شریعت)

(۲) حدیث شریف:

ابن عدی کاملِ میں انہیں سے راوی، کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی، اس نے مجھ پر جفا کی۔ (بہار شریعت)

(ظاہر ہے کہ مندرجہ بالا دونوں حکموں کی تعمیل میں ایک حاجی کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک تین سو میل کا سفر کرنا پڑتا ہے۔)

(۳) حدیث شریف:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک مہینہ کی مسافت پر (سفر کر کے) ایک حدیث کیلئے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے۔

(بخاری شریف باب ۶۱)

(۴) حدیث شریف ۸۸:

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ابو وہاب بن عزیز کی لڑکی سے نکاح کیا۔ اس کے بعد ایک عورت نے آکر بیان کیا کہ میں نے عقبہ رضی اللہ عنہ کو اور اس عورت کو جس سے عقبہ رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا ہے، دودھ پلایا ہے۔ پس یہ دونوں رضائی بھائی بہن ہیں۔ ان میں نکاح درست نہیں۔ چنانچہ عقبہ رضی اللہ عنہ اس مسئلہ کے پوچھنے کے لئے مکہ مکرمہ سے سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ گئے۔ (یہ ہوا پیش آنے والے مسئلہ کیلئے سفر کرنا۔) (بخاری شریف کتاب العلم)

(۵) حدیث شریف ۲۰۱:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص طلب علم کیلئے سفر اختیار کرے، اللہ تعالیٰ اس کو بہشت کے راستے پر چلاتا ہے۔ اور فرشتے طالب علم (دین) کی رضا مندی کے لئے اپنے پروں کا اس پر سایہ کر ڈالتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب العلم)

(۶) حدیث شریف ۸۹۰:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ تین مسجدوں کے علاوہ دوسری کسی مسجد کی طرف کجاوے نہ کسے جائیں۔ میری یہ مسجد (مسجد نبوی ﷺ) اور مسجد حرام (یعنی بیت اللہ شریف) اور مسجد اقصیٰ۔ (کیونکہ ان تینوں مسجدوں کو عبادت کے لحاظ سے دنیا کے دوسری مساجد پر فضیلت حاصل ہے۔) (مسلم شریف کتاب الحج)

(۷) ثبوت:

مقدمہ شامی رحمۃ اللہ علیہ میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرماتے ہیں ''میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر آتا ہوں۔ اگر مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور ان کی قبر کے پاس جا کر دعا کرتا ہوں اللہ سے، تو جلد حاجت پوری ہوتی ہے''۔

اس سے چند امور ثابت ہوئے ہیں:۔

(۱) زیارتِ قبور کیلئے فلسطین سے بغداد تک سفر کرنا۔

(۲) صاحب قبر سے برکت حاصل کرنا۔

(۳) صاحب قبر کے پاس جا کر دعا کرنا۔

(۴) صاحب قبر کو اللہ کی طرف سے ذریعہ حاجت روائی جاننا۔

(۸) ثبوت:

اولیاءِ کرام کے مزارات پر سفر کر کے جانا جائز ہے۔ وہ اپنے زائر کو پہچانتے ہیں اور نفع پہنچاتے ہیں اور اگر وہاں کوئی منکر شرعی ہو مثلاً عورتوں سے اختلاط تو اس کی وجہ سے زیارت ترک نہ کی جائے کہ ایسی باتوں سے نیک کام ترک نہیں کیا جاتا، بلکہ اُسے برا جانے اور ممکن ہو تو بری بات زائل کر دے۔ (ردّ المحتار)

بلندیٔ قبور:۔

بہت بلند اور میانہ قد دونوں قسم کے قبور احادیث سے ثابت ہیں۔

ثبوت:۔

(۱) حدیث شریف:

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے جنازہ کی نماز ادا فرمائی، اور قبر پر تشریف لا کر کھڑے کھڑے تین مٹھیاں (مٹی) ڈالیں۔ (دار قطنی۔ بلوغ المرام)

(۳) حدیث شریف ۱۸۸:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر پتھر کی علامت کر دی تھی۔

(ابن ماجہ، سنن ابوداؤد، حدیث نمبر ۱۴۴۹)

(۳) حدیث شریف باب نمبر ۸۶۴:

حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ جوان تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں۔ اور ہم میں زیادہ چھلانگ لگانے والا وہ سمجھا جاتا تھا جو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کو چھلانگ لگائے، یہاں تک کہ اس سے آگے بڑھ جائے۔

(بخاری شریف کتاب الجنائز)

(مندرجہ بالا تینوں احادیث سے ظاہر ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر بہت بلند تھی۔)

(۴) حدیث شریف ۱۴۶۴:

حضرت قاسم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا کر میں نے کہا۔ اے میری ماں! کھول دے میرے لئے قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان کے دونوں یاروں کی، یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی۔ تو کھول دیں میرے لئے تینوں قبریں۔ تو نہ بہت بلند تھیں اور نہ زمین سے ملی ہوئی تھیں۔ (یعنی نہ بہت پست) اور سرخ کنکریاں

میدان کی ان پر بچھی ہوئی تھیں۔ (اس سے معلوم ہوا کہ قبروں پر کنکریاں بچھانا جائز ہے۔) (سنن ابوداؤد باب فی تسویۃ القبر)

(۵) حدیث شریف ۱۳۰۱:

حضرت سفیان تمار سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی قبر (مبارک) کو دیکھا ہے جو کوہان کی طرح ہے۔ (بخاری شریف کتاب الجنائز)

مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی تشریح

اختلافی مسائل میں سے یہ مسئلہ بھی بہت اہم ہے کیونکہ اہل باطل اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

(۱) آیت شریف:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ (پ ۲، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۷۳)

اس نے یہی تم پر حرام کیے ہیں مردار، خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا۔

(۲) آیت شریف:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ۭ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۭ

(پ ۶، سورۃ مائدہ، آیت نمبر ۳)

تم پر حرام ہے مردار، خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا ہو، اور وہ جو گلہ گھونٹنے سے مرے، اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کرو۔ اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا۔ اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا۔ یہ گناہ کا کام ہے۔

(نصب وہ پتھر جو خانہ کعبہ کے گرد نصب کیے جاتے تھے اور اُن کے پاس بتوں کے نام پر قربانی ہوتی تھی۔ جس کا خون ان پتھروں پر تھیڑا جاتا۔ (قاموس)

(۳) آیت شریف:

وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ ط

(پ۸، سورۃ انعام، آیت نمبر ۱۲۱)

اور اُسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا، اور وہ بے شک حکم عدولی ہے۔

اب تحقیق طلب بات یہ ہے کہ قرآن کریم میں مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ سے مراد کیا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں مفسرین کرام نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ اس سے مراد وہی جانور ہیں جن پر چھری چلاتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَر کی جگہ غیر خدا کا نام لیا جائے، جیسے عرب بت پرستوں کا قاعدہ تھا کہ جانوروں کو بتوں کے تھان پر لے جا کر ان کی گردنوں پر چھری چلاتے وقت بِسْمِ اللَّات وَالْعُزّٰى پکارا کرتے تھے۔ (لات اور عزیٰ دو بت تھے۔) پس ظاہر ہے کہ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ سے اس ذبیحہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے جس کو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، اور بوقت ذبح غیر خدا کا نام پکارا گیا ہے۔ (ملاحظہ ہو تفاسیر احمدی۔ مدارک، جلالین، جمل، جامع البیان، خازن، معالم، کبیر، ابوالسعود اور روح البیان وغیرہ)

لیکن:۔

جس جانور پر بوقت ذبح بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اکبر کہا گیا ہو اور اس سے تقرب الی اللہ مقصود ہو تو ذبیحہ ما اُہِلَّ لِغیرِ اللہ میں داخل نہیں۔ باقی رہا ایصالِ ثواب کا مسئلہ، اس کے لئے مالکِ ذبیحہ (قبل یا بعد از ذبح) جسے چاہے نامزد کر سکتا ہے۔

ثبوت:۔

(۱) آیت شریف:

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ○ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ○ (پ۸، سورۃ الانعام، آیت نمبر ۱۱۸، ۱۱۹)

تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا، اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔ اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا۔ وہ تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا، مگر جب تمہیں اس سے مجبوری ہو۔

(۲) آیت شریف:

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ○

(پ۱۴، سورۃ النحل، آیت نمبر ۱۱۵، ۱۱۶)

تم پر تو یہی حرام کیا ہے، مردار اور خون اور سود کا گوشت اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام پکارا گیا۔ پھر جو لاچار ہو اور خواہش نہیں کرتا اور نہ حد سے بڑھتا۔ تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور نہ کہو اُسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو۔ بیشک جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔

مسئلہ

بعض مسلمان گائے، بکرا اور مرغ وغیرہ جو اس لئے پالتے ہیں کہ ان کو ذبح کر کے کھانا پکوا کر کسی ولی اللہ کی روح کو ایصالِ ثواب کیا جائیگا۔ یہ جائز ہے اور جانور بھی حلال ہے۔ اس کو ما اہل بہ لغیر اللہ میں داخل کرنا جہالت ہے کیونکہ مسلمان کے متعلق یہ خیال کرنا کہ اس نے تقرب اِلٰی غیر اللہ کی نیت کی، ہٹ دھرمی اور سخت بدگمانی ہے۔ مسلم ہرگز ایسا خیال نہیں رکھتا۔ عقیقہ اور ولیمہ اور ختنہ وغیرہ کی تقریبوں میں جس طرح جانور ذبح کرتے ہیں اور بعض مرتبہ پہلے ہی سے متعین کر لیتے ہیں کہ فلاں موقع اور فلاں کام کیلئے ذبح کیا جائیگا۔ جس طرح یہ حرام نہیں ہے وہ بھی حرام نہیں۔ (بہار شریعت حصہ ۱۵)

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

○○○○○

بدعت

لغت میں نئی چیز کو بدعت کہتے ہیں، اور اصطلاح شرح میں بدعت وہ چیز ہے جو حضور ﷺ کے زمانہ کے بعد ہوئی۔ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

قَالَ النَّوَوِیُّ اَلْبِدْعَۃُ کُلُّ شَیْءٍ عُمِلَ عَلٰی غَیْرِ مِثَالٍ سَبَقَ وَفِی الشَّرْعِ اِحْدَاثُ مَالَمْ یَکُنْ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ایسی چیزیں جس کی مثال زمانہ سابق میں نہ ہو (لغت میں) اس کو بدعت کہتے ہیں، اور شرح میں بدعت یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کا ایجاد کرنا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری زمانہ میں نہ تھی۔

(مرقاۃ جلد اوّل ص ۱۷۹)

بدعت حسنہ بھی ہوتی ہے اور سیۂ بھی ہوتی ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدّث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

آنچہ موافق اصول وقواعد سنّت اوست وقیاس کردہ شد براں۔ آں را بدعت حسنہ گویند، وآنچہ مخالف آں باشد بدعت ضلالۃ گویند۔

جو بدعت کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے اُصول وقواعد کے مطابق ہے اور اسی پر قیاس کی گئی ہے اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور جو بدعت کہ سنت کے مخالف ہو اسے بدعت گمراہی کہتے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص ۱۳۵)

اور سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَیِّئَةً کَانَ عَلَیْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَیْءٌ۔ (مشکوٰۃ کتاب العلم پہلی فصل)

جو شخص اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنے کا ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی۔ اور جو اسلام میں کسی بُرے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس شخص پر اس کے رائج کرنے کا بھی گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ ص ۳۳)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ بدعت حسنہ بھی ہوتی ہے اور سیئہ بھی بدعتِ حسنہ کا انکار کرنا اس حدیث شریف کا انکار کرنا ہے۔ علامہ ابنِ عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

قَالَ الْعُلَمَاءُ هٰذِهٖ اَحَادِیْثُ مِنْ قَوَاعِدِ الْاِسْلَامِ وَهُوَ اَنَّ کُلَّ مَنِ ابْتَدَعَ شَیْئًا مِنَ الشَّرِّ کَانَ عَلَیْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنِ اقْتَدٰی بِهٖ فِیْ ذٰلِكَ وَ کُلَّ

مَنِ ابْتَدَعَ شَیْئًا مِنَ الْخَیْرِ کَانَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِ کُلِّ مَنْ یَّعْمَلُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔ (رَدّالمحتار ج اوّل ص ۴۰)

اور علماء فرماتے ہیں۔ یہ حدیثیں اسلام کا قانون ہیں کہ جو شخص کوئی بُری بدعت ایجاد کرے اس پر اس کام میں سارے پیروی کرنے والوں کا گناہ ہے، اور جو شخص کہ اچھی بدعت نکالے اس کو قیامت تک کے سارے پیروی کرنے والوں کا ثواب ہے۔

بدعت کی پانچ قسمیں:

''بدعت کی کل پانچ قسمیں ہیں۔ بدعتِ واجبہ، بدعتِ مُستحبہ، بدعتِ محرمہ، بدعتِ مکروہہ، بدعتِ مباحہ۔''

بدعتِ واجبہ:

وہ نئی چیز جو شرعاً منع نہ ہو اور اس کے چھوڑنے سے دین میں حرج واقع ہو، جیسے قرآن وحدیث سمجھنے کے لیے علمِ نحو کا سیکھنا اور گمراہ فرقوں پر رد کے لیے دلائل قائم کرنا۔

بدعتِ مُستحبہ:

وہ نئی چیز جو شریعت میں منع نہ ہو اور اس کو عام مسلمان کارِ ثواب جانتے ہوں۔ اس کے کرنے والا ثواب پائے گا اور نہ کرنے والا گنہگار نہیں ہوگا، جیسے مدرسوں کی تعمیر کرنا اور اذان کے بعد صلاۃ پکارنا۔

''دُرِ مختار باب الاذان میں ہے''

اَلتَّسْلِیْمُ بَعْدَ الْاَذَانِ حَدَثَ فِی رَبِیْعِ الْاٰخَرِ سَنَۃَ سَبْعِ مِائَۃٍ وَّاِحدیٰ وَثَمَانِیْنَ وَھُوَ بِدْعَۃٌ حَسَنَۃٌ ۔ مُلخصًا

اذان کے بعد اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ پڑھنا ماہِ ربیع الآخر ۷۸۱ھ میں جاری ہوا اور وہ بدعتِ حسنہ ہے۔

بدعتِ محرمہ:

وہ نئی چیز جس سے دین کو نقصان پہنچے، جیسے اہلِ سنت و جماعت کے خلاف نئے عقیدے والوں کے مذاہب۔

بدعتِ مکروہہ:

وہ نئی چیز جس سے کوئی سنت چھوٹ جائے، جیسے جمعہ و عیدین کا خطبہ غیر عربی میں پڑھنا، اور خطبہ کی اذان مسجد کے اندر دینا۔

بدعتِ مباحہ:

وہ نئی چیز جس کے کرنے نہ کرنے پر ثواب و عذاب نہ ہو، جیسے کھانے میں کشادگی اختیار کرنا اور ریل گاڑی میں سفر کرنا۔

بدعت کی اقسام مذکورہ پر دلائل:

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

قَالَ الشَّیْخُ عِزُّ الدِّیْنِ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ فِی اٰخِرِ کِتَابِ الْقَوَاعِدِ

اَلْبِدْعَةُ اِمَّا وَاجِبَةٌ كَتَعَلُّمِ النَّحْوِ لِفَهْمِ كَلَامِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَكَتَدْوِيْنِ اُصُوْلِ الْفِقْهِ وَالْكَلَامِ فِي الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيْلِ وَاِمَّا مُحَرَّمَةٌ كَمَذْهَبِ الْجَبْرِيَّةِ وَالْقَدَرِيَّةِ وَالْمُرْجِئَةِ وَالْمُجَسِّمَةِ وَالرَّدُّ عَلٰى هٰؤُلَاءِ مِنَ الْبِدَعِ الْوَاجِبَةِ لِاَنَّ حِفْظَ الشَّرِيْعَةِ مِنْ هٰذِهِ الْبِدَعِ فَرْضٌ كِفَايَةٌ وَاِمَّا مَنْدُوْبَةٌ كَاِحْدَاثِ الرُّبُطِ وَالْمَدَارِسِ وَكُلِّ اِحْسَانٍ لَمْ يُعْهَدْ فِي الصَّدْرِ الْاَوَّلِ وَكَالتَّرَاوِيْحِ اَيْ بِالْجَمَاعَةِ الْعَامَّةِ وَالْكَلَامِ فِيْ دَقَائِقِ الصُّوْفِيَّةِ وَاِمَّا مَكْرُوْهَةٌ كَزَخْرَفَةِ الْمَسَاجِدِ وَتَزْوِيْقِ الْمَصَاحِفِ يَعْنِيْ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ وَاَمَّا عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ فَمُبَاحٌ وَاِمَّا مُبَاحَةٌ كَالْمُصَافَحَةِ عَقِيْبَ الصُّبْحِ وَالتَّوَسُّعِ فِيْ لَذَائِذِ الْمَاكِلِ وَالْمَشَارِبِ وَالْمَسَاكِنِ وَتَوْسِيْعِ الْاَكْمَامِ۔

ترجمہ:۔ حضرت شیخ عز الدین بن عبد السلام نے کتاب القواعد کے آخر میں فرمایا۔ بدعت یا تو واجب ہے، جیسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کلام کو سمجھنے کے لیے علم نحو سیکھنا، اور جیسے اُصولِ فقہ اور اسماء الرجال کے فن کو مُرتب کرنا۔ اور بدعت یا تو حرام ہے، جیسے جبریہ، قدریہ، مرجیہ اور مجسمہ کا مذہب۔ اور ان مذہبوں کا رد کرنا بدعتِ واجبہ سے ہے، اس لیے کہ ان کے عقائدِ باطلہ سے شریعت کی حفاظت کرنا فرض کفایہ ہے۔

اور بدعت یا تو مستحب ہے، جیسے مسافر خانوں اور مدرسوں کا تعمیر کرنا اور ہر وہ نیک کام جس کا رواج ابتدائی دورِ اسلام میں نہ تھا۔ اور جماعت کے ساتھ

تراویح اور صوفیا کرام کے دقیق اور باریک مسائل میں گفتگو۔ اور بدعت یا تو مکروہ ہے، جیسے شافعیہ کے نزدیک قرآن مجید کی تزئین اور مساجد کا نقش ونگار۔ اور یہ حنفیہ کے نزدیک بلا کراہت جائز ہے۔

اور بدعت یا تو مباح ہے، جیسے صبح اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا اور لذیذ کھانے پینے اور رہنے کی جگہوں میں کشادگی اختیار کرنا اور کرتے کی آستینوں کو لمبا رکھنا۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف جلد اوّل ص ۱۷۹)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بعض بدعتہا ست کہ واجب ست چنانچہ تعلیم و تعلّم صرف ونحو کہ بداں معرفت آیات واحادیث حاصل گردد و حفظ غرایب کتاب وسنت و دیگر چیزہا تیکہ حفظ دین وملت براں موقوف بود و بعض مستحسن و مستحب مثل بنائے رباطہا و مدرسہا و بعض مکروہ مانند نقش ونگار کردن مساجد ومصاحف بقول بعض و بعض مباح مثل فراخی در طعام ہائے لذیذہ ولباسہائے فاخرہ بشرطیکہ حلال باشند و باعث طغیان و تکبر و مفاخرت نہ شوند و مباحات دیگر کہ در زمان آں حضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبودند چنانکہ غربال و مانند آں و بعض حرام چنانکہ مذہب اہل بدع واہوا بر خلاف سنت وجماعت و آنچہ خلفائے راشدین کردہ باشند اگرچہ باں معنی کہ در زمان آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبودہ بدعت ست ولیکن قسم بدعتِ حسنہ خواہد بُود بلکہ در حقیقت سنت ست۔

ترجمہ:۔ بعض بدعتیں واجب ہیں جیسے علم نحو وصرف کا سیکھنا اور سکھانا کہ اس سے آیات واحادیثِ کریمہ کے مفہوم ومطالب کی معرفت حاصل ہوتی ہے، اور قر

آن وسنت کے غرائب کا محفوظ کرنا اور دوسری چیزیں کہ دین وملت کی حفاظت ان پر موقوف ہے۔ اور بعض بدعتیں مستحسن ومستحب ہیں، جیسے سرائے اور مدرسوں کی تعمیر۔ اور بعض بدعتیں مکروہ ہیں، جیسے کہ بعض کے قول پر قرآن مجید اور مساجد میں نقش ونگار کرنا۔ اور بعض بدعتیں مباح ہیں جیسے کہ عمدہ کپڑوں اور اچھے کھانوں میں کشادگی اختیار کرنا بشرطیکہ حلال ہوں اور غرور ونخوت کا باعث نہ ہوں، اور دوسری مباح چیزیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری زمانہ میں نہ تھیں، جیسے چھلنی وغیرہ۔ اور بعض بدعتیں حرام ہیں، جیسے کہ اہل سنت وجماعت کے خلاف نئے عقیدوں اور نفسانی خواہشات والوں کے مذاہب، اور جو بات خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کی ہے اگرچہ اس معنی کو کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ تھی، بدعت ہے لیکن بدعتِ حسنہ کی اقسام میں سے ہے، بلکہ حقیقت میں سنت ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص ۱۳۵)

☆☆☆☆

اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں

قَدْ تَكُوْنُ (اَلْبِدْعَةُ) وَاجِبَةً كَنَصْبِ الْاَدِلَّةِ لِلرَّدِّ عَلٰى اَهْلِ الْفِرَقِ الضَّالَّةِ وَتَعَلُّمِ النَّحْوِ الْمُفْهِمِ لِلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَمَنْدُوْبَةً كَاِحْدَاثِ نَحْوِ رِبَاطٍ وَمَدْرَسَةٍ وَكُلِّ اِحْسَانٍ لَمْ يَكُنْ فِى الصَّدْرِ الْاَوَّلِ۔ وَمَكْرُوْهَةً كَزُخْرُفَةِ الْمَسَاجِدِ وَمُبَاحَةً كَالتَّوَسُّعِ بِلَذِيْذِ الْمَاٰكِلِ وَالْمَشَارِبِ وَالثِّيَابِ كَمَا فِى شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ لِلْمُنَاوِىْ عَنْ تَهْذِيْبِ النَّوَوِىْ

وَمِثْلُهُ فِي الطَّرِيْقَةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ لِلْبَرْكَلِي۔

ترجمہ:۔ بدعت کبھی واجب ہوتی ہے، جیسے گمراہ فرقوں پر رد کے لیے دلائل قائم کرنا اور علم نحو کا سیکھنا جو قرآن وحدیث سمجھنے میں معاون ہوتا ہے۔ اور بدعت کبھی مستحب ہوتی ہے جیسے مدرسوں اور مسافر خانوں کا تعمیر کرنا، اور ہر وہ نیک کام کرنا جو ابتدائی دورِ اسلام میں نہیں تھا۔ اور بدعت کبھی مکروہ ہوتی ہے، جیسے (بعض کے نزدیک) مسجدوں کو آراستہ ومزین کرنا۔ اور بدعت کبھی مباح ہوتی ہے، جیسے لذیذ کھانے اور پینے اور کپڑوں میں کشادگی اختیار کرنا، جیسا کے مناوی کی شرح جامع صغیر میں تہذیب النووی سے منقول ہے، اور اس کے مثل برکلی کی کتاب طریقۂ محمدیہ میں ہے۔ (ردالمحتار جلد اول ص ۳۷۶)

ان عبارات سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ ہر بدعت حرام نہیں ہوتی بلکہ بعض بدعتیں مستحب اور واجب ہوتی ہیں۔ رہی یہ بات کہ حدیث میں "کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" آیا ہے یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔ تو اس کے بارے میں حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔ "قَوْلُهُ کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ عَامٌ مَخْصُوْصٌ۔ (مرقاۃ جلد اول ص ۱۷۹) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ عام مخصوص ہے۔

اس طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی تحریر فرمایا ہے۔ دیکھئے۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۱۲۵)

بدعتوں کا رواج

اب بدعت حسنہ اور مباحہ جو عام طور پر مسلمانوں میں رائج ہیں، اُن کی تھوڑی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) مسلمان بچوں کو ایمان مجمل اور ایمان مفصل یاد کرایا جاتا ہے۔ ایمان کی یہ دو قسمیں اور ان کے یہ دونوں نام بدعت ہیں۔

(۲) کلموں کی تعداد، ان کی ترتیب، اور ان کے نام سب بدعت ہیں۔

(۳) قرآن شریف کے تیس ۳۰ پارے بنانا، ان میں رکوع قائم کرنا۔ اعراب یعنی زبر، زیر وغیرہ لگانا اور آیتوں کا نمبر لگانا سب بدعت ہیں۔

(۴) حدیث کو کتابی شکل میں جمع کرنا، حدیث کی قسمیں بنانا کہ یہ صحیح ہے، یہ حسن ہے، یہ ضعیف ہے وغیرہ وغیرہ، اور پھر ان کے احکام مقرر کرنا، سب بدعت ہیں۔

(۵) اُصولِ حدیث اور اصولِ فقہ کے سارے قاعدے قانون بدعت ہیں۔

(۶) فقہ اور علم کلام جن پر آج کل کُل دین کا دارومدار ہے، یہ بھی اوّل تا آخر بدعت ہیں۔

(۷) رمضان شریف میں بیس ۲۰ رکعت تراویح پر ہمیشگی کرنا بدعت ہے۔ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ نِعْمَةُ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ (بخاری ج ۱ ص ۲۶۹، مشکوۃ ص ۱۱۵) یعنی یہ بہترین بدعت ہے۔

(۸) روزہ کی نیت اس طرح زبان سے کرنا نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰهِ تَعَالٰی

مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ ط اور افطار کے وقت اس طرح زبان سے کہنا اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔ دونوں بدعت ہیں۔

(۹) زکوۃ میں موجودہ سکے ادا کرنا، اور روپیہ پیسہ سے فطرانہ نکالنا سب بدعت ہیں۔

(۱۰) جہازوں، موٹروں اور لاریوں کے ذریعہ حج کرنا، اور موٹروں میں عرفات شریف میں جانا، سب بدعت ہیں۔

(۱۱) شریعت کے چار طریقے حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی۔ اس طرح طریقت کے چار سلسلے قادری، چشتی، نقشبندی، اور سہروردی سب بدعت ہیں۔ اور ان کے وظیفے، مراقبے، چلّے وغیرہ بھی بدعت ہیں۔ جن کو سب لوگ دین کا کام سمجھ کر کرتے ہیں۔

(۱۲) ہوائی جہاز، ریل، موٹر، ٹیلی فون، ٹیلی ویژن اور لاؤڈ اسپیکر وغیرہ سب بدعت ہیں۔ ان ایجادات کو بدعت نہ ماننا جہالت و نادانی ہے کہ شیخ محقق نے چھلنی کو بدعت فرمایا ہے، جیسا کہ اشعۃ اللمعات کے حوالہ سے اوپر مذکور ہوا۔ اب دیوبندی بتائیں کہ ان تمام بدعتوں کی مخالفت وہ کیوں نہیں کرتے اور میلاد و فاتحہ وغیرہ نے ان کا کیا بگاڑا ہے کہ جن کی یہ مخالفت کرتے ہیں۔

انتباہ:۔ کچھ دیوبندی لِلدِّیْنِ اور فِی الدِّیْنِ کا فرق کرتے ہیں۔ یعنی کہتے ہیں کہ دین کے لیے بدعت جائز ہے مگر دین میں بدعت ایجاد کرنا جائز نہیں۔ لیکن یہ اُن کا کھلا ہوا فریب ہے۔ مسلم شریف کی حدیث مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً جو اوپر مذکور ہوئی، اس میں واضح طور پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ دین اسلام میں بدعتِ حسنہ ایجاد کرنے والا جب تک اس پر عمل ہوگا ثواب پاتا رہے گا۔

صلوٰۃ وسلام

صلوٰۃ وسلام کھڑے ہو کر پڑھنا، میلاد شریف کے خاتمہ پر پڑھنا اور نماز کے بعد پڑھنا سب جائز ہے۔ دلیل ملاحظہ ہو۔

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں پارہ ۲۲ رکوع ۴ میں فرمایا۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ؕ اے ایمان والو! ان پر درود بھیجو اور سلام پڑھو جیسا کہ سلام پڑھنے کا حق ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ۔ (رواہ الترمذی، ابواب الدعوات)

ترجمہ:۔ اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، ص ۸۶، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ)

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔

اَلْبَخِيْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ۔

(رواہ الترمذی، ابوب الدعوات)

ترجمہ:۔ اصل میں بخیل وہ شخص ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

(ترمذی، مشکوٰۃ ص ۸۷، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفضلھا، تیسری فصل)

آیت کریمہ اور احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

پر درود وسلام بھیجنا ضروری ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے ذکر کے وقت درود شریف نہ پڑھنا سخت محرومی اور حضور نبی کریم ﷺ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اس لیے محدثین کرام اور فقہائے عظام نے فرمایا کہ عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے، اور ہر جلسۂ ذکر میں درود شریف پڑھنا واجب ہے۔ خواہ خود نام اقدس لے یا دوسرے سے سنے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

وے سبحانہ امر کردہ است مومناں را بفرستادن صلوٰۃ وسلام بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واجماع کردہ اند براں کہ ایں امر برائے وجوب ست۔ پس بعض گفتہ اند واجب ست ہر بار کہ ذکر شریف وے بگذرد و بعض گویند کہ فرض ست یکبار در عمر چنانکہ شہادت بہ نبوت وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و زیادہ برآں مستحب و مسنون واز اوکد سنن اسلام و شعار آں۔ قاضی ابو بکر گفت فرض گردانید حق جل وعلا بر مومناں کہ صلوٰۃ وسلام فرستند بر پیغمبر وے و نگردانید مرآں را وقتے معین بس واجب ست کہ بسیار گفتہ شود صلوٰۃ و غفلت ورزیدہ نشود دراں۔

(اشعۃ اللمعات ج ا، ص ۴۰۴)

ترجمہ:۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم فرمایا ہے، اور اس بات پر اجماع ہے کہ یہ حکم وجوب کے لیے ہے۔ تو بعض لوگوں نے کہا کہ جب بھی حضور نبی کریم ﷺ کا ذکر شریف ہو، صلوٰۃ وسلام واجب ہے۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ عمر میں ایک بار فرض ہے، جیسے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کی گواہی دینا اور اس سے زیادہ مستحب و مسنون ہے، اور اسلام و شعار اسلام کے سُنن میں سب سے زیادہ موکد۔

قاضی ابو بکر علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ و

السلام کی بارگاہ میں صلوٰۃ وسلام پڑھنے کو مسلمانوں پر فرض کیا اور اس کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا، لہٰذا واجب ہے کہ صلوٰۃ وسلام بہت پڑھا جائے اور اس سے غفلت نہ برتی جائے۔

اور درِ مختار میں ہے۔

هِيَ فَرْضٌ مَرَّةً وَاحِدَةً اِتِّفَاقاً فِي الْعُمْرِ وَاخْتُلِفَ فِي وُجُوْبِهَا كُلَّمَا ذُكِرَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُخْتَارُ تَكْرَارُهٗ كُلَّمَا ذُكِرَ۔ ملخصاً

اس بات پر اتفاق ہے کہ عمر میں ایک مرتبہ درود وسلام کا پڑھنا فرض ہے، اور ہر بار ذکر رسول ﷺ کے وقت درود وسلام واجب ہونے میں اختلاف ہے، اور مختار یہ ہے کہ ہر بار ذکر رسول ﷺ کے وقت واجب ہے۔

ان عبارتوں سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ جب بھی سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر ہو، صلوٰۃ وسلام پڑھنا واجب ہے، یعنی نہ پڑھنا گناہ ہے۔

کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا:۔

رہا یہ سوال کہ جب کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم نہیں ہے تو پھر کھڑے ہو کر کیوں پڑھا جاتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کا حکم نہیں ہے تو بیٹھ کر بھی پڑھنے کا حکم نہیں ہے، تو چاہیئے کہ بیٹھ کر بھی نہ پڑھا جائے۔ تو پھر کیسے پڑھا جائے؟ آخر ماننا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ کا حکم مطلق ہے یعنی صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے لیے کوئی ہیئت مقرر نہیں ہے۔ اسی لیے اہل سنت وجماعت محفلِ میلاد شریف میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں اور میلاد شریف کے خاتمہ پر کھڑے ہو کر پڑھتے ہیں تاکہ دونوں طرح سعادت حاصل ہو جائے۔ اس لیے کہ جب حکم مطلق ہے تو اختیار ہے کہ جس طرح چاہیں پڑھیں۔

علاوہ ازیں آیت کریمہ میں حکم ہے سَلِّمُوْا تَسْلِیْماً سلام پڑھو جیسا کہ سلام پڑھنے کا حق ہے۔یعنی ادب واحترام کے ساتھ پڑھو،اور ہمارے عرف میں کھڑے ہوکر پڑھنا تعظیم ہے۔مگر ہر بار کھڑے ہونا چونکہ دشوار ہے اس لیے صرف ذکرِ ولادت کے وقت سلام پڑھنے کو کھڑے ہوجاتے ہیں کہ اس میں سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔اور تعظیم کا یہ طریقہ عرب وعجم میں ہر جگہ معمول ورائج ہے۔جسے فقہاء کرام نے مستحب ومستحسن فرمایا ہے۔

عالمِ کامل حضرت عثمان بن حسن دمیاطی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب اثبات قیام میں فرماتے ہیں۔

اَلْقِیَامُ عِنْدَ ذِکْرِ وِلَادَةِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمْرٌ لَاشَکَّ فِی اِسْتِحْبَابِہٖ وَاسْتِحْسَانِہٖ وَنَدْبِہٖ یَحْصُلُ لِفَاعِلِہٖ مِنَ الثَّوَابِ الْاَوْفَرِ وَالْخَیْرِ الْاَکْبَرِ لِاَنَّہٗ تَعْظِیْمٌ اَیْ تَعْظِیْمٌ لِلنَّبِیِّ الْکَرِیْمِ ذِی الْخُلُقِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ اَخْرَجَنَا اللّٰہُ بِہٖ مِنْ ظُلُمَاتِ الْکُفْرِ اِلَی الْاِیْمَانِ وَخَلَّصَنَا اللّٰہُ بِہٖ مِنْ نَّارِ الْجَھْلِ اِلٰی جَنَّاتِ الْمَعَارِفِ وَالْاِیْقَانِ فَتَعْظِیْمُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْہِ مُسَارَعَةٌ اِلٰی رِضَاءِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَاِظْھَارُ اَقْوٰی شَعَائِرِ الدِّیْنِ۔ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ۔ وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰہِ فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ۔

ترجمہ:۔ذکرِ ولادت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت قیام کرنا بیشک مستحب ومستحسن ہے،جس کے کرنے والے کو ثوابِ کبیر وفضلِ کثیر حاصل ہوگا،کہ وہ تعظیم ہے،یعنی اس میں نبی کریم صاحب خُلقِ عظیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم ہے کہ جن کی برکت سے خدائے تعالیٰ ہمیں کفر کی تاریکیوں سے نورِ ایمان کی طرف لایا،اور ان کے سبب ہمیں جہالت کے دوزخ سے بچا کر معرفت و یقین کی جنتوں میں داخل فرمایا۔تو حضور ﷺ کی تعظیم کرنا رب العٰلمین کی خوشنو

دی کی طرف دوڑنا ہے اور قوی ترین شعار دین کا اظہار ہے۔

(خدائے تعالیٰ نے فرمایا) اور جو اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے (پارہ ۱۷ رکوع ۱۱) اور خدائے تعالیٰ نے فرمایا،

اور جو اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بہتر ہے (پارہ ۱۷ رکوع ۱۱)

اور زین الحرم حضرت سید احمد زین دحلان مکی رحمتہ اللہ علیہ و الرضوان الدرر السنیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

وَالْقِیَامُ عِنْدَ ذِکْرِ وِلَادَتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ وَغَیْرُ ذَالِکَ مِمَّا یَعْتَادُ النَّاسُ فِعْلَہٗ مِنْ اَنْوَاعِ الْبِرِّ فَاِنَّ ذَالِکَ کُلَّہٗ مِنْ تَعْظِیْمِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

ولادتِ اقدس کے ذکر کے وقت کھڑا ہونا اور محفلِ میلاد کے حاضرین کو کھانا وغیرہ دینا اور ان کے سوا دوسری نیکی کی باتیں جو مسلمانوں میں رائج ہیں تو وہ سب حضور ﷺ کی تعظیم سے ہیں۔

اور جو بہت سے مقامات پر بعد نماز صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں، وہ بھی بہتر ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز سے فارغ ہو کر درود وسلام پڑھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا سَلْ تُعْطَہْ سَلْ تُعْطَہْ یعنی دعا کر قبول کی جائے گی، دعا کر قبول کی جائے گی۔

(ترمذی، مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، دوسری فصل ص ۸۷

اور وقت کی تخصیص میں کوئی حرج نہیں۔

(مشکوٰۃ شریف کتاب العلم، پہلی فصل ص ۳۳ میں ہے۔)

عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كَانَ عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يُذَكِّرُالنَّاسَ فِي كُلِّ خَمِيْسٍ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ حضرت شقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعرات کو وعظ فرماتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

☆☆☆☆☆

حضرت ملا علی قاری اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

لَعَلَّ وَجْهَ التَّخْصِيْصِ لِيَصِلَ بَرَكَتُهُ اِلٰى يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔ (مرقاۃ ج ا،ص ۲۲۵)

ترجمہ:۔ غالباً جمعرات کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ اس کی برکت جمعہ کے دن تک پہونچے۔

تو غالباً بعد نماز صلوٰۃ وسلام کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ جب اس کے بعد کاروبار کے لیے نکلے تو صلوٰۃ وسلام کی برکت اس کے ساتھ رہے۔

مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، تیسری فصل ص ۸۷ میں ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

اِنَّ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِيْ اَلَا اُبَشِّرُكَ اَنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ لَكَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلٰوةً صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ (رواہ احمد)

ترجمہ:۔ کہ جبریل (علیہ السلام) نے مجھ سے کہا۔ کیا میں آپ کو اس بات کی بشارت نہ دوں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جو شخص آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر رحمت بھیجوں گا، اور جو شخص آپ پر سلام پڑھے گا میں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔

علاوہ ازیں جب کسی کام کے لیے کوئی وقت مقرر ہوتا ہے تو اس وقتِ خاص میں وہ ادا ہوتا رہتا ہے ورنہ آدمی بھول جاتا ہے۔ اسی لیے لوگ اپنے کاموں کے لیے وقت مقرر کرتے ہیں۔ اگر وقت مقرر کرنے کی وجہ سے صلوٰۃ وسلام ناجائز ہو جائے تو اس قانون کی رو سے ہر وہ کام جو وقتِ مقرر پر کیا جاتا ہے، سب کو ناجائز ہونا چاہیے۔

مخالفین کے پیر حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکی لکھتے ہیں۔

یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت معمول ہو، اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہوتا رہتا ہے، اور نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں، کبھی خیال نہیں ہوتا۔ اس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں، جن کی تفصیل طویل ہے۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۷)

ان تمام دلائل سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکرِ ولادت کے وقت قیام کرنا اور محفلِ میلاد کے آخر میں یا نماز کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا جائز و مستحسن اور باعثِ برکت ہے۔ ان کو شرک وکفر کہنا گمراہی و بدمذہبی ہے۔

مخالفین کے پیر حاجی امداداللہ صاحب لکھتے ہیں۔

''مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں، اور قیام میں لطف ولذّت پاتا ہوں۔

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۸)

عجیب بات ہے کہ پیرو مرشد تو مولود شریف کو ذریعۂ برکات سمجھ کر ہر سال کرتے ہیں اور قیام میں لطف ولذّت پاتے ہیں، مگر مُریدین ومُعتقدین ان باتوں کو شرک وکفر کہتے ہیں۔ تو نہ معلوم پیر صاحب پر وہ کیا فتویٰ لگاتے ہیں۔

☆☆☆☆

انگوٹھے چومنا

اذان میں حضور پُر نُور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا مستحب ہے۔ حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ردّ المحتار جلد اوّل ص ۲۶۷ میں تحریر فرماتے ہیں۔

يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّقَالَ عِنْدَ سِمَاعِ الْاُوْلٰی عَنِ الشَّهَادَةِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا قُرَّتْ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَيِ الْاِبْهَامَيْنِ عَلَی الْعَيْنَيْنِ فَاِنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ قَائِدًا لَّهٗ اِلَی الْجَنَّةِ كَذَا فِيْ كَنْزِ الْعِبَادِ قُهُسْتَانِيْ وَنَحْوُهٗ فِي الْفَتَاوٰی الصُّوْفِيَّةِ۔

ترجمہ:۔ مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سنے تو صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کہے اور جب دوسری بار سنے تو قُرَّتْ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اور پھر کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔ اور یہ کہنا انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں پر رکھنے کے بعد ہو۔ سرکار اقدس ﷺ اپنی رکاب اقدس میں اُسے جنت میں لے جائیں گے۔ ایسا ہی کنز العباد میں ہے۔ یہ مضمون جامع الرموز علامہ قہستانی کا ہے اور اسی کے مثل فتاوی صوفیہ میں ہے۔

اور سیّد العلماء حضرت سیّد احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ شامی کے مثل لکھنے کے بعد فرمایا:۔

وَذَكَرَ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي بَكْرِ نِ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَرْفُوعًا مَنْ مَسَحَ الْعَيْنَ بِبَاطِنِ أَنْمُلَةِ السَّبَّابَتَيْنِ بَعْدَ تَقْبِيلِهِمَا عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ وَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِي اھ كَذَا رُوِيَ عَنِ الْخِضْرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبِمِثْلِهٖ يُعْمَلُ فِي الْفَضَائِلِ۔

(طحطاوی علی المراقی مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۱۱۱)

دیلمی نے کتاب الفردوس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث مرفوع کو ذکر فرمایا، سرکار ﷺ ارشاد فرماتے ہیں، کہ جو مؤذن کے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہتے وقت شہادت کی انگلیوں کے پیٹ کو چومنے کے بعد آنکھوں پر پھیرے اور اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا کہے تو اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی، اور ایسے ہی حضرت خضر علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے۔ اور اس قسم کی حدیثوں پر فضائل میں عمل کیا جاتا ہے۔

حضرت ملا علی قاری ''موضوعات کبیر'' میں فرماتے ہیں۔

إِذَا ثَبَتَ رَفْعُهٗ إِلَى الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَيَكْفِي لِلْعَمَلِ بِهٖ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ

(موضوعات کبیر صفحہ ۳۱۶)

جب اس حدیث کا رفع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لیے کافی ہے، اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے۔

علمائے شافعی اور علمائے مالکی نے بھی انگوٹھے چومنے کو جائز ٹھہرایا ہے، اور اس کا فائدہ بھی بیان کیا ہے۔ مذہب شافعی کی مشہور کتاب ''اعانة الطالبين'' اور مذہب مالکی کی مشہور کتاب ''کفایۃ الطالب الربانی'' میں ہے۔

ثُمَّ يُقَبِّلُ اِبْهَامَيْهِ وَيَجْعَلُهُمَا عَلٰى عَيْنَيْهِ لَمْ يَعْمَ وَلَمْ يَرْمَدْ اَبَدًا

پھر اپنے انگوٹھوں کو چومے اور آنکھوں سے لگائے تو کبھی اندھا نہ ہوگا اور نہ کبھی آنکھیں دکھیں گی۔

بزرگوں نے انگوٹھے چومنے کے حسب ذیل فائدے بیان فرمائے ہیں۔

ا۔ اس کے عامل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

۲۔ انگوٹھے چومنے والے کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیچھے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

۳۔ یہ عمل کرنیوالا آنکھ دکھنے سے محفوظ رہے گا اور انشاء اللہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

۴۔ آنکھ میں کسی قسم کی تکلیف ہو تو انگوٹھے چومنے کا عمل بہترین علاج ہے،

انتباہ :۔ احادیث کریمہ میں تکبیر کو بھی اذان کہا گیا ہے، لہٰذا تکبیر میں بھی انگوٹھے چومنا نفع بخش و باعث برکت ہے، اور اذان و تکبیر کے علاوہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا جائز و مستحسن ہے، کہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم بھی ہے، اور حضور کی تعظیم جس طرح بھی کی جائے باعث ثواب ہے۔

اولیائے کرام کی نذر

نذر کی دو قسمیں ہیں، فقہی اور عرفی۔ نذر فقہی کے معنیٰ ہیں، غیر ضروری عبادت کو اپنے لیے ضروری کر لینا، اور نذر عرفی کے معنیٰ ہیں، نذرانہ، ہدیہ اور نیاز۔ نذر فقہی خدائے تعالیٰ کے سوا کسی کی ماننا جائز نہیں، اور نذر عرفی جو بزرگان دین کے لیے ان کی حیاتِ ظاہری یا حیاتِ باطنی میں پیش کی جاتی ہیں، جائز ہیں، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کے بھائی شاہ رفیع الدین صاحب ''رسالہ نذور'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

. نذر یکہ اینجا مستعمل می شود نہ بر معنیٰ شرعی است، چہ عرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگان می برند نذر و نیاز می گویند۔

لفظ نذر جو کہ یہاں مستعمل ہوتا ہے، شرعی معنیٰ پر نہیں ہے، اس لیے کہ عُرف میں جو کچھ بزرگوں کے یہاں لے جاتے ہیں، نذر و نیاز کہتے ہیں۔

حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ حدیقۂ ندیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

مِنْ هٰذَا الْقَبِيْلِ زِيَارَةُ الْقُبُوْرِ وَالتَّبَرُّكُ بِضَرَائِحِ الْاَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَالنَّذْرُ لَهُمْ بِتَعْلِيْقِ ذٰلِكَ عَلٰى حُصُوْلِ شِفَاءٍ اَوْقُدُوْمِ غَائِبٍ فَاِنَّهٗ مَجَازٌ عَنِ الصَّدَقَةِ عَلَى الْخَادِمِيْنَ لِقُبُوْرِهِمْ۔

اسی قبیل سے ہے، قبروں کی زیارت کرنا اور اولیاء کرام و بزرگان دین کے مزارات سے برکت حاصل کرنا اور بیمار کی شفا یا مسافر کے آنے پر اولیاء گذشتہ کے لیے

نذر ماننا کہ وہ ان کی قبروں کی خدمت کرنے والوں پر صدقہ کرنے سے مجاز ہے۔

امام اجل حضرت ابوالحسن نور الملۃ والدین علی بن یوسف شطنوفی قدس سرہٗ العزیز جن کو شمس الدین ذہبی نے طبقات القراء میں اور امام جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ میں ''الامام الاوحد'' یعنی بے نظیر امام کہا ہے، وہ اپنی کتاب ''بہجۃ الاسرار'' شریف میں محدثانہ اسانید صحیحہ معتبرہ سے روایت کرتے ہیں۔

اَخْبَرَنَا اَبُوالْعَفَافِ مُوْسیٰ بْنُ عُثْمَانَ بِالْقَاھِرَۃِ ۶۶۳ھ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبِیْ بِدِمِشْق ۶۱۴ھ قَالَ اَخْبَرَنَا الشَّیْخَانِ اَبُوْعَمْرٍو عُثْمَانُ الصَّرِیْفِیْنِیْ وَاَبُوْمُحَمَّدٍ عَبْدُ الْحَقِّ الْحَرِیْمِیُّ بِبَغْدَادَ ۵۵۹ھ قَالَ کُنَّا بَیْنَ یَدَیِ الشَّیْخِ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ بِمَدْرَسَۃٍ یَوْمَ الْاَحَدِ ثَالِثَ صَفَرِ ۵۵۵ھ

ابو العفاف موسیٰ بن عثمان نے ۶۶۳ھ میں ہم سے شہر قاہرہ میں حدیث بیان کی کہ میرے والد ماجد ابو المعانی عثمان نے ہمیں ۶۱۴ھ میں شہر دمشق میں خبر دی کہ ہمیں دو بزرگ حضرت ابو عمرو عثمان صریفینی اور حضرت ابو محمد عبدالحق حریمی نے ۵۵۹ھ میں بغداد شریف میں خبر دی کہ ہم ۳ صفر روز یکشنبہ ۵۵۵ھ میں حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر تھے۔

حضرت نے وضو کر کے کھڑاؤں کو پہنا اور دو رکعت نماز پڑھی۔ سلام کے بعد ایک عظیم نعرہ مارا اور ایک کھڑاؤں ہوا میں پھینکی، پھر دوسرا نعرہ مارا اور دوسری کھڑاؤں پھینکی، وہ دونوں ہماری نگاہوں سے غائب ہوگئیں، پھر حضرت نے تشریف رکھی، مگر ہیبت کے سبب کسی کو پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ۲۳ دن بعد عجم سے ایک قافلہ حاضر بارگاہ ہوا اور کہا اِنَّ مَعَنَا لِلشَّیْخِ نَذْرًا۔ یعنی ہمارے پاس حضرت کی ایک نذر ہے۔ فَاسْتَاْذَنَّاہُ فَقَالَ خُذُوْہُ مِنْھُمْ یعنی ہم نے حضرت

سے اس نذر کے لینے میں اجازت طلب کی۔ حضرت نے فرمایا: لے لو۔ انہوں نے ایک من ریشم، خز کے تھان، سونا اور حضرت کی کھڑاؤں جو اس روز ہوا میں پھینکی تھی پیش کی۔ ہم نے ان سے پوچھا: یہ کھڑاؤں تمہارے پاس کہاں سے آئی؟ انہوں نے کہا، ہم ۳ صفر یکشنبہ کو سفر میں تھے کہ بہت سے ڈاکو دو سرداروں کے ساتھ ہم پر ٹوٹ پڑے، ہمارے مال لوٹ لیے اور کچھ آدمی قتل کر دیے، پھر ایک نالے میں مال تقسیم کرنے کے لیے اُترے، نالے کے کنارے ہم تھے، فَقُلْنَا لَوْ ذَكَرْنَا الشَّيْخَ عَبْدَ الْقَادِرِ فِيْ هٰذَا الْوَقْتِ وَ نَذَرْ لَهٗ شَيْئًا مِنْ اَمْوَالِنَا اِنْ سَلِمْنَا، یعنی ہم نے کہا کہ اس وقت ہم حضرت غوثِ اعظم کو یاد کریں اور نجات پانے پر کچھ مال حضرت کے لیے نذر مانیں۔ ہم نے حضرت کو یاد ہی کیا تھا کہ دو عظیم نعرے سنے گئے، جن سے جنگل گونج اٹھا، اور ہم نے ڈاکوؤں کو دیکھا کہ ان پر خوف چھا گیا، ہم سمجھے کہ ان پر کوئی اور ڈاکو آ پڑے، وہ بھاگ کر ہمارے پاس آئے، اور بولے اپنا مال لے لو، اور دیکھو ہم پر کیسی مصیبت آ پڑی، ہمیں اپنے دونوں سرداروں کے پاس لے گئے۔ ہم نے دیکھا کہ وہ مرے پڑے ہیں، اور ہر ایک کے پاس ایک کھڑاؤں پانی سے بھیگی ہوئی رکھی ہے، ڈاکوؤں نے ہمارے سب مال ہمیں واپس کر دیے اور کہا، اس واقعہ کی کوئی عظیم الشان خبر ہے۔

اور بہجۃ الاسرار شریف میں ہے۔

حَدَّثَنَا اَبُو الْفُتُوْحِ نَصْرُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزَجِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا الشَّيْخُ اَبُو الْعَبَّاسِ اَحْمَدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ اَخْبَرَنَا الشَّيْخُ اَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُسَيْنِ بْنِ اَبِي الْفَضْلِ قَالَ شَيْخُنَا الشَّيْخُ مُحْيِ الدِّيْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقْبَلُ النُّذُوْرَ وَيَاكُلُ مِنْهَا۔

حدیث بیان کی ہم سے ابوالفتوح نصر اللہ بن یوسف ازجی نے، انہوں نے کہا: ہمیں شیخ ابوالعباس احمد بن اسمعیل نے خبر دی، انہوں نے کہا، ہمیں شیخ ابو محمد عبداللہ بن حسین بن ابوالفضل نے خبر دی کہ ہمارے شیخ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نذریں قبول فرماتے اور بذاتِ خود اس میں سے تناول فرماتے۔

دیکھئے اگر یہ نذر فقہی ہوتی تو حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سادات کرام میں سے ہیں، اس میں سے ہرگز تناول نہ فرماتے کہ سیدوں کے لیے نذر فقہی میں سے کھانا جائز نہیں، اس لیے کہ اسے وہی کھا سکتا ہے جو زکوۃ لے سکتا ہے۔

اور عارف باللہ حضرت عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ ''طبقات کبریٰ'' میں حضرت ابوالمواہب محمد شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں۔

وَكَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ يَقُوْلُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِذَا كَانَ لَكَ حَاجَةٌ وَاَرَدْتَّ قَضَاءَ هَا فَانْذُرْ نَفِيْسَةَ الطَّاهِرَةَ وَلَوْ فَلْسًا فَاِنَّ حَاجَتَكَ تُقْضٰى۔

حضرت ابوالمواہب محمد شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے، کہ میں نے سرکار اقدس ﷺ کو دیکھا، حضور نے فرمایا، جب تمہیں کوئی حاجت پیش آئے اور چاہو کہ پوری ہو جائے تو سیدہ طاہرہ حضرت نفیسہ کے لیے کچھ نذر مان لیا کرو، اگر چہ ایک ہی پیسہ ہو، تمہاری حاجت پوری ہوگی۔

ثابت ہوا کہ اولیائے کرام کی نذر، نذر فقہی نہیں ہے، بلکہ نذر عرفی ہے، اسے سادات کرام اور امیر وغریب سب لوگ کھا سکتے ہیں، وہابیوں کے پیشوا مولوی اسمعیل دہلوی کے دادا اور دادا استاد اور پردادا پیر یعنی شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنے والدِ ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب کے حال میں لکھتے ہیں کہ وہ

قصبہ ڈاسنہ حضرت مخدوم اللہ دیا قدس سرہٗ کے مزار پر حاضر ہوئے، رات کا وقت تھا، والد گرامی نے فرمایا کہ حضرت مخدوم ہماری دعوت کر رہے ہیں، اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھا کے جانا۔ تھوڑی دیر ٹھہر گئے، جب لوگوں کی آمد و رفت بند ہو گئی تو ایک عورت تھالی میں چاول اور شیرینی لیے حاضر ہوئی اور کہا کہ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا شوہر آجائے گا تو میں اسی وقت یہ کھانے پکا کر حضرت مخدوم اللہ دیا کی درگاہ میں حاضرین کے لیے پہنچاؤں گی، تو میرا شوہر اسی وقت آگیا تو میں نذر پوری کرنے کے لیے حاضر ہوئی ہوں۔ شاہ صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔

''حضرت ایشاں در قصبۂ ڈاسنہ بزیارت مخدوم اللہ دیا رفتہ بودند شب ہنگام بود در آں محل فرمودند مخدوم ضیافت ما می کنند و می گویند چیزے خوردہ روید توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شد و ملال بریاراں غالب آمد آنگاہ زنانے بیامد طبقی برنج و شیرینی بر سر و گفت نذر کردہ بودم کہ اگر زوج من بیاید ہماں ساعت ایں طعام پختہ بہ نشینندگان درگاہ مخدوم اللہ دیا، رسانم دریں وقت آمد ایفائے نذر کردم۔

(انفاس العارفین صفحہ ۴۴)

اور شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ میرے والد شاہ عبدالرحیم صاحب فرمایا کرتے تھے، کہ فرہاد بیگ نے کسی مشکل کے وقت میری نذر مانی مگر وہ بھول گئے، نذر پوری نہ کی، تو ان کا گھوڑا بیمار ہو گیا، یہاں تک کہ مرنے کے قریب پہنچ گیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ فرہاد بیگ پر یہ مصیبت میری نذر پوری نہ کرنے کے سبب ہے۔ میں نے کہلا بھیجا کہ گھوڑا بچانا چاہتے ہو تو ہماری نذر پوری کرو۔ فرہاد بیگ نے نذر پوری کی تو گھوڑا فوراً اچھا ہو گیا۔

شاہ صاحب کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

''حضرت ایشاں می فرمودند کہ فرہاد بیگ را مشکلے افتاد نذر کرد کہ بارِ خدایا، اگر ایں مشکل بسر آید ایں قدر مبلغ بحضرت ایشاں ہدیہ دہم آں مشکل مندفع شد آں نذر از خاطر او برفت، بعد چندے اسپ او بیمار شد و نزدیک ہلاک رسید، بر سبب ایں مشرف شدم بدست یکے از خادماں گفتہ فرستادم کہ ایں بیماری اسپ عدم وفائے نذر ست، اگر اسپ خود را می خواہی نذرے را کہ فلاں محل التزام نمودہ بفرست، وے نادم شد و آں نذر فرستاد ہماں ساعت اسپ او شفا یافت''۔

(انفاس العارفین)

مذکورہ بالا بزرگوں کے اقوال و احوال سے خوب اچھی طرح واضح ہو گیا کہ نذر عرفی جو بزرگوں کے لیے مانی جاتی ہے، بلا شبہ جائز ہے، اسے ناجائز اور شرک کہنا بزرگوں کو مشرک اور گنہگار ٹھہرانا ہے، البتہ جاہلوں میں بعض غلط منتیں جو رائج ہیں، ان سے بچنا ضروری ہے۔

سیدی و مرشدی صدر الشریعہ حضرت مولانا حکیم ابو العلا محمد امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

''علم اور تعزیہ بنانے اور پیک بننے اور محرم میں بچوں کو فقیر بنانے اور بدھی پہنانے اور مرثیہ کی مجلس کرنے اور تعزیہ پر نیاز دلوانے وغیرہ خرافات جو روافض اور تعزیہ دار لوگ کرتے ہیں، ان کی منت سخت جہالت ہے، ایسی منت نہ ماننی چاہیے اور مانی ہو تو پوری نہ کرے۔ (بہار شریعت جلد نہم صفحہ ۳۵)

اور فرمایا:۔

بعض جاہل عورتیں لڑکوں کے کان، ناک چھدوانے اور بچوں کی چوٹیاں رکھنے کی منت مانتی ہیں، اور طرح طرح کی ایسی منتیں مانتی ہیں، جن کا جواز کسی

طرح ثابت نہیں، اولاً ایسی واہیات منتوں سے بچیں، اور مانی ہو تو پوری نہ کریں، اور شریعت کے معاملہ میں اپنے لغو خیالات کو دخل نہ دیں، نہ یہ کہ ہمارے بڑے بوڑھے یونہی کرتے چلے آئے ہیں، اور یہ کہ پوری نہ کریں گے، تو بچہ مرجائے گا، بچہ مرنے والے ہوگا تو یہ ناجائز منتیں بچانہ لیں گی، منت ماننا کرو تو نیک کام نماز، روزہ، خیرات، درود شریف، کلمہ شریف اور قرآن شریف پڑھنے، فقیروں کو کھانا دینے، کپڑا پہنانے وغیرہ کی منت مانو۔ (بہار شریعت جلد نہم صفحہ ۳۵)

تکبیر کے وقت بیٹھنا

تکبیر کے وقت بیٹھنے کا حکم ہے، کھڑا رہنا مکروہ و منع ہے، پھر جب تکبیر کہنے والا حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے تو اٹھنا چاہیے۔ اس کے بارے میں فقہائے کرام اور شارحینِ حدیث کی تصریحات درج ذیل ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۳ میں مضمرات سے ہے۔

اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ عِنْدَ الْاِقَامَةِ یُکْرَہُ لَہٗ الْاِنْتِظَارُ قَائِمًا وَلٰکِنْ یَقْعُدُ ثُمَّ یَقُوْمُ اِذَا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ قَوْلَہٗ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ٥

اگر کوئی شخص تکبیر کے وقت آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے، بلکہ بیٹھ جائے اور جب مکبر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحْ پر پہنچے تو اس وقت کھڑا ہو۔

شیخ علاؤالدین محمد بن علی حصکفی درمختار میں تحریر فرماتے ہیں۔

دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالْمُؤَذِّنُ یُقِیْمُ قَعَدَ

جو شخص تکبیر کہے جانے کے وقت مسجد میں آئے تو وہ بیٹھ جائے۔

اسی عبارت کے تحت شامی جلد اول صفحہ ۲۶۸ میں ہے۔

يُكْرَهُ لَهُ الْإِنْتِظَارُ قَائِمًا وَلٰكِنْ يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُوْمُ إِذَا بَلَغَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔

اس لیے کھڑا ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے، بلکہ بیٹھ جائے، پھر جب مؤذن حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو اٹھے۔

اور مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی عمدۃ الرعایۃ حاشیہ شرح وقایہ جلد اول مجیدی صفحہ ۱۳۶ میں لکھتے ہیں۔

إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يُكْرَهُ لَهُ اِنْتِظَارُ الصَّلَاةِ قَائِمًا بَلْ يَجْلِسُ فِيْ مَوْضَعٍ ثُمَّ يَقُوْمُ عِنْدَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ وَبِهٖ صَرَّحَ فِيْ جَامِعِ الْمُضْمَرَاتِ۔

جو شخص مسجد کے اندر داخل ہوا سے کھڑے ہو کر نماز کا انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ وہ کسی جگہ بیٹھ جائے، پھر حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے وقت کھڑا ہو، اس کی تصریح جامع المضمرات میں ہے۔

اور علامہ سیّد احمد طحطاوی علی المراقی مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۱۵۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔

إِذَا أَخَذَ الْمُؤَذِّنُ فِي الْإِقَامَةِ وَدَخَلَ رَجُلٌ نِ الْمَسْجِدَ فَإِنَّهٗ يَقْعُدُ وَلَا يَنْتَظِرُ قَائِمًا فَإِنَّهٗ مَكْرُوْهٌ كَمَا فِي الْمُضْمَرَاتِ قُهُسْتَانِيْ وَيُفْهَمُ مِنْهُ كَرَاهَةُ الْقِيَامِ اِبْتِدَاءَ الْإِقَامَةِ وَالنَّاسُ عَنْهُ غَافِلُوْنَ۔

مکبر جب تکبیر کہنے لگے اور کوئی شخص مسجد میں آئے تو وہ بیٹھ جائے، کھڑے

ہو کر انتظار نہ کرے، اس لیے کہ تکبیر کے وقت کھڑا رہنا مکروہ ہے جیسا کہ مضمرات قہستانی میں ہے، اور اس حکم سے سمجھا جاتا ہے کہ شروع اقامت میں کھڑا ہو جانا مکروہ ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔

لہٰذا جو لوگ مسجد میں موجود ہیں، تکبیر کے وقت بیٹھے رہیں اور جب مکبر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے تو اٹھیں، اور یہی حکم امام کے لیے بھی ہے، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۵۳ میں ہے۔

یَقُوْمُ الْاِمَامُ وَالْقَوْمُ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ عِنْدَ عُلَمَائِنَا الثَّلَاثَۃِ وَھُوَ الصَّحِیْحُ۔

علمائے ثلاثہ حضرت امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے نزدیک امام و مقتدی اس وقت کھڑے ہوں جبکہ تکبیر کہنے والا حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے، اور یہی صحیح ہے۔

اور در مختار مع رد المحتار جلد اول صفحہ ۳۲۲ میں ہے۔

وَالْقِیَامُ لِاِمَامٍ وَمُؤْتَمٍّ حِیْنَ قِیْلَ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔

امام و مقتدی کا حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے وقت کھڑا ہونا سنتِ مستحب ہے۔

اور شرح وقایہ جلد اول مجیدی صفحہ ۱۳۶ میں ہے۔

یَقُوْمُ الْاِمَامُ وَالْقَوْمُ عِنْدَ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ

امام و مقتدی حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہنے کے وقت کھڑے ہوں۔

شیخ حسن بن علی شرنبلالی مراقی الفلاح میں تحریر فرماتے ہیں۔

قِيَامُ الْقَوْمِ وَالْإِمَامِ إِنْ كَانَ حَاضِرًا بِقُرْبِ الْمِحْرَابِ حِيْنَ قِيْلَ أَيْ وَقْتَ قَوْلِ الْمُقِيْمِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔

امام اگر محراب کے پاس حاضر ہو تو امام اور مقتدی کا مکبّر کے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہتے وقت کھڑا ہونا نماز کے آداب میں سے ہے۔

اور حدیث شریف کی مشہور کتاب مؤطا امام محمد باب ''تسویۃ الصف'' صفحہ ۸۸ میں ہے۔

قَالَ مُحَمَّدٌ يَنْبَغِي لِلْقَوْمِ إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ أَنْ يَقُوْمُوْا إِلَى الصَّلٰوةِ فَيَصُفُّوْا وَيُسَوُّوا الصُّفُوْفَ۔

حضرت امام محمد شیبانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تکبیر کہنے والا جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ نماز کے لیے کھڑے ہوں اور پھر صف بندی کرتے ہوئے صفوں کو سیدھی کریں۔

اور ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۴۱۹ میں تحریر فرماتے ہیں۔

قَالَ أَئِمَّتُنَا وَيَقُوْمُ الْإِمَامُ وَالْقَوْمُ عِنْدَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ۔

ہمارے ائمہ کرام حضرت امام اعظم، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے فرمایا کہ امام اور مقتدی حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کے وقت کھڑے ہوں۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ

اللمعات جلد اول صفحہ ۳۲۱ میں تحریر فرماتے ہیں۔

فقہا گفتہ اند مذہب آنست کہ نزد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ باید برخاست۔

فقہائے کرام نے فرمایا، مذہب یہ ہے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کے وقت اٹھنا چاہیے۔

اور نواب قطب الدین خاں مشکٰوۃ کے اردو ترجمہ مظاہر حق میں لکھتے ہیں۔

''فقہاء نے لکھا کہ جب تکبیر کہنے والا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہے، اس وقت مقتدی کھڑے ہوں''۔

اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی ''مالابدّ منہ'' ص ۳۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔

نزد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ امام برخیزد۔ امام حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کے وقت اٹھے

اس عبارت کی شرح میں مفتی سعد اللہ صاحب لکھتے ہیں۔

امام برخیزد و مقتدیاں نیز زیرا کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ امرست بجا آوردہ شود۔

ترجمہ:۔ امام اٹھے اور مقتدی بھی، اس لیے کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ جو حکم ہے اسے ادا کیا جائے۔

حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

اقامت کے وقت کوئی اگر آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے، بلکہ بیٹھ جائے۔ تکبیر کہنے والا جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو، یوں ہی جو لوگ مسجد میں موجود ہوں وہ بیٹھے رہیں۔ اس وقت اٹھیں جب مکبر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر پہنچے۔ یہی حکم امام کے لیے بھی ہے۔ آج کل اکثر جگہ رواج پڑ گیا ہے

کہ اقامت کے وقت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں، اور بلکہ اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک امام مصلے پر کھڑا نہ ہو اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی، یہ خلافِ سنت ہے۔ (بہارِ شریعت جلد سوم ص ۳۴)

فقہاءِ کرام اور شارحینِ حدیث کی مذکورہ عبارتوں سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ امام اور مقتدی کو حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کے وقت کھڑا ہونا چاہیے۔ یہ مسئلہ فقہ کی اکثر کتابوں میں اسی طرح مذکور ہے، مگر افسوس کہ آج کل بہت سے جاہل خصوصاً وہابی، دیوبندی اس مسئلہ پر عمل کرنے والوں سے لڑتے جھگڑتے اور فتنہ برپا کرتے ہیں، حالانکہ ان کے پیشواؤں نے اردو کی چھوٹی چھوٹی کتابوں میں بھی اس مسئلہ کو اسی طرح لکھا ہے۔ مفتاح الجنہ ص ۳۳ پر ہے کہ جب اقامت میں حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة کہے، تب امام اور سب لوگ کھڑے ہو جائیں اور ''راہِ نجات ص ۱۴'' میں ہے کہ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة کے وقت امام اٹھے۔

وہابیوں، دیوبندیوں کا اب بھی اس مسئلہ کی مخالفت کرنا کھلی ہوئی ہٹ دھرمی ہے۔ خدائے تعالیٰ انہیں حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ''آمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْن''۔

انتباہ:۔ بعض کتابوں میں حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة اور بعض میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاح پر اٹھنے کا حکم ہے تو حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة کے آخر میں اٹھیں اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کے شروع میں سیدھے کھڑے ہو جائیں۔

''فتاویٰ رضویہ میں ہے''

اذا حملنا الاول علی الانتہاءِ والاٰ خر علی الابتدا ء اتحد القولان

انتباہ:۔ بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃ پر چونکہ امام کو تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر دینے کا حکم ہے، اس لیے اگر لوگ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ پر اٹھیں گے تو صفیں درست نہیں ہو سکیں گی، جن کی حدیث شریف میں بہت تاکید ہے۔ اور اگر صفیں درست کریں گے تو تکبیر اولیٰ فوت ہو جائے گی، اس لیے شروع اقامت ہی سے کھڑے ہو جانا چاہیے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ پر امام تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر دے۔ یہ طرفین کے نزدیک مستحب ہے۔ اور اقامت کے وقت حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ سے پہلے کھڑا رہنا مکروہ ہے، جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری، ردالمحتار، طحطاوی علیٰ مراقی اور عمدۃ الرعایہ کے حوالے میں پہلے گذر چکا ہے۔ تو اگر مقتدی حضرات اس کراہت سے بچ کر تکبیر اولیٰ نہ پا سکیں تو امام کو چاہیے کہ تکبیر تحریمہ مؤخر کرے، اس لیے کہ تکبیر تحریمہ ختم اقامت کے بعد کہنے میں تین فائدے ہیں (۱) امام اور مقتدی دونوں مؤذن کی مکمل اقامت کا جواب دے سکیں گے جو مستحب ہے۔

(۲) مؤذن اقامت سے فارغ ہو کر تکبیر اولیٰ پا سکے گا، اور یہ بھی مستحب ہے۔

(۳) مقتدی کراہت سے بچ کر صفیں سیدھی کر لیں گے۔ اور اگر امام مستحب پر عمل کرتے ہوئے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ پر تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر دے گا تو خود امام اور تمام مقتدیوں کو ایک دوسرے مستحب کا ترک لازم آئے گا کہ

ان میں کوئی اقامت کا مکمل جواب نہ دے سکے گا، اور دوسرے یہ کہ مؤذن تکبیر اولیٰ نہ پا سکے گا، اور تیسرا یہ کہ مقتدیوں کی صفیں درست کرنے کے لیے حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ سے پہلے کھڑے ہو کر کراہت کا مرتکب ہونا پڑے گا۔ تو مستحب کے لیے کراہت کے ارتکاب کا حکم نہ کیا جائے گا بلکہ اس صورت میں مستحب کو چھوڑ دیا جائے گا۔

جیسا کہ امام ابن ہمام فتح القدیر جلد اول ص ۲۰۲ میں تحریر فرماتے ہیں۔

اِذَا لَزِمَ مِنْ تَحْصِیْلِ الْمَنْدُوْبِ اِرْتِکَابُ مَکْرُوْہٍ تُرِکَ۔ اور جب کہ ارتکاب کراہت کے ساتھ دوسرے مستحب کا ترک بھی لازم آتا ہے تو بدرجہ اولیٰ مستحب پر عمل نہ کیا جائے گا۔ اسی لیے جمہور اور اہلِ حرمین کا عمل حضرت امام ابو یوسف کے قول پر ہے۔ یعنی امام قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ پر تکبیر تحریمہ نہیں کہتا بلکہ ختم اقامت کے بعد نماز شروع کرتا ہے۔

جیسا کہ شرح نقایہ ص ۶۳ میں ہے۔ وَالْجُمْهُوْرُ عَلٰی قَوْلِ اَبِیْ یُوْسُفَ لِیُدْرِکَ الْمُؤَذِّنُ اَوَّلَ صَلٰوۃِ الْاِمَامِ وَعَلَیْهِ عَمَلُ اَهْلِ الْحَرَمَیْنِ اور صفوں کی درستی کا اہتمام حضور ﷺ سے اقامت کے بعد بھی ثابت ہے، جیسا کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ تکبیر تحریمہ کہتے کہ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کا سینہ صف سے باہر نکلا ہوا تھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خدا کے بندو! اپنی صفوں کو برابر کرو (جیسا کہ مشکوٰۃ شریف، کتاب الصلوٰۃ باب تَسْوِیَةِ الصَّفِّ، پہلی فصل، ص ۹۷) میں ہے خَرَجَ یَوْمًا فَقَامَ حَتّٰی کَادَ اَنْ یُّکَبِّرَ فَرَاٰی رَجُلًا بَادِیًا صَدْرُهٗ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ عِبَادَ اللّٰهِ

لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ (رواہ مسلم)

اور حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں روایت ہے کہ یہ حضرات بھی ختم اقامت کے باوجود تکبیر تحریمہ نہ کہتے بلکہ صفوں کی درستگی کی خبر ملتی تو نماز شروع فرماتے۔

جیسا کہ موطا امام محمد مطبوعہ دیوبند ص ۸۸ میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَاْمُرُ رِجَالاً بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ فَاِذَا جَاءُوْهُ فَاَخْبَرُوْهُ بِتَسْوِيَتِهَا كَبَّرَ بَعْدُo وَعَنْ مَالِكِ بْنِ اَبِي عَامِرِ الْاَنْصَارِيِّ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ لَا يُكَبِّرُ حَتّٰى يَاْتِيَهُ رِجَالٌ قَدْ وَكَّلَهُمْ بِتَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ فَيُخْبِرُوْنَهُ اَنْ قَدِ اسْتَوَتْ فَيُكَبِّرُo

(موطا امام محمد کتاب الصلوٰۃ باب التسویۃ الصف)

خطبہ کی اذان مسجد کے باہر سنت ہے

حدیث کی معتبر کتاب ابوداؤد شریف جلد اوّل ص ۱۶۲ میں ہے۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانَ يُؤَذَّنُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ پارہ ۶، باب النداء یوم الجمعۃ)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم جمعہ کے روز منبر پر تشریف رکھتے

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مسجد کے دروازے پر اذان ہوتی، اور ایسا ہی حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالے عنہما کے زمانے میں۔

اس حدیث شریف سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ خطبہ کی اذان مسجد کے دروازے پڑھنا سنت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں خطبہ کی اذان مسجد کے دروازے پر ہی ہوا کرتی تھی۔ اس لیے فقہائے کرام مسجد کے اندر اذان پڑھنے کو منع فرماتے ہیں۔

فتاویٰ قاضی خان جلد اوّل مصری ص ۷۸، فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری ص ۵۵ اور بحر الرائق جلد اوّل ص ۲۶۸ میں ہے لَا یُؤَذَّنُ فِی الْمَسْجِدِ یعنی مسجد کے اندر اذان پڑھنا منع ہے۔ اور فتح القدیر جلد اوّل ص ۲۱۵ میں ہے۔ قَالُوْا لَا یُؤَذَّنُ فِی الْمَسْجِدِ یعنی فقہائے کرام نے فرمایا کہ مسجد میں اذان نہ دی جائے۔ اور طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۱۷ میں ہے۔ یُکْرَہُ اَنْ یُؤَذَّنَ فِی الْمَسْجِدِ کَمَا فِی الْقُهُسْتَانِیِّ عَنِ النَّظْمِ۔ مسجد میں اذان دینا مکروہ ہے، اسی طرح قہستانی میں نظم سے ہے۔

لہٰذا یہ جو رواج ہو گیا ہے کہ خطبہ کی اذان مسجد کے اندر دی جاتی ہے، غلط ہے۔ خدائے تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ اس غلط رواج کو چھوڑ کر حدیث و فقہ پر عمل کریں۔ آمین۔

☆

بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا

بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا جائز ہے، اسے ناجائز کہنا جہالت وناوانی ہے۔ صحابہ کرام نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک اور پائے اقدس کے بوسے لیے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ ذَارِعٍ وَّکَانَ فِی وَفْدِ عَبْدِ الْقَیْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِیْنَۃَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَّوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ یَدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَہٗ

(ابوداؤدج ۲، ص ۳۵۳، مشکوٰۃ، کتاب الآداب، باب المصافحہ والمعانقہ، دوسری فصل ص ۴۰۲)

حضرت زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو وفد عبدالقیس میں شامل تھے، وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو جلد جلد اپنی سواریوں سے اتر پڑے اور ہم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں اور پاؤں کا بوسہ لیا۔

اس حدیث کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

ازیں جا تجویز پائے بوس معلوم شد۔ (اشعۃ اللمعات جلد چہارم ص ۲۵)

اس حدیث شریف سے پاؤں چومنے کا جائز ہونا ثابت ہوا۔

اور علامہ ابن علی حصکفی درمختار باب الاستبراء میں تحریر فرماتے ہیں۔

لَا بَاسَ بِتَقْبِیْلِ یَدِ الرَّجُلِ الْعَالِمِ وَالْمُتَوَرِّعِ عَلٰی سَبِیْلِ التَّبَرُّکِ۔

برکت کے لیے عالم اور پرہیزگار آدمی کا ہاتھ چومنا جائز ہے۔

اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص ۳۲۱ میں ہے۔

اِنْ قَبَّلَ یَدَ عَالِمٍ اَوْ سُلْطَانٍ عَادِلٍ لِعِلْمِہٖ اَوْعَدْلِہٖ لَابَاسَ بِہٖ۔

اگر علم اور عدل کی وجہ سے عالم اور عادل بادشاہ کے ہاتھ چومے تو جائز ہے۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اشعتہ اللمعات جلد چہارم ص ۲۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

بوسہ دادن دستِ عالم متورع را جائز ست، وبعضے گفتہ اند مستحب ست و آنکہ بعد از مصافحہ دستِ خود را بوسند چیزے نیست وفعل جاہلان ست ومکروہ است۔

پرہیز گار عالم کے ہاتھ چومنا جائز ہے اور بعض لوگوں نے کہا کہ مستحب ہے۔ اور جو لوگ کے مصافحہ کے بعد اپنا ہاتھ چومتے ہیں، کوئی چیز نہیں، جاہلوں کا فعل ہے اور مکروہ ہے۔

پھر چند سطر بعد فرمایا۔

اگر بر دستِ عالم یا سلطان بوسہ دہد از جہتِ علم وعدالت واعزاز دین لاباس بہ ست۔ واگر بجہت غرض دنیاوی کند مکروہ است اشد کراہت۔

دین کی عزت اور علم وعدالت کی وجہ سے پرہیز گار عالم اور عادل بادشاہ کے ہاتھ چومتے تو جائز ہے، اور اگر دنیاوی غرض کے لیے ایسا کرے تو سخت مکروہ ہے۔

مخالفین کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ جلد اوّل کتاب الحظر والا باحۃ ص ۵۴ میں لکھتے ہیں۔

''تعظیم دین دار کو کھڑا ہونا دُرست ہے، اور پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے، حدیث سے ثابت ہے''۔ (فقط رشید احمد عفی عنہ)

ان عبارات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ دیندار عالم اور پرہیز گار آدمی کے ہاتھ پیر چومنا جائز ہے۔

ایصالِ ثواب اور فاتحہ

ایصالِ ثواب کرنا اور فاتحہ پڑھنا جیسا کہ مسلمانوں میں رائج ہے۔ بلاشبہ جائز و مستحسن ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ۔ قَالَ اَلْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ۔

(رواہ ابوداؤد کتاب الزکوٰۃ باب فی فضل سقی الماء، نسائی، ج ۲، ص ۱۳۲)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ ام سعد یعنی میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے، ان کے لیے کونسا صدقہ افضل ہے؟ سرکار اقدس نے فرمایا کہ پانی۔ تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے یعنی اس کا ثواب ان کی روح کو ملے۔ (مشکوٰۃ، باب فضل الصدقہ، دوسری فصل ص ۱۶۹)

اس حدیث سے چند باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں۔

(۱) میت کو کسی کارِ خیر کا ثواب بخشنا بہتر ہے کہ صحابی رسول نے کنواں کھودنے کا ثواب اپنی ماں کو بخشا۔

(۲) ثواب بخشنے کے الفاظ زبان سے کہنا صحابی کی سنت ہے کہ کنواں کھودنے کے بعد انہوں نے فرمایا ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے، یعنی اس کا ثواب ان کی روح کو ملے۔

(۳) کھانا یا شیرینی وغیرہ کو سامنے رکھ کر ایصال ثواب کرنا جائز ہے۔ اس لیے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارۂ قریب کا لفظ استعمال کرتے ہوئے فرمایا ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ یعنی یہ کنواں سعد کی ماں کے لیے ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ کنواں ان کے سامنے تھا۔

(۴) غریب و مسکین کو کھانا دینے سے پہلے بھی ایصال ثواب کرنا جائز ہے جیسا کہ صحابی رسول نے کیا کہ کنواں تیار ہونے کے ساتھ ہی انہوں نے ایصال ثواب کیا، حالانکہ لوگوں کے پانی استعمال کرنے پر ثواب ملے گا۔ اسی طرح اگرچہ غریب و مسکین کو کھانا دینے پر ثواب مرتب ہوگا لیکن اس ثواب کو پہلے ہی بخش دینا جائز ہے۔

اور بزرگان دین کے مزارات اور عامۂ مومنین کی قبروں پر فاتحہ کا جو طریقہ رائج ہے کہ مختلف جگہ سے قرآن مجید کی چند سورتیں اور آیتیں پڑھی جاتی ہیں، پھر ایصال ثواب کیا جاتا ہے، بلاشبہ جائز و مستحسن ہے۔ اسی طرح پانچوں وقت نماز سے فارغ ہو کر دعاؤں میں الفاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھ کر ایصال ثواب کرنا جیسا کہ بمبئی وغیرہ میں رائج ہے، بہتر ہے، اس لیے کہ ایصال ثواب کرنے والے اور جن کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے دونوں اجر و ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔

درمختار بحث قراءۃ للمیت میں ہے۔

فِی الْحَدِیْثِ مَنْ قَرَءَ الْاِخْلَاصَ اَحَدَ عَشَرَ مَرَّۃً ثُمَّ وَھَبَ اَجْرَھَا لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص گیارہ بار سورۂ اخلاص یعنی قُلْ اللّٰہُ پڑھے، پھراس کا ثواب مُردوں کو بخشے تو اس کو تمام مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔

اور ردالمحتار شامی میں اسی جگہ شرح اللباب سے ہے۔

یَقْرَأُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا تَیَسَّرَ لَہٗ مِنَ الْفَاتِحَۃِ وَاَوَّلِ الْبَقَرَۃِ وَاٰیَۃِ الْکُرْسِیِّ وَاٰمَنَ الرَّسُوْلُ وَسُوْرَۃِ یٰسٓ وَتَبَارَکَ الْمُلْکِ وَسُوْرَۃِ التَّکَاثُرِ وَالْاِخْلَاصِ اِثْنَیْ عَشَرَ مَرَّۃً اَوْ اِحْدیٰ عَشَرَ اَوْسَبْعًا اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْنَاہُ اِلٰی فُلَانٍ اَوْ اِلَیْھِمْ۔

جو ممکن ہو قرآن پڑھے یعنی سورۂ فاتحہ سورۂ بقرہ کی پہلی آیتیں، آیت الکرسی آمن ارسول، سورۂ یٰسین، سورۂ ملک، سورۂ تکاثر پڑھے۔ اور سورۂ اخلاص گیارہ بار، گیارہ، سات یا تین بار پڑھے پھر کہے کہ یا اللہ جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں کو پہنچادے۔

اور جو کھانا و مالیدہ وغیرہ بنا کر امامین کریمین حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا کسی دوسرے بزرگ کی نیاز کرتے ہیں وہ بھی جائز اور باعثِ برکت ہے۔

جیسا حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی فتاویٰ عزیزیہ جلد اوّل ص ۷۸ میں تحریر فرماتے ہیں۔

طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرات امامین نمایندہ بر آں فاتحہ وقل و درود خواندن تبرک می شود و خوردن او بسیار خوب ست۔

جو کھانا کہ حضرات حسنین کو نیاز کریں اس پر فاتحہ، قل اور درود شریف پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

اور فتاویٰ عزیزیہ جلد اوّل ص ۵۰ میں ہے۔

اگر مالیدہ و شیر برنج بنابر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخوراند مضائقہ نیست جائز ست۔

اگر مالیدہ اور چاولوں کی کھیر کسی بزرگ کے فاتحہ کے لیے ایصال ثواب کی نیت سے پکا کر کھلائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے، جائز ہے۔

پھر چند سطر بعد فرمایا

اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیا را ہم خوردن ازاں جائز ست۔

اگر فاتحہ کسی بزرگ کے نام کیا گیا تو مالداروں کو بھی اس میں سے کھانا جائز ہے۔

اور آج کل فاتحہ و نیاز کی جو صورت عام طور پر رائج ہے، وہ بھی جائز ہے، جیسا کہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی جنہیں دیوبندی لوگ اپنا پیر، دادا پیر اور پردادا پیر مانتے ہیں، وہ لکھتے ہیں۔

''بلکہ اگر کوئی مصلحت باعث تقیید ہیئت کذائیہ ہے تو کچھ حرج نہیں جیسا کہ بمصلحت نماز میں سورۂ اخلاص معین کرنے کو فقہائے محققین نے جائز رکھا ہے، اور تہجد میں اکثر مشائخ کا معمول ہے اور تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی۔ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل میں ایصال ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین نے یہ خیال کیا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے، اسی

طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے۔ پھر کسی کو خیال ہوا کہ اللہ اس کا مشار الیہ روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو، تو کھانا روبرو لانے لگے۔ کسی کو یہ خیال ہوا، یہ ایک دعا ہے، اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے کہ اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے، کہ جمع بین العبادتین ہیں۔

چہ خوش بود برآید بیک کرشمہ دو کار۔ قرآن کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لیے رفع یدین سنت ہے، ہاتھ بھی اٹھانے لگے۔ کسی نے خیال کیا کہ کھانا مسکینوں کو دیا جائے گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے، کہ پانی یا دینا ثواب ہے۔ اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا۔ پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہوگئی۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۶)

پھر حاجی صاحب آگے لکھتے ہیں۔

اور گیارہویں شریف حضرت غوث پاک قدس سرہٗ اور دسواں، بیسواں چہلم وششماہی وسالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق رودولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وحلوائے شب برات و دیگر ثواب کے کام اسی قاعدہ پر مبنی ہیں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۷)

حاجی صاحب نے فیصلہ کر دیا کہ فاتحہ ونیاز کی مروجہ صورتیں اور دسواں، بیسواں وغیرہ جائز ہے۔ اب بھی ان باتوں کو ناجائز کہنا دیوبندیوں کی کھلی ہوئی ہٹ دھرمی ہے، اور حاجی صاحب کو گنہگار ٹھہراتا ہے۔

فاتحہ کا آسان طریقہ

پہلے تین یا پانچ یا سات بار درود شریف پڑھے، پھر کم سے کم چاروں قل، سورۂ فاتحہ اور الم سے مفلحون تک پڑھے۔ پھر آخر میں تین یا پانچ یا سات بار درود شریف پڑھے اور بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کرے۔

یا اللہ! ہم نے جو کچھ درود شریف پڑھا ہے، اور قرآن مجید کی آیتیں تلاوت کی ہیں، ان کا ثواب (اگر شیرینی یا کھانا ہو تو اتنا اور کہے کہ اس کھانا اور شیرینی کا ثواب) میری جانب سے حضور ﷺ کو نذر پہنچادے۔ پھر ان کے وسیلے سے جملہ انبیاء کرام علیہم السلام وصحابہ اور تمام اولیاء وعلماء کو عطا فرما۔

پھر اگر کسی خاص بزرگ کو ایصال ثواب کرنا ہو تو ان کا نام خصوصیت سے لے، مثلاً یوں کہے کہ خصوصاً حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نذر پہنچا دے۔ اور پھر جملہ مومنین ومومنات کو ارواح کو ثواب عطا فرما۔ اور اگر کسی عام آدمی کو ایصال ثواب کرنا ہو تو اس کا ذکر خصوصیت سے کرے۔ مثلاً یوں کہے کہ خصوصاً ہمارے والد ووالدہ کی روحوں ثواب پہنچادے، اور پھر جملہ مومنین ومومنات کی ارواح کو ثواب عطا فرما۔

اٰمِیْنِ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ؐ

بانی ادارہ صراطِ مستقیم پاکستان مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

کا اہم اور اچھوتے موضوعات پر لٹریچر

- فہم دین اول تا پنجم — سیٹ 1300/روپے
- غائبانہ جنازہ جائز نہیں — 220/روپے
- مفہوم قرآن بدلنے کی واردات — 140/روپے
- محاسن اخلاق — 100/روپے
- ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں — 45/روپے
- میرے لئے اللہ کافی ہے — 40/روپے
- حق چار یار — 40/روپے
- جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابہ کرام — 40/روپے
- فکر آخرت — 40/روپے
- ہاں ہم سنی ہیں — 40/روپے
- سرکار غوث اعظم اور آپکا آستانہ — 40/روپے
- ایک نومسلم کے سوالات کے جوابات — 40/روپے
- شان رسالت سمجھنے کا ایمانی طریق — 40/روپے
- توحید وشرک — 40/روپے
- ہم اہلسنت وجماعت ہیں — 40/روپے
- تحفظ ناموس رسالت ایک فرض ایک قرض — 40/روپے
- چٹاگانگ میں چند روز — 30/روپے
- تحفظ حدود اللہ اور ترمیمی بل — 30/روپے
- ایصال ثواب اور گیارھویں شریف کی شرعی حیثیت — 30/روپے
- فقہ حنفی سنت نبوی کے آئینے میں — 30/روپے
- دختران اسلام کے لیے آئیڈیل کردار — 30/روپے
- افزائش نور — 30/روپے
- جادو کی مذمت — 20/روپے
- اصلاح اور اس کا اجر — 20/روپے
- نور بشریت مصطفیٰ ﷺ کا انکار کیوں — 20/روپے
- شان ولایت قرآن وحدیث کی روشنی میں — 20/روپے
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علمی ذوق — 20/روپے
- امام اعظم رضی اللہ عنہ بحیثیت بانی فقہ — 20/روپے
- محبت ولی کی شرعی حیثیت — 20/روپے
- صلوٰۃ وسلام پر اعتراض آخر کیوں — 20/روپے
- فقہ حنفی پر چند اعتراضات کے جوابات — 20/روپے
- ربیلات اور اہلسنت کی ذمہ داریاں — 20/روپے
- خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام — 20/روپے
- فحش گانوں کا عذاب — 20/روپے
- رسول اللہ ﷺ کی نماز — 20/روپے
- ترک تقلید کی تباہ کاریاں — 20/روپے
- اسلام کو درپیش چیلنجز کا ادراک اور ان کا حل — 20/روپے
- صراط مستقیم کی روشنی — 20/روپے
- مقتدی فاتحہ کیوں پڑھے — 20/روپے
- رسول اللہ ﷺ بحیثیت مبشر — 20/روپے
- منصب نبوت اور عقیدہ مومن — 20/روپے
- محبت الٰہی اور اسکی چاشنی — 20/روپے
- فہم زکوٰۃ — 20/روپے
- حل مشکلات اور عقیدہ صحابہ — 20/روپے
- توحید باری تعالیٰ — 20/روپے
- قربانی صرف تین دن جائز ہے بعد قربانی کے جانور — 20/روپے
- نماز تراویح 20 رکعت سنت ہے — 10/روپے
- إنما أنا بشر مثلكم — 40/روپے
- تربیت اولاد — 30/روپے
- رنج والم سے نجات کا راستہ — 40/روپے
- مسئلہ حاضر وناظر — 40/روپے

صراط مستقیم پبلیکیشنز
5-6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور
0321-9407601, 0333-6173030

صراط مستقیم پبلیکیشنز
0333-6173030